PK
2199
Q343
1900

PURCHASED FOR THE

UNIVERSITY OF TORONTO LIBRARY

FROM THE

CANADA COUNCIL SPECIAL GRANT

FOR

ISLAMIC STUDIES

Digitized by the Internet Archive
in 2007 with funding from
Microsoft Corporation

http://www.archive.org/details/qamqamalislam00abduuoft

جو مومن ہین اُسکو وہ دیکھین تمام	کہ شیرو نکو رہتا ہی شیرو نسے کام	پڑھین گے جو مومن اسے شوق سے	تو اس سے وہ خالق انھین نفع دے
کلامی ادا کر تو شکر خدا	کہ پورا ہوا قصہ بہنسا	اور اللہ سے اپنے کر التجا	طفیل پیمبر کریگا عطا
الٰہی طفیل رسولِ انام	خطائین مری بخشدے اب تمام	ترے فضل سے ہی یہ مجھکو امید	کہ محشر مین چہرہ ہو میرا سفید
مجھے دین و دنیا مین رکھ سرخرو	الٰہی یہی ہے مری آرزو	محبت سے اپنی مجھے شاد رکھ	اعزا کو بھی میرے آباد رکھ
دیا تو نے جو مجھکو اور اب جو دے	عطا کر تو ہی اُسمین برکت مجھے	تمنا مرے دل کی بر لا تمام	بجاہ جناب رسولِ انام
اور اس نظم کو دے تو عز قبول	بحق رسول و علیؓ و بتولؑ	رہے اُمتِ احمدی پر کرم	رہین شاد و خوش کچھ نہو انکو غم
رہین دشمنون پر سدا چیرہ جنگ	رہین دین و دنیا مین با نام و ننگ	تمنا ہے مومن جو اُسکو پڑھین	تو آمین آمین اسیر کہین
	ہوئی اسکی تاریخ یون عیسوی	یہ جھنکار ہے تیغ اسلام کی ۱۸۹۹ء مطابق ۱۳۱۶ھ	

قطعہ تاریخ اتمام کتاب ہٰذا از شاعر شیوا بیان منشی سید ابو الحسن صاحب حسن تخلص خلف الرشید مولوی حافظ سید ابو القاسم صاحب شہید تخلص ملازم ریاست ٹونک

مرے باپ بھائی چچا زاد نے حسن کو ہوئی فکر تاریخ جب	کہ حد سے فزون جنکی تعریف ہے تھا دل نے کیا اسمین تسویف ہے	کیا جنگ بہنسا کو نظم اسطرح پئے سال قلب عدو کو نکال	کہ ہر شعر مین رعب و تخویف ہے شہید اور کلامی کی تصنیف ہے ۱۳۱۷

ایضاً از سخنور نازک خیال سہیم ظہوری و زلالی مولوی حکیم سید فخر الدین صاحب خیالی تخلص وطن رائے بریلی دائرہ شاہ علم اللہ قدس سرہ شاگرد منشی انوار اللہ صاحب تسلیم تلامذہ نسیم دہلوی

ہے سحر فصاحت کلامی کسکا یہ جگر کہان یہ فکرین	ناظم وہ جو نظم کر کے دکھلائے پُر گوئی مین یہ مزے کہان پائے لکھ از دل شوق اے خیالی	رزم او ہزار دن داستانین ہے فکر شہید نصف بہنسا تصنیف و شاعر بیان نرالے ۱۹۰۱	اور لطف یہ لطف نظم ہاتھ آئے باقی ہے انھین کی فکرت و رائے

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازن مطبع

خدائے کریم کا ہزار ہزار شکر و سپاس کہ ان ایام برکت انضمام مین ہر دل عزیز خاص و عام اعنی کتاب صداقت التیام متضمن حالات مغازی غازیان اسلام موسوم بہ صمصام الاسلام و مسمّٰی بہ اسم تاریخی غزوۂ صعیب بہنسا نتیجہ طبع گہربار و چکیدۂ کلک فصاحت نگار شاعر نامی یعنی حضرت جناب بلاغت مآب مشہور آفاق سید عبد الرزاق صاحب متخلص بہ کلامی مدظلہ مصنف صمصام الاسلام مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بعالی ہمتی آقائے نامدار جناب منشی پراگ نراین صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۹۰۱ عیسوی مین زیور طبع سے ہر ہفت ہو کر رونق محافل مشتاقان و حمائل گلوے مسلمانان ہوئی

اشتہار

چونکہ جملہ حقوق اسکے از جانب مصنف صاحب ممدوح بذریعہ بیع عوض زر نقد بنام مطبع منشی نولکشور منتقل ہوے ہین لہذا کوئی صاحب قصد طبع اس کتاب کا نہ فرمائین

اوراک قبۂ نور ہی پر ضیا
مرصع لباس اُنکا ہی سربسر
وہ بیتاب ہو جو انھین دیکھلے
یہ رتبہ ہوا مجھکو کیونکر نصیب
کہ ہمسایہ مین اُنکے اترا ہوئین
بلا سے نہ کیونکر بچائین اُسے
کہ اللہ سے کی مرے واسطے
کیا فضل سے اپنے مجھکو عطا
بحق صحابہ و آل نبیؑ
بیان کرتے تھے خود وہ مرد خدا
گیا اتفاقاً مین ایک سال
سوار اشہبو نپر بطرز نکو
کہ گر حسن اونکا کہین دیکھ پائین
اُنھین نے کیا مجھکو پہلے سلام
تو ہم تیرے ملنے کو خود آئے اب
کہا بہنسا مین ہوے ہین شہید
گئے بہنسا سے تھے ہم روم مین
کہا مین نے کس جا پہ مدفون ہو
تمھے اہل عرفانسے حق نے کیا
کہ ہو اپنے زائر کو پہچانتے
تو مجھسے وہ ارشاد کرنے لگے
کھلاتا پلاتا ہی اُسکو آلہ
اُٹھا خواب سے اور دلمین مرے
سدا اُسپہ رحمت ہو غفار کی
جناب پیمبرؐ کے اصحاب ہین
سوا اُنکے حضرت کے اصحاب سے
رکھے اُنکی جانب سے جو بغض و کین
سنو واقدیِ صداقت نویس
عجائب غرائب حکایات ہین

اسی مین بشرت ہی جلوہ فزا
کہ بس چوندھیا جائے جس سے نظر
حسین تھے وہ ایسے کہ دیکھے نہ تھے
مین ہون سخت حیران تبا ای حبیب
کہ مہمانکو اپنے بچاتے وہ ہین
نہ کیون پاس اپنے بسائین اُسے
دعا یہ انھون نے اسے بخشدے
یہ سب کچھ کہ تو ہی اسے دیکھتا
گنہ بخشدے اور خطائین مری
کہ ہر سال جاتا تھا مین بہنسا
زیارت کو اُنکی رہا پر ملال
بہت خوش لباس اور پاکیزہ رو
تو بیشک مہ و مہر شرما ہی جائین
ہوے اسطرح مجھسے پھر ہمکلام
مین یون عرض کرنے لگا باادب
براہ خدائے حمید و مجید
کہ وان سو سونکی اعانت کرین
کہا ہین جبانہ مین ای نیک خو
یہ ہی شکر اور شاد ہو نیکی جا
خوشا بخت یا ور ہین طالع مرے
کہ شاید نہین جانتا تو اسے
کہ قرآن اقدس ہی اسکا گواہ
لگی آگ تھی سوزش شوق سے
کرے جو زیارت ان ابرار کی
یہ عشاق اُنکے اور احباب ہین
تھے بے شبہ و شک جان نثاران رب
ہوا دوزخی دوزخی وہ لعین
صحابہ کا جو ہی حکایت نویس
لکھی اسمین سچ سچ روایات ہین

ہین گرد اُسکے وہ لوگ صاحب جمال
لٹکتی ہوئین اُنکی تیغین تمام
ادب سے سلام اُنکو مین نے کیا
کہ تو زندگی بھر گنہ گار تھا
جہا مین زخواری و ذلت سدا
ہمیشہ کیے مین نے جرم و گناہ
کیا مجھپہ خالق نے فضل و کرم
الٰہی بحق جناب رسول
روایت ہی ذوالنون مصری سے اور
کہ اُسکے فضائل سے واقف تھا مین
تو ناگاہ اک رات دیکھا یہ خواب
نہایت حسین اور صاحب جمال
لیے سبز ہاتھو نمین اپنے علم
ہمین تو نے ذوالنون گھبرا دیا
کہ تم کون ہو اور ہی نام کیا
صحابہ ہین ہم سرور پاک کے
پلٹ کر ادھر آتے ای باوفا
بہت ہم پہ ثابت ہین تیرے حقوق
کہا پیشوا ہوئین اب آونگا
گمان بھی نہ کرتا تھا زنہار مین
کہ جو راہ حق مین ہوا ہی شہید
یہ ارشاد کرکے روانہ ہوے
ہوا تیغ فرقت سے سینہ فگار
کہ سادات و اخیار و ابرار ہین
مئے عشق احمدؐ سے مخمور ہین
یہ رتبے ہین اُنکے کہ اُنکو خدا
اور اللہ کی رحمت سے محروم ہی
یہ کہتا ہی مین نے لکھی یہ کتاب
بڑی قدر اسکی بڑی شان ہی

جنھین بدر دیکھے تو ہو بس نڈھال
بصد شان و شوکت بصد احتشام
اور اس سے یہ حیران ہو کر کہا
کہا اُسنے تجھکو تعجب ہی کیا
تو عقبے مین وہ بندگانِ خدا
مگر یہ ہوا مجھپہ فضل آلہ
گنہ عفو میرے ہوے یک قلم
بحق علی و بحق بتول
سنو دوستون اُسکو ہی جائے غور
کہ اُس مین ثواب اور بڑے اجر ہین
کہ کتنے جوان مرد با جاہ و آب
عیان سب کے چہرونسے جاہ و جلال
قریب آئے میرے وہ عالی ہمم
کہ امسال آکر نہ ہم سے ملا
بتاؤ مجھے مین نہین جانتا
حبیب خدا شاہ لولاک کے
نہ آنے کا امسال باعث ہی کیا
کہ آتا ہی با صد امید و وثوق
یہ معلوم زنہار مجھکو نہ تھا
کہ عزت مری یہ ہی درجے یہ ہین
وہ زندہ ہی نزد خدائے مجید
مجھے آہ تنہا پڑا چھوڑ کے
کہ روتا رہا رات بھر زار زار
مئے وصل خالق سے سرشار ہین
ازل سے یہ نورؐ علی نور ہین
ہی قرآن مین خیر الامم کہہ چکا
دو عالم مین مردود و مذموم ہی
شریعت طریقت کی لب لباب
وہ دیکھے اسے جسکو ایمان سے

یہ کہتا ہی راوی قریشی تمام
محلہ جدا ہر قبیلہ کا تھا
تھے اہل علم کے سوا چل ہزار
قریشی لکل وانسے اکثر گئے
مع اپنے بھائی کے اور کی بنا
ہمیشہ رہے اسمین وہ نامور
کہ اصحاب شاہنشہ دوجہان
زیارت سے ہوتا ہی اُسکی ثواب
سری سقطیؒ اور ابن دینارؒ بھی
گئے اور بہت فیض حاصل کیے
لکھا ہی عمرو عاص نے یون کہا
سوا مصر کے اور برکت وہان
کہ ہی جانب غرب ارشاد جو
مبارک نہین بہنسا سے سوا
جدا جسم سے کرکے فوراً لباس
کہ اللہ کی مین اسکا غبار
یہ کہتے کہ ہی مفتخر یہ زمین
حسن ابن صالح رہی جب وہان
کہا واہ کیونکر نہ لو نین وہ جا
کہ مدفون اسمین وہ اصحاب ہین
اور اُسمین تھے حاکم بفرمہی
جو پہونچے جانہ پہ دونون امیر
لگے اُنکو یون عرض کرنے سلام
کہ ہر روز یان رحمتین بے شمار
جو زائر ہو اسکا بجب وولا
یہانتک کہ اُسمین ہی وہ مرگئے
بہت نیک اور صادق القول تھا
رہا مبتلائے گنہ عمر بھر
کہ رویا مین مجھکو یہ آیا نظر

اور اشراف اعراب با احتشام
غرض کفر بالکل زبون ہوگیا
کہ تھے چار سو باغبان در شمار
بہت اُسکے ویران محلے ہوے
بڑی مسجد جامع با صفا
جہانسے اُنھون نے کیا پھر سفر
ہوئے خمس آلاف مین دفن وان
جو منکر ہو اس سے ہی خانہ خراب
کہ مالک وہ ہین اور محب قوی
جو ہو اہل باطن وہ جانے اسے
کہ فرماتے تھے یون رسول خدا
سوے غربی مصر ہی بیگمان
مگر بہنسا ہی مراد اُس سے ہو
کہ ہین دفن خاصان رب العلیٰ
وہین ریت پر لوٹنے بے ہراس
اُڑا ہی یہی ہی اسے افتخار
ملی اُنکے جسمونسے ہی بالیقین
کسینے کہا اُنسے ای کامران
رہے جسمین علیسے رسول خدا
کہ محبوب مولا کے احباب ہین
جوان مرد عبد اللہؓ جعفری
پیادہ ہوے باخلوص کثیر
تم احیائے دارین ہو بالتمام
اترتی ہین از حضرت کردگار
تو ہوا سپہ غفران و فضل خدا
گئے ظل رحمت مین اللہ کے
اور اُسمین ہی رہتا تھا وہ باصفا
گیا دار فانی سے جب وہ گذر
وہی شخص تھے جسکی حالت تبر

رہے جہت غربی مین باصد طرب
وہ اول بھی آباد تھا اسقدر
بنی ہاشم و بن امیہ مین جب
اور اعراب اکثر رہے بے سخن
بہت حجرے اُسمین تھے اور اُس سوا
یہ کہتا ہی یان راوی نیک پی
اور اصحاب حضرت جو اُسپر لڑے
کہ اُسکی زیارت کو باصد ولا
شعیبؒ اور ابو مدین پارسا
جو تھے فضلؒ عباس عالی مکان
بس طور و حرمین اور ایلیا
عمروؓ نے یہ کی آپ اسکی شرح
یہ فرماتے تھے سید الساجدین
وہان جبکہ جاتے علیؓ نوری
اور اسطرح کہتے تھے وہ نیک خو
اور اُنکے سوا ابو علی دقاق
بہا جنکی پیشانیونسے ہی عرق
کہو کس لیے تم یہان آرہے
اترتی ہین اسکے جبانہ پہ روز
جو عبد اللہ حاکم ہوئے مصر پر
چلے اُنکے لینے کو باذوق و شوق
کہ ہین دفن اسمین صحابہ شہید
یہ عبد اللہ لوگونسے کہنے لگے
جو ہو دفن اس مین وہ ہو جنتی
پیادہ وہ ہر روز آتے وہان
یہ کہتا ہی یان راوی خوش کلام
حکایت یہ کی اُسنے مجھسے بیان
کیا دفن اُسکو اُنھین کے قریب
کہ ہی شاد تاج جواہر رکھے

شریفوں کا گھر اُسکو کہتے ہین سب
کہ اُسکی رعایا سب اور پیشہ ور
ہوئی جنگ باہم بشور و شغف
یہانتک کہ آئے جب اُسمین حسن
بنائی اُنھون نے وہان اک سرا
فضیلت بڑی بہنسا کی یہ ہی
تو بدری بھی ہفتاد تن اُسمین تھے
عراق اور مغرب سے یہ اولیا
اور اُنکے سوا اور بھی اصفیا
زیارت کو وہ بھی گئے تھے وہان
نہین ہی مبارک زمین اور جا
بصد انبساط و سرور و فرح
سوے قبلہ از مصر کوئی زمین
پہونچکر جبانہ پہ باصد خوشی
زہے بخت اس خاک کے دوستو
جبانہ پہ آکر بصد اشتیاق
رہ حق مین اور وہ ہوے اُسمین غرق
بلا داور سب چھوڑ تمنے دیئے
بہت برکتین ہی یہ جا دلفروز
گئے اُسمین باسوز و درد جگر
ملے شاد ہوکر بڑھا اور ذوق
رضامند ہی جن سے رب مجید
شرافت ہی اس سرزمین کیلیے
کہ خالق کی رحمت نہین منتہی
زیارت کو اصحاب کی بیگمان
کہ ابن ظہیر عبد رحمٰن نام
پڑوسی تھا اک شخص میرا وہان
گنہ گار سے خوب جاگے نصیب
لباس اُسکا ہی سندس سبز سے

غنیمت کو تقسیم جب کر چکے / گئے قصر دولت مین مجکو لیے
وہان امّ کلثوم بنت امام / سعادت فزا تھین بصد احترام
اور اسمین تھا اک فرش چرمی بچھا / بھرے لیف خرما تھے وہ نرم تھا
رکھے اسپہ دو تکیے تھے صوف کے / بچھی ایک کملی بھی تھی نیک پے
گیا بیٹھ جھٹ مین اسی پر وہان / تو بی بی سے حضرت ہوے تر زبان
کہ بھیجو مجھے ہون چھہارے اگر / دیا انکو پاسخ نہین ہین مگر
مہی ہی تو حضرت یہ کہنے لگے / کہ ہی وہ خصوصاً مرے واسطے
مگر آسئے ہین اب یہ مہمان دو / انھین کچھ تو اسوقت کھانیکو دو
تو اندر سے بی بی نے ہمکو دیا / وہین ایک برتن کہ گھی اسمین تھا
چپاتی بھی دین اور بھیجا عسل / کہ کھانے لگے ہم اسے بے خلل
دیا مین نے انکو بھی پھر اسمین سے / کہ جو لوگ آئے مرے ساتھ تھے
ازان بعد مین عرض کرنے لگا / یہ تشریح سب حال بطلوس کا
ہنسے اور کہنے لگے یون حضور / کہ بطلوس تھا عقل و دانش سے دور
شہیدونکے پھر مین نے لیلیکے نام / کہا ماجرائے شہادت تمام
تو حضرت اسے سنکے رونے لگے / ہمیشہ خدا انسے راضی رہے
مرخص ہوے انسے پھر ہم اٹھے / جناب پیمبر کی مسجد گئے
کیے عرض ہمنے درود و سلام / بشوق نیاز و خلوص تمام
سلام ای جہاندار دنیا و دین / سلام ای حبیب خدائے برین
سلام ای حبیب مدینی لقب / سلام ای رسول قریشی نسب
سلام ای دوائے دل دردمند / سلام ای پناہ نشیب و بلند
سلام ای شفیع الوری والسلام / سلام ای شہ انبیا والسلام
ملے ہم سے پھر مومن نیک خو / سنین تا قریبونکے احوال کو
شہیدونکی تفصیل پھر ہمنے سب / بیان انسے کردی برنج و تعب
تو جنکے اعزا ہوے تھے شہید / لگے رونے وہ مومنان سعید
مدینہ مین ہر سمت غل مچ گیا / ہوے سخت گریان وہ اہل صفا
ادا تعزیت کرتے تھے مومنان / خصوصاً عقیلؓ و علیؓ کے بیان
غرض ہم مدینہ مین کل سات روز / رہے شادمان اور بہجت فروز
خلافت سے ہمکو جو فرمان ملا / ہوے جانب مصر ہم رہگرا
لکھا تھا وہ فرمان نصرت مزید / بنام سپہدار خالدؓ ولید
کہ سوے صعید اب چلے جاؤ تم / کہ اس ملک پر بھی ظفر پاؤ تم
یہ فرمان عالی جو پہونچا انھین / تو مسلمؓ کو حاکم کیا شہر مین
دیا چھوڑ سب کو لیے دو ہزار / سواران جنگ آور و نامدار
روانہ ہوے سمت ملک سعید / کہ ہو ہمسے راضی خدائے مجید

کیفیت حکام بہنسا بزمانۂ خلفا و ذکر فضائل بہنسا بہ برکت مقابر شہدا

یہ کہتا ہے راوی کہ مسلمؓ دلیر / رہے مدتون بہنسا پر امیر
خلافت مین عثمانؓ عفان کی / معطل ہوے وہ امیر جری
گیا ابن جعفرؓ کو فرمان روا / کہ ہے نام انکا محمد لکھا
صفت کس زبان سے ہو عثمانؓ کی / کہ ہین وہ حبیب خدا و نبی
وہی جامع وحی قرآن ہوئے / صحابہ مین ذیجاہ و ذی شان ہوے
خدا سے جدا وہ نہ انسے خدا / خدا پر ہوے مال و جان سے فدا
جو انسے پھرا بس وہ ملعون ہوا / نہین اسمین کچھ جاے چون و چرا
ٹھکانہ نہین اسکا دارین مین / دو عالم کی حاصل ہے شاہی انھین
سنو شاہ سے بغض و کین جو رکھے / نہ وہ ملک مین اسکے پھر رہ سکے
رہا بھی اگر تو رہے گا ذلیل / کہ سمجھینگے اسکو وہان سب رذیل
یہی حال انکے مخالف کا ہے / کہ عقبی مین بے قدر ہو کر رہے
نہ ہمدم ہو اسکا نہ یاور کوئی / کرے گھر سے باہر اسے ہر کوئی
مدینے مین مسلمؓ پھر آنے چلے / وہان چھوڑ اپنے قبائل دیے
مدینہ مین یہانتک رہی یہ سعید / کہ کوفہ بحکم امام شہید
گئے اور وہین خدا سے ملے / ہمیشہ خدا انسے راضی رہے
غرض اسپہ فرمانروا وہ جری / رہے تابعہد جناب علیؓ
امارت مین یا ابن ابو سفیانکی / ہوے ابن عبد اللہ یعنے علی
ہوے پھر تو حاکم وہ عبد العزیز / کہ مروان کے بیٹے تھے بس باتمیز
ازان بعد طاہر بن عبد اللہ / ہوے اسکے عامل بلا اشتباہ
کیا جب صحابہؓ نے اسمین قیام / فزون اسکی رونق ہوئی صبح و شام
نئے اسمین بازار بھی بن گئے / اور انکے سوا سیکڑون گھر نئے
ہوے راستے صاف ہر طرح کی / بڑھی زیب و زینت بہ رونق ہوئی

ما اتخذ اللہ من ولد وما کان معہ من الٰہ اذا لذہب کل الٰہ بما خلق ولعلی بعضہم علی بعض سبحان اللہ عما یصفون

که اللہ ہی وحدہ لاشریک / ہوا ہی نہ ہو کوئی اُسکا شریک
خدا پاک ہی اسکے بیٹا نہین / شریک وسہیم اسکا اصلا نہین

نرالا ہی اک وہی دادار ہی / وہی سارے عالم کا مختار ہی
وہی ایک ہی خالق جزو کل / ہین سب اسکے گلزار صنعت کے گل

کہ خالق اگر اور ہوتا کوئی / وہ شے اپنی لیتا بنائی ہوئی
تو ہوتا بگاڑ اُس سے بنتی نہین / نہ رہتا قیام زمان وزمین

منزہ ہی اُس سے خدائے برین / بتاتے ہین جیسا اُسے مشرکین
ازان بعد کلمہ اُنھون نے پڑھا / کہ معبود کوئی نہین جز خدا

مسلمان بھی تر زبان سب ہوئے / درود اور تہلیل وتکبیر سے
جو تھے غانم نامور با صفا / اُنھون نے خوشی سے یہ آیہ پڑھا

کم ترکوا من جنات وعیون وزروع ومقام کریم ونعمت کانوا فیہا فاکہین کذٰلک واورثناہا قوما آخرین

بہت باغ چشمی بہت کھیتیان / سوا اُنکے پھر اور خاصے مکان
بعیش انہین ہی تھے ارام سے / بفخر اُنہین باتین بناتے وہ تھے

گئے چھوڑ ہم نے زروئے عطا / وہ سب دوسری قوم کو دیدیا
کیا پھر کلیسا اُنھون نے خراب / اسی جا باخلاص بہر ثواب

بنائی بس اک مسجد باصفا / سراپا مصفا بہت پُر ضیا
ستون اُسمین یکسر زسنگ سفید / لگائے اُنھون نے بصدہا امید

یہ کہتا ہی راوی کہ ابتک وہ ہی / خدایا وہ آباد دائم رہے
جمعہ اُسمین ہوتا ہی باصد نیاز / عبادت سے شادان تھے وہ سرفراز

اور اُسکے سوا اور بھی مسجدین / بنائین اُنھون نے کہ ابتک وہ ہین
نشانہائے تکفیر جو کچھ کہ تھے / وہ خاصان حق نے مٹا سب دئے

بنائین بہت پھر اُنھون نے سرائے / کہ آرام لین اُنمین اپنے پرائے
کیا صاف راہونکو بھی سربسر / کہ رہرو کو راحت ہو شام وسحر

غرض راحت خلق تھا اُنکا کام / رہے اُنسے اللہ راضی مدام
حسام خدا میر لشکر پناہ / رہے اُسمین رونق فزا ایک ماہ

پہونچنا خمس کا بحضور خلیفہ صادر ہونا فرمان کا بنام سپہدار نصرت لوا

یہ کہتا ہی راوی صداقت مآل / لیا خمس کو پھر اُنھون نے نکال
جو فضل فضالہ تھے اور بونعیم / سویم بود جانہ مجاہد فہیم

بلایا اُنھین اور یہ اُنسے کہا / عمرو کو یہ پہونچا دو اے باصفا
لکھا فتح نامہ بھی پھر اُنکے نام / کہ ہم نے لیا بہنسا لا کلام

اور اُسمین غنیمت جو ہمکو ملی / اسیکے ہی ہمراہ خمس اُسکا بھی
عمرو کو جو وہ فتح نامہ ملا / ہوئے شاد اور اک عریضہ لکھا

حضور جہانبان جناب عمرؓ / خلافت پناہ وشہ دادگر
سپہدار کا فتحنامہ جو تھا / اُسے بھی اُنھون نے روانہ کیا

دیا بونعیم دلاور کو سب / کہا تم مدینے چلے جاؤ اب
عریضہ مرا اور خالد کا بھی / مع مال خمس اے جوان جری

حضور خلیفہ مین پہونچا کے آؤ / اور اُسکی جزا اپنے اللہ سے پاؤ
کیئے تیس اصحاب پھر اُنکے ساتھ / کہ بالا رہے اُنکا اعدا پہ ہاتھ

اُسے لیکے وہ مصر سے جلد ئیے / مدینہ مین جس روز داخل ہوئے
اسی روز دعوت تھی حضرت کے یان / کہ مدعو تھے اہل مدینہ وہان

پیالون مین بھر بھر کے حضرت ثرید / کھلاتے تھے سب کو بشوق مزید
پڑی اُنپہ جسدم نگاہ حضور / تو حاصل ہوا اُنکو سور و سرور

بلایا سلے اور بٹھایا اُنھین / محبت سے کھانا کھلایا اُنھین
روایت یہ کرتے تھے خود بونعیم / جو تھے صادق القول مرد کریم

پس پشت میرے خلیفہ کھڑے / عصائے نبی پر تھے تکیہ کیے
عصائے نبی کا تجھے واسطا / الٰہی مددگار ہو تو مرا

جو ہم لوگ کھانے سے فارغ ہوئے / تو حضرت خلیفہ کو نامے دیے
لیا اُنکو پڑھ کر ہوئے شادمان / یہ سُنکر ہوئے مجتمع مومنان

تو حضرت خلیفہ کھڑے ہو گئے / خطیبانہ اور حمد کرنے لگے
بیان کرکے حمد وثنائے خدا / کیا وصف حضرت رسالت ادا

لکھا تھا جو اُنمین سُنایا اُنھین / زر و مال سارا دکھایا اُنھین
اور اُنپر وہین اُسکو قسمت کیا / نہ اپنے لیے ایک حبہ رکھا

کرا نپر جا خون گئے ہاتھ تھک
دیا حکم جلدی بنین گاڈیان
مسلمان پڑے تھے جو باہر شہید
ہوئے جمع سب باخشوع ونیاز
منگائین تھین مرکے بھی تختیان
ہوئی دفن سے جب فراغت انھین
وویم عبداللہ بن حرملہ
ابومسلمہ بوحذیفہ بھی تھے
سوا انکے تھے اور بھی کامگا
کہ بازار خرما فروشونکے پاس
جو بازار صابون کا تھا شہیر
ہوے تیغ اعدا سے وان بھی شہید
یہ کہتا ہی یان راوی نیک خو
امیرونکے بھی جو وہان تھے مکان
بہت مسند وتکیہ ریشمی
ہوے سب پہ قابض وہ عالی صفات
لیے جاتے تھے ایک نجر عدو
نہ تھی قدر کچھ سیم وزر کی وہان
اگر مجلس عیش ہوتی کبھی
سپہدار دین سعد عالی گہر
ملا رستم گرد بھی خاک مین
مدائن پہ جب انکا قبضہ ہوا
ملا عالم عالم اور ایک فرش بھی
اور اُس سے جناب علی کو ملا
علی شیر حق سرور مومنان
یہ کہتا ہی راوی صادق زبان
ہوا وقت قسمت سہام سوار
لگے بھر کنیسے مین وہ نامور
تشبیہین لگین جابجا اُنمین تھین

ہوے تھک کے عاجز وہ نصرت نزک
ہوا اُسکی تعمیل فوراً وہان
اُٹھین گاڈیو نپر ز قرب وبعید
جنازہ کی اُنپر ادا کی نماز
لکھے انپہ اُن سبکے نام ونشان
تو لے آئے تشریف پھر شہر مین
وعبداللہ نعمان شیر ملیہ
بوکلثوم اور بوسراقہ بھی تھے
کہ دی جان بہر خداوندگار
ہوے جان بحق بیس تن حق شناس
ہوئی وان شہید اک جماعت کثیر
ملا اُنکو قرب خدا سے حمید
کہ جب خالد صاحب جاہ کو
تھا اُنمین بھی زر اور جواہر نہان
کہ دوات کی اُنکو نہ تھی کچھ کمی
لیا جیت سب کچھ یہ دی اُنکو بات
کہ دو اُسپہ صندوق تھے دو بدو
اُٹھانے سے عاجز ہوے مومنان
تو بطلوس اُسپر لفافہ مہی
گئے سوے فارس جو باکر و فر
بندھے اُنکے سر اُنکی فتراک مین
علمہائے دینی ہوے چرخ سا
کہ اُسکی بنا زر جواہر سے تھی
جو حصہ فروخت اُسکو وہین کیا
علی ولی ہادی گمرہان
خزانے جو کچھ تھے قلعہ مین نہان
زر سرخ مثقال مین دس ہزار
اور اُسمین بھی سامان ملا بیشتر
کہ حیران ہو دیکھکر اہل دین

گئی شب ہوا دوسرا روز جب
پکڑوا نئے پھر بیل دیہات سے
اُٹھا کر رکھا اور قبرین جہان
کیا دفن انکو لکھا ہی یہی
لگا تختیونکو سرہانے دیا
ہوے شہر مین تھے جو مومن شہید
بومسعود ثقفی و عبد رحیم
تھے مالک بھی اور بوسلیمان بھی
غرض چار سو سے زیادہ وہ تھے
اُنھون نے وہین انکو دفنا دیا
دو کانین تھین عطارونکی جس جگہ
سوے یوسفی بحر زیر فصیل
فراغت ہوئی اُنکی تدفین سے
گئے اُنمین نکلا بہت سیم وزر
سپرہاے زرین وزرین کمر
لکھا ہی کہ پھر غازی نامور
جواہر تھا اُنمین بھرا سربسر
مرصع ملا اُنکو اک فرش بھی
جلوس آکے کرتا کہ اورنگ پر
مجوس اُنسے آکر مقابل ہوے
لڑے جس جگہ فتح ونصرت ہوئی
گیا بھاگ کسرے بدرد وملال
کہا راوی نے یہ بھی ویسا ہی تھا
لے بست آلاف دینار سے تھے
پناہ جہان شاہ دلدل سوار
نکالا انھین اور جو کچھ ملا
اور اک اک ہزار اوقیہ نقرہ بھی
سنہرے روپہلے قنادیل تھے
سپہدار بھی اُنسے حیران ہوے

کیے وہ وہین بکار اُنھون نے طلب
اُٹھین گاڈیونمین اُٹھین جو تھے
بنائی تھین لیجا کے اُنکو وہان
کہ ہر قبر مین دس رکھے آٹھ بھی
کہ باقی رہے اُنکا نام اور پتا
اُنھین مین تھے عبداللہ ابن عبید
وہی عبدرزاق اہل نعیم
کہ وارانی تھے قوم سے ہجری
کہ جو قرب نہ لامین اُس شب گئے
یہ کہتا ہی راوی کہ اُنکے سوا
چہل مومنان صاحب دبدبہ
ہوا اک گروہ مجاہد قتیل
تو وہ جانب قصر شاہی چلے
ظروف زر وسیم ولعل وگہر
طلا کار شمشیر وگرز وتبر
ہوے جانب باب سرہ سپر
اسیوقت سب لیلیا لوٹ کر
یہ اُسکی صفت واقدی نے لکھی
بچھاتے تھے خادم وہی فرش زر
تو نار جہنم مین داخل ہوے
کہ برباد کسرے کی شوکت ہوئی
جواہر زر وسیم ومال ومنال
مدینہ مع خمس بھیجا گیا
وہ سب آپنے راہ حق مین دیے
جہاندار دین نایب کردگار
لیا اور نہ چھوڑا اُنھون نے ذرا
ملا اور ہوے شاد مان جری
تھے منقوش دیبا کے پردے بڑے
اس آیہ کو اُسوقت پڑھنے لگے

ابو ذر غفاری یل شہ سوار — بو ایوب انصاری عالی وقار
ہوے باب فندوس پر حملہ گر — چلی خوب شمشیر و گرز و تبر
مسیب نجیبہ فزاری نہاد — دویم وہ ہی قعقاع والاتژاد
سویم سرور فوج غانم جوان — ہوے متفق ہو کے حملہ کنان
جو باب جبل تھا یہ اُسپر گئے — جو آئے مقابل وہ بیجان ہوے
نہ اُنسے رُکے چڑھ گئے برج پر — کئے اور کام تا دیا کھول در
اور ایسا لڑے اُنسے یہ مومنین — فلک پر ملک کرتے تھے آفرین
لڑے خوب اعدا بھی اُس جنگ مین — کہ جینے کا لطف اب نہین کچھ ہین
ہوا شاہ بھی اسطرح جنگ جو — کوئی جان سے جیسے بیزار ہو
نہ کی جان دینے مین اُسنے کمی — گرا سکے ادھر اور ادھر آدمی
سپہدار دین خالد نامور — بڑھے اسپہ باغیظ جون شیر نر
یہ کہتے تھے اسدم بعون خدا — مین لیتا ہون بدلہ سلیمان کا
وہ کافر جو اُنکے مقابل ہوا — تو نیزہ سنبھالے وہ مرد خدا
بڑھے اور کیا اُسکے سینہ پہ وار — کہ زین سے گرا ہو کے خوار و نزار
گیا جان سے اپنے وہ بے تمیز — نہ آیا کوئی کام خویش و عزیز
نہ اورنگ و تاج و نہ زرین کمر — نہ شمشیر بران نہ خود و سپر
نہ گنج و نہ کشور نہ فوج و سپاہ — نہ وہ ساز و سامان نہ زرین کلاہ
نہ وہ کبر و نخوت نہ عجب و غرور — نہ وہ ہوش و دانش نہ مکر و فتور
گیا جان کے ساتھ سارا حشم — مصاحب نہ تھا کوئی جز درد و غم
گئے سب بچھڑ آن کی آن مین — کہ تنہا پڑا تھا وہ میدان مین
اُسے دیکھکر اُنکے اترے نشے — نہ ٹھہرا کوئی پھر بقول کسے
بیک گردش چرخ نیلوفری — نہ دادر بجا ماند نہ داوری
یہ ہی طور دنیا ے ناپائدار — کہ عاشق کو کرتی ہی خود اپنے خوار
وہ ہی مرد جو اس سے بیزار ہو — یہ اُسکے لیے مثل گلزار ہو
وگرنہ یہ مردار ہی خار جان — اگرچہ بظاہر ہین گل کاریان

امن دینا امیر خالد کا رعایاے بہنسا کو دفن ہونا شہدا کا قابض ہونا دلیران موحدین کا خزائن بطلوس ملعون پر اور متوجہ ہونا تعمیر مساجد و مہمانسراے و شاہ راہون پر

جو دیکھا وہان رومیون نے یہ حال — کہ کشتہ ہوا وہ لعین بد خصال
تو بھاگے لڑائی سے اکبار گی — کیے پر دلیرون نے پھر بار گی
ہوے اور بھی قتل اور قید بھی — امان سب نے چاہی کہ ہو جان بری
لکھا ہی کہ مارے گئے سی ہزار — کہ بپھرے تھے شیران دشمن شکار
مقید ہوے تھے جو با حال زار — وہ تھے بست الاف بس سوگوار
سپہدار نے خود یہ احوال سب — لکھا اک قصیدہ مین باصد طرب
یہ کہتا ہی راوی صداقت فزا — کہ اصحاب و عشاق خیر الوریٰ
ہوے قتل اعدا مین سرگرم یون — کہ بہنے لگین جابجا جوے خون
گھرو نین جو ہیبت سے رومی چھپے — انھین اسطرح قتل کرتے وہ تھے
کہ گھر مین گئے کودھر ایک کے — دلیرانہ بڑھ بڑھ کے دیوار سے
پکڑ لاے اُسکو جو گھر مین ملا — ملا خاک مین اُسکو وہین دیا
بہا خون بازار کوچون مین بھی — پڑی جابجا لاش پر لاش تھی
جو باقی رہے آئے روتے ہوے — کہ قبطی بھی اینین انصار ابھی تھے
کہا اہل ذمہ تمہارے ہین ہم — کرو اب نہ شمشیر ہم پر علم
کہ ہم تو رعایا تھے بطلوس کی — نہ تھا اختیار اسمین ہمکو کبھی
ہوا قتل وہ اور بطریق سب — تمہارا مقابل نہین کوئی اب
کرو رحم ہمپر خدا کے لیے — کہ اللہ بھی رحم تم پر کرے
کہا سپہ نے یہ ہو کر خفا — کہ انکو بھی دو خاک و خون مین ملا
وسلے میر غانم یہ کہنے لگے — کہ یہ آپ کی اب رعایا ہوے
نہین انہین کچھ تاب جنگ و قتال — کہ بیشک بہت تنگ ہی انکا حال
سپہدار نے تب امان انکو دی — ولیکن اسیوقت یہ شرط کی
خزانہ جو کچھ ہی دکھاؤ ہمین — جو بھاگا گیا اُسے بھی بتاؤ ہمین
کہ از باب شرقی گیا کون بھاگ — نہ ہم سے چھپاؤ جو باور ہین بھاگ
اُسے بھی بتاؤ کیا ہو جو غرق — خبردار ہمسے کرو تم نہ فرق
اسیدم انھون نے بتایا انھین — کہ معلوم تھا حال جسکا انھین
روایت ہی اُسروز غازی تمام — انھین قتل کرتے رہے تا بشام

ہوے بعد انکے وہان جلوہ گر ابان ابن عثمان والا گہر
پھر آئے وہی مسلم ابن عقیل جو ہین شاہ راہ ہدی کی دلیل
یہی حسب فرمان سبط نبی گئے کوفہ اور وان شہادت ملی
وہ سبط نبی یعنی حضرت حسین نبی و علی کے جو ہین نور عین
امام دو عالم امیر امم سپہر وفا آفتاب کرم
ہمیشہ خدا کا ہو انپر سلام وہ ہین بہتر و برترین انام
یہ کہتا ہے راوی صداقت پناہ کہ تھے اور جتنے سرانِ سپاہ
ہوے داخل حصن اور انکے نام کرون نظم اب واقدی سے تمام
شرحبیل وہ کاتب مصطفی کہ تھے سرگروہ جہان صفا
دویم تھے وہ قعقاع ابن عمرو سویم مالک اشتریل خوش سیر
چہارم عبادہ تھے حق آشنا تھے پنجم ابو ذریل باوفا
ششم بو ہریرہ اور انکے پسر لیے بہر حق تھے ہتیلی پہ سر
تھے شداد اوس اور سعاد جبل شجاعت مین یکتا و ضرب المثل
مجاہد جوان عقبہ و قیس رض بھی براء ابن عازب دلاور جری
عدو کش جوان مرد جابر سعید مبشر بجنت سعید رشید
سوا انکے نعمان ابن بشیر تھے پھر بو دجانہ شجاعت شہیر
بعزم درست و بقلب قوی ہوے زینت حصن یہ سب جری
لگی چلنے تلوار پھر ہر طرف کہ گردان ترسا بشور و شغف
مقابل ہوے اور گرے خاک پر تڑپنے لگے ہو کے بے دست و سر
جو انپر چلی انکی تیغ دو دم تو بھاگے بہت اور گیا کوئی جم
پڑی نعش پر نعش تھی سرنگون لگی بہنے ہر اک طرف جوئے خون
کہ اس شب بکثرت ہوے وہ قتیل وہ تھی تیرہ بختی پر انکے دلیل
کسی جا گرفتار کوئی ہوا ہوا قتل گلنار کوئی ہوا
رہا چھپ کوئی گھر مین ہو کر فرار گرا خاک پر کوئی زار و نزار
ہوا اسطرح سخت وہ معرکا کہ گردون گردان بھی چکرا گیا
ہوئی چشم انجم مین بھی تیرگی نہ وہ کارزار انسے دیکھی گئی
تو لاچار اک بار کی آنکھ بند ہوا نور صبح سعادت بلند
سہانی سہانی نسیم سحر لگی چلنے صحرا و گلزار پر

صبح ہونا بحالت قتال و جدال قتل بطلوس باہزاران حسرت و ملال بعون حضرت ذوالجلال

صبوحی پلادے مجھے ساقیا مین قربان دل و جانسے تجھپر ہوا
فدا رنگ گل پر ہے بلبل کہین ہے نوحہ کہین شور قلقل کہین
کہین سوز ہے اور کہین ساز ہے نئی ہر طرف ایک آوازہ ہے
مساجد مین ہوتی ہے بانگ اذان عبادت مین سرگرم ہین زاہدان
بجاتے ہین ناقوس کو برہمن اُٹھین تا پرستندگان وثن
کوئی صرف تہلیل و تکبیر ہے کوئی ہجر دلبر سے دلگیر ہے
نہین مجھکو دنیا و دین سے غرض سر سر نہ جان حزین سے غرض
ترے عشق مین تن پہ سر بار ہے فقط تیرا دیدار درکار ہے
کٹی رات ساری اسی سوز مین رہی آہ و زاری اسی سوز مین
کہ جان حزین نذر دلدار ہے میسر مجھے آہ دیدار ہو
جو آغاز صبح سعادت ہوا نظر خویش و بیگانہ آنے لگا
ہوا گرم تب اور بازار تیغ کہ ہر سمت اُٹھی صدا وا دریغ
زبیر عوام اور انکے پسر کہ عبداللہ نامی ہین وہ نامور
سویم عبدرحمن صدیق زاد کہ ہر دم تھے محو غزا و جہاد
سوے باب بحری چلے خوش شعار لیے ساتھ گردان دشمن شکار
ہوے وان بھی انسے عدو جنگجو کیا خوب وان بھی قتال عدو
زبیر جری عبدرحمن جوان چلے سوے دژ بادل شادمان
کہ تھے جمع قلعہ کی دیوار پر پئے جمع اعدا ہزیمت اثر
پہ اول اتر کر انھون نے نماز ادا کی اسی جا بسوز و نیاز
اگرچہ لگے انکے آنے کے سنگ پہ مشغول طاعت تھے وہ چیرہ جنگ
کہ اتنے مین وان آگئے فضل بھی اور انسے ہوے مل کے خوش یہ جری
بڑھے تینون پھر اور دیوار پر دیا پھینک زنجیر کو اسکا سر
ہوا بند کنگور مین تب چڑھے وہ بالائے برج اور جب چڑھ چکے
تو کنگورے توڑے کیا قتل انھین نگہبان جو رہتے تھے اُس برج مین
دیا کھول در اور ہوے پھر وہان ستایشگر داور داوران
کہا راوی نے فضل عباس بھی دویم کاتب وحی گرد جری

روایت ہی تھے سب وہ چالیس مرد
جو ہوتے وہان رستم اسفندیار
شجاعت و ہمت جو کچھ اُنمین تھی
کہ رکھ رکھ کے تپھر درون حصار
گئی رات زائد تو بورون کو پھر
نگہبان وہان پائے سوتے ہوے
نگہبان جتنے تھے مارے گئے
لگے ڈھونڈنے کنجیان مومنین
کہ تھی راہ اُس سے سوے قصر شاہ
لیے ایک ساعت مین تپھر نکال
نصارا ابھی اُسوقت ہوکر تیار
ہوئین درپہ دونون جو فوجین بہم
ہوا قتل جو آگیا روبرو
روایت ہی پہلے جو قربان ہوے
سویم کعب رض مائل یل شہ سوار
بومسعود رض بدری نے ہی یون کہا
گذر ہمکو جب ایک عرصہ گیا
لگا دو اُنھین شب کو زیر فصیل
تو چالیس مردانِ راہ خدا
اُنھین مین تھے وہ ساتھ عالی مقام
تو دوڑے اُنھین روکنے کو وہان
کیا دشمنان خدا نے شہید
بہ تکبیر و تہلیل بڑھتے ہوے
ازان بعد سردار والا گہر
سپہدار کے بعد وہ ذوالکلاع
ہوے زینت افزاے حصن متین
ازان بعد تشریف لائے وہان
پھر آئے بصد حشمت و عز و شان
پھر آئے وہی غانم اشعری

کہ رستم بھی دیکھے تو ہو جاے سرد
نہ کرتے وہ اپنا اُنھین نیزہ دار
کسی مین نہ بُرائی ہی نہو گی کبھی
لگے پھینکنے مومن خوش شعار
دیا پھینک در پر رہے منتظر
تو وہ برج سے جانب در چلے
کہ سوتے تھے مخمور صہبا سے تھے
اُسکے پلنگ کے سرہانے مین
مگر بند کی تھی اُنھون نے وہ راہ
دیے ایک جانب کو لیجا کے ڈال
بڑھے تاکہ اُنسے کرین کارزار
ہوا گرم بازار تیغِ دودم
کہ تھی قتل تر سا دلی آرزو
گئے ظل رحمت مین اللہ کے
در قلعہ کے پاس یہ باوقار
کہ تھا مین بھی اک اُنمین انخوش لقا
گئے پیش سردار سب کچھ کہا
کہ چڑھ جائین قلعہ پہ حق ہی کفیل
ہوے مستعد اُنمین اک مین بھی تھا
کہ پہلے رقم ہو چکے جنکے نام
وہی عبدرزاق رض نصرت نشان
ہوئی اُنکو وہ شب بہ از روز عید
اور اشعار رجزیہ پڑھتے ہوے
حسام خدا خالد شیر نر
جو ہین حمیری لبس دلیر و شجاع
مہلل تھے خود اور سب مومنین
زبیر رض ابن عوام نصرت نشان
جو تھے عبداللہ رض جعفر جوان
دلیران عالم سے بڑھ کر جری

معاذ اللہ مین نے یہ کیا کہدیا
شجاعت تھی اک اُنکی ادنی کنیز
غرض منجنیقون کو اول وہان
گرے برج پر اور دیوار پر
نکلتے ہی اُنمین سے وہ خوش شعار
لکھا ہی مقفل جو دیکھا وہ در
جو بطریق در کا نگہبان تھا
لیا اُنکو اور کردیا در کو وا
کہ در کو چنا تھا گل و سنگ سے
ہوے اس سے فارغ تو حملہ کیا
کہ اتنے مین سب لشکر مومنین
بڑھے طیش سے مومنین ہر طرف
لڑا خوب اُس رات بطلوس بھی
شجاع جہان عبدرزاق رض تھے
ہوے جان بحق دین اسلام پر
کہ کھولے جنھون نے تھے قلعہ کے در
یہ تدبیر ٹھہری کہ اے مومنان
بنائی گئین سیڑھیان جلد تر
اور اسطرح ہم چڑھ گئے کرخ پر
دیا کھول ہمنے جو قلعہ کا در
اُنھین اور جو اُنکے ہمراہ تھے
کہ اتنے مین قبل از سران سپاہ
لیے ساتھ اپنے مسلمان گروہ
ہوے زینت افزا بصد عز و شان
لیے اپنے ہمراہ سب حمیری
رجز خوان بھی تھے با ہزاران خوشی
ہوے اُنکے بعد عبدرحمن رض دلیر
اور آئے وہی دونون فضل دلیر
ازان بعد مقداد رض اسود جو تھے

کہ ذرہ کجا مہر تابان کجا
وہ تھے مصر جاہ و ظفر کے عزیز
لیا آزما از رہِ امتحان
نصارا ہوے ڈر سے ایدھر اُدھر
گئے جانب برج ہوکر تیار
تو چلنے لگی اُنکی تیغ و تبر
اُسے بھی وہین قتل فوراً کیا
اور اک بندہ اور اُنکو ملا
تو وہ سنگ و گل یہ ہٹانے لگے
جو آیا مقابل وہ مارا گیا
ہوا داخل قلعہ باطیش و کین
کہ تھے تیغ در دست لب پر کف
کہ امید اصلا نہ تھی زیست کی
عنان رض ابن مازن تھے پھر دوسرے
ہو رضوان حق اُنپہ شام و سحر
گئے تھے ہم اُس دن مین اُس طرح چیر
کرو جلد تیار اب سیڑھیان
لگائین کہ چڑھ جائین دیوار پر
چڑھین جون ملک قلعہ چرخ پر
ہوے ہمپہ اعداے دین حملہ گر
کہ نام اُن دلیرونکے لکھے گئے
ضرار رض ابن ازور یل دین پناہ
ہوے رونق قلعہ با صد شکوہ
اور اشعار رجزی سے تھے تر زبان
بہادر عدو کش دلاور جری
کہ اللہ نے ہمکو یہ فتح دی
شرافت وہ حصن جون نرہ شیر
لیے اپنے ہمراہ فوج کثیر
اور اشعار رجزیہ پڑھتے ہوے

اور اُسنے دیا حکم وقت سحر
اسیرونکو لیجا کے اک برج پر

تہ و دیران سبکے سر کاٹ لین
مسلمان باہر سے دیکھا کرین

تو دو سو مسلمان وہ نصرت مآل
کہ تھے شہر مین بہر تحصیل مال

ہوے قتل سب اک بڑے برج پر
حزین یہ ہوے سب اُنہین دیکھکر

سپہدار دین اور سران سپاہ
گئے جانب عرصۂ قتل گاہ

کہ ڈھونڈین شہیدونکو اپنے وہان
یہ کہتا ہی راوی صادق زبان

کہ اُس رات کو چارسو اور پچاس
جنانین گئے مومن حق شناس

امیر اور سادات ہشتاد تھے
سوا اُنکے یکصد و ہفتاد تھے

اُنہین مین سے ہین ایک حضرت زیادؓ
جو ہین قرب مولا مین فرحان و شاد

اور ایسا لڑے تھے وہ مرد نکو
سراپا جراحت تھے اور سرخرو

اُٹھا کر اُنھون نے جو دیکھا اُنھین
تھے ظاہر بھی ڈوبے ہوے رنگ مین

نہ کچھ زخم نیزے ہی کے بیس تھے
پڑے تیغ کے گھاو چالیس تھے

اور اُنکے برادر رہبارؓ عزیز
کہ تھے پردل و نیک خو باتمیز

پڑے تھے اُنھین کے برابر وہان
پیے جام وصل خدائے جہان

کہ تھے بیس زخم اُنپہ تلوار کے
مگر سر ہی سر پر وہ سب تھے لگے

لگی ایک تلوار تھی ران پر
کہ دو کر دیا تھا اُسے کاٹ کر

سپہدار اور سب سران سپاہ
وہان غم سے کرنے لگے آہ آہ

ہوا رنج اُنکا اُنھین بے شمار
کہ روئے دلاور جوان زار زار

پھر اُن سب شہیدونکو اک جا کیا
وہین کی نماز جنازہ ادا

کیا سب کو مدفون اُسی تل کے پاس
چلے آئے ڈیرونمین وہ حق شناس

ہوا گرچہ اُن سب کو اُنکا الم
مگر تھا سپہدار کو سخت غم

کہ ایسی ہوئی بیقراری فزون
کہا مرثیہ جس سے دل ہووے خون

فتح بہنسا بار دیگر

لکھا ہی کہ پھر غازی نیکفال
رہے خیمہ زن اُس جگہ تین سال

من اعمال بہنسا جو کچھ تھے بلاد
وہانسے وہ ماحی کفر و فساد

گئے اُنپہ غارت کیا لوٹ کر
غنیمت مین لائے بہت سیم و زر

لب ساحل بحر جو شہر تھے
تمام اُنکے قبضہ مین وہ آگئے

کہ قعقاعؓ ابن عمرو نامدار
دویم شیر ہاشمؓ نصار اشکار

بہ تعمیل حکم امیر حشم
گئے اور ہوے وان مظفر علم

جہان سخا تھے جو عقبہؓ دلیر
گئے حد برقہ تلک مثل شیر

لیے اپنے ہمرہ گزیدہ سوار
کہ تعداد مین تھے وہ سب دو ہزار

مظفر و منصور ہوکر وہ چٹ
غنیمت بہت لیکے آئے پلٹ

یہ کہتا ہی راوی صداقت مآب
کہ جب بہنسا پر ہوے کامیاب

بفرمان حضرت خلافت پناہ
گئی سوے مغرب جو غازی سپاہ

تو منجملہ سروران اے عزیز
تھے عقبہؓ بھی اک افسر باتمیز

پر اس مرتبہ حد برقہ تلک
گئے فوج لیکر وہ نصرت یزک

ملے راہ مین جتنے شہر و دیار
پھرے لوٹ کر انکو یہ باوقار

گئے جانب غرب اول یہی
بکوس و باعلام فتح مہی

ہوا بہنسا پر زمانہ دراز
نہ غالب ہوے اُسپہ وہ سرفراز

ہوے جمع اک روز سرور کے پاس
کہا ای سپہدار نصرت اساس

گیا ہمکو اس جا زمانہ گذر
ولیکن نہ اعدا پہ پائی ظفر

مناسب یہ ہی اب وہ کیجے صلاح
کہ پاوین ظفر تا ہو ہمکو فلاح

اُٹھے عبدرزاقؓ عالی ہمم
کہ انصار تھے اور صاحب حشم

دویم عبد اللہؓ تھے مازنی
جوان سویم بو سعیدؓ جری

چہارم بومسعودؓ بدری لقب
جہان وفا شہسوار عرب

لگے کہنے ایسرور فوج دین
یہی ایک تدبیر ہے اور نہین

کہ رو تیکے بورے نہین رکھکر ہمین
بس اب برج پر قلعہ کے پھینکدین

کہ ہم دیچکے جان بہر خدا
تمنا بر آئے اگر ہون فدا

لڑے جسطرح ہمرکاب حضور
بصد خلوص و نیاز وفور

کیا فتح جسطرح سے مصر کو
کرین ویسی ہی اب بھی ہم جستجو

عجب کیا جو ہو فتح اسلام کی
رضامند ہو ہم سے رب قوی

کیا اسکو منظور سردار نے
کیا حکم فوراً یہ سالار نے

کرو اب مناجیق جلدی تیار
ہوئین حکم کے ساتھ وہ بھی تیار

جوانان نے تھیلے بھی چٹ پٹ سیے
کہ تابع تھے اُنکے سبھی جان سے

سپہدار نے حکم پھر یہ دیا
سپر تیغ لے لیکے بہر خدا

جوان ایک ہر ایک بورے مین آئے
یقین ہی کہ اسلام اب فتح پائے

در آئے جو بورونمین اہل صفا
کیا بند اور اُنکو چٹ سی دیا

کہ سردار کوئی نہ باقی رہا / نہ بطلوس نے جسکو تحفہ دیا
کہ تھا خوب دانا و پختہ دماغ / دکھایا انھین اُسنے وہ سبز باغ
دوئیم ابن عوامؓ عالی نہاد / سوئیم عبدرحمنؓ صدیقؓ زاد
کہ وہ جانتے تھے یہ مکار ہے / عدو ہے یہ عیار و طرار ہے
جو ہمقوم تھے اُسکے جنگ آزما / بلا پاس اپنے سبھون کو لیا
کہ ہے جزیہ دینا گوارا تمھین / کیا ہے نہ افسوس اُسکا تمھین
تعجب نہین ہے کہ پائین ظفر / کہ غافل ہین اعراب اور بے خطر
لیے ساتھ بطریق شہ نے ہزار / چلا قصر دولت سے ہوکر سوار
ہوے مطمئن پھر دیئے کھول در / گرے ٹوٹ کر فوج اسلام پر
اگرچہ گلو پر چلین تیغ تیز / وے کی کسینے نہ جلسے گریز
کہ ڈیرون مین سوتے تھے آرام سے / نہ ایسا جری اُسکو تھے جانتے
سپہدار دین خالدؓ نیک ذات / لیے ساتھ مردان قدسی صفات
زبیرؓ دلاور اُٹھے چونک کر / لیے ہاتھون مین گرز و تیغ و تبر
یہ کہکر ہوے رونق راہوار / اور اسماؓ ستودہ سیر خوش شعار
ہوئین اُنکے ہمراہ اور خصم کو / کہا مارے جاتے ہو اب ای سگو
کہ مارا اُسے اور گرایا اُسے / کیا چت اسے اور سُلایا اُسے
سوا اُنکے جو اور تھین مومنات / سمجھکر کہ ہے سخت یہ واردات
گرین اُنپہ اور قتل کرنے لگین / شجاعت سے گویا مجسم یہ تھین
اور اُس شب یہ تھا حال بطلوس کا / سوے میمنہ گہہ سوے میسرہ
ہوے قتل اُس سے مسلمان بہت / جتا نہین گئے اہل ایمان بہت
سپہدار دین خالدؓ ارجمند / بیسکتے تھے اُسدم بصوت بلند
ولا و رضاؓ لہ مجاہد فہیم / عبادہؓ جوانمرد ابن تمیم
کلابی کہ نام اُنکا ہے جندبہؓ / عقیبؓ ابن یعقوب اور میسرہ
عقب مین وہان ایک تل کے ہوے / لگے لڑنے اعداے اسلام سے
ہوئی اور پھر تیز نار قتال / اور اندھن تھے اُسکے وہی بدمآل
کہ ہر ایک ترسان و خائف ہوا / دیئے دم مین لاشونکے تودے لگا
گئے تا بدروازہ ہوکر فرار / لبو پر فغان اور دل زار زار
روان نار مین اور تن ریت مین / رہے کھیت اکثر اسی کھیت مین
گھسا پھر اُسی قلعہ مین بھاگ کر / اور اُسکے تھے ہمرہ وہ فوج وحشر

کیا مکر ہرقل سے مکار نے / کیا سب کو خوش وہ عیار نے
ولیکن سپہدار خالدؓ ولید / جہانگیر و شیدائے رب مجید
سوا اُنکے مقدادؓ اور فضلؓ بھی / نہ تھے مطمئن اپنے دل مین ذری
گئے دو مہینے یون ہین جب گذر / کیا خرچ اُسنے بہت مال و زر
تو اک دن انھین اور مشیرونکو بھی / بلایا کہا دو یہ پاسخ ابھی
ہوے متفق اسپہ وہ بدشیم / کہ شب خون پھر اُنپہ مارینگے ہم
رہے منتظر رات کے جب ہوئی / مسلح ہوے تب وہ اکبارگی
مسلمان دو سو جو تھے شہر مین / مقید کیا آہ فورًا اُنھین
لگی چلنے شمشیر زہر آب دار / لگے مرد جانباز ہونے فگار
وہ ہشیار ہونے نہ پائے مگر / کہ چلنے لگی اُنپہ تیغ و تبر
غرض اسطرح یک بیک غل ہوا / زمین ہلگئی چرخ چکرا گیا
بڑھے قتل اعدا کو کرنے لگے / زمین پر وہ گر گر کے مرنے لگے
نکل آئے خیمہ سے کہتے ہوے / کہ ای مومنو کیا نہ ہم کہتے تھے
اُٹھین وہ وہین اور لیکے تیغ و سپر / چڑھین جلد اک اور رہوار پر
زبیرؓ دلاور کا ہو وصف کیا / کہ تھے اُنکے حق مین وہ مبرم قضا
تھی اسماؓ کی تیغ دودم بھی بلا / ہوا اندر اُسکے جو اُنکو ملا
اُٹھین اور لے لیکے تیغ و تبر / بڑھین اپنے خیمون سے للکار کر
مقابل جو آیا اُسے مار کر / بچھایا دہین خاک کے فرش پر
گرا اور لڑا اور کاٹا کٹا / ہوا گرم بازار تلوار کا
کہ وہ رات بھی سخت تاریک تھی / مسلح بھی ہونے نہ پائے جری
سُنا تمنے یارو نہ میرا کہا / یہ دیکھو ہوا ہاے کیا واقعا
زیادؓ بو سفیان اور اُنکے عزیز / کہ ہبار نامی ہین صاحب تمیز
کہ مسروقؓ ہے باپ کا اُنکے نام / رضائے خدا اُنپہ ہووے مدام
لیا وہین کفار نے اُنکو گھیر / گئے قرب حق مین وہ ساتون دلیر
سپہدار نے حال یہ دیکھکر / کیا حملہ سخت کفار پر
چلی اُنکی اکدم جو تیغ دودم / ہٹے خصم ہوکر ندیم ندم
ہزارون ہی بھاگڑ مین مارے گئے / کہ دوزخ کو یانسے وہ سارے گئے
غرض شہ کے دل مین ڈر ایسا کھپا / کہ بیرون در بھی نہ ٹھہرا گیا
کیے بند در اور رہے ہوشیار / ہوے خوب سرگرم حفظ حصار

وہ اُس رات مارے گئے سہ ہزار　　گئے نارین ہو کے زار و نزار
گئے مومنین سوے دار القرار　　بتعداد یکصد و ہشتاد و چار
وہی غانم ابن عیاضؓ اشعری　　بصد جاہ و اقبال و فتحِ مہی
سرانِ سپہ اپنے ہمرہ لیے　　کہ سب پُردل و صاحبِ جاہ تھے
جہان تھے سپہبد جو پہونچے وہان　　لگے مانگنے اُنسے قیدی امان
ہوے پُرفغان کی بہت عاجزی　　کہ دیجیے امان تا کہ ہو جان بری
غریب اور بیکس ہین لاچار ہین　　جو چاہین کرین آپ مختار ہین
اور اُن سب اسیرونسے زائد وہان　　شہِ بہنسا تھا خوشامد کنان
یہ کہتا تھا ہر ایک سردار سے　　کہ عاجز ہو ہمین اب امان دیجیے
غرض جسقدر وانپہ سردار تھے　　کہ اقطاب و ابرار و اخیار تھے
سپہدار خالدؓ سے کہنے لگے　　کہ اب آپ اُنکو امان دیجیے
نہ مانا اُنھون نے وے سبکی راے　　ہوئے متفق تب لگے کہنے ہائے
نہین ملتے تم مری رائے کو　　امان دی اُنھین مین نے جو ہو سو ہو
امیرون نے کی صلح اس شرط پر　　کہ دو ہمکو دس لاکھ مثقال زر
سوا اُسکے دس لاکھ اوقیہ سیم　　کرو نذر تا ہو نہ کچھ خوف و بیم
اور اُسکے سوا فوج مین بھیجدو　　ابھی جو د گندم کے خروار کو
کہ تعداد خروار ہون دس ہزار　　کیا اُسنے منظور بیچارہ وار
مقرر ہوا پھر کہ جزیہ بھی دے　　نہ اس سال مین سال آئندہ سے
سپہبد کو لیکن نہ تھا اعتبار　　کہ تھا وہ دغاباز اور شہسوار
تو لاچار سارے سرانِ سپاہ　　گئے پاس اُنکے بصد عز و جاہ
کہا ہمکو مدت ہوئی ہے یہان　　بہت مہربان آپ ہین بیگمان
تمنا یہ ہے اور یہی ہے صلاح　　اور اس مین ہے سبکی سراسر فلاح
کہ اس حال کو آپ لکھیے ضرور　　جنابِ خلافت پنہ کے حضور
جو بطلوس کے حق مین ارشاد ہو　　کرین اُسکی تعمیل سب مو بمو
اور آئے نہ جب تک کہ حکمِ حضور　　تو بطلوس و بطریق سب بے قصور
حراست مین اپنی مقید رہین　　رہے ہر طرح سے تسلی ہمین
کہا ہان حراست مین انکو رکھو　　اور ان سے خبردار ہر دم رہو
اُسیوقت پھر لیکے نام خدا　　سپہدارؓ نے یون عریضہ لکھا

عریضہ سپہ سالار بحضور خلافت شعار اور بحال رہنا ملک بطلوس کا اور غدر کرنا اس ملعون کا

لکھی پہلے حمدِ خداے کریم　　کہ بیشک وہی ہے غفور رحیم
پرستش کے قابل ہے بس اک وہی　　نہین لائق اُسکے سوا بندگی
محمدؐ ہین اُسکے حبیب و نبی　　کہ ختم اُنکے اوپر رسالت ہوئی
ازان بعد سب من وعن لکھدیا　　جو کچھ بہنسا پر ہوا ماجرا
لکھا پھر کہ جو حکم ہو اب ہمین　　سرمو نہ اُس سے تجاوز کرین
کیا بند قاصد کو سونپا کہا　　کہ لیجا تو اُسنے وہ پہونچا دیا
پڑھا خوش ہوے اور یہ لکھا جواب　　کہ تم اے سپہدار نصرت مآب
کرو اُس سے مضبوط قول و قرار　　کہ اُسمین نہو فرق پھر زینہار
کرے عہد بطلوس سوگند سے　　کہ تا غدر تم سے نہ پھر کر سکے
کرو مال تحصیل پھر صلح کا　　کہ حق نے تمھارے وہ تمکو دیا
نہ مارو اُسے جو کہ چاہے امان　　کہ ہے یون ہین حکمِ شہِ دو جہان
جو مانگے امان تم امان دو ضرور　　کرے ورنہ تم سے خلائق نفور
وہی نامہ بر اُسکو لیکر پھرا　　وہین بہنسا مین اُنھین دیدیا
ہوئی اُسکی تعمیل سب مو بمو　　جو ارشاد تھا وہ ہوا ہو بہو
یہ بطلوس نے اُنسے درخواست کی　　نہ اندر رہے اب مسلمان کوئی
مگر وہ جو تحصیل کرتے ہین مال　　رہین شہر و وہ زمین دہی بے ملال
کیا اسکو منظور سرور نے جب　　مسلمان نکل شہر سے آئے سب
فقط شہر مین دو دلاور رہے　　مقرر جو تحصیل پہ تھے ہوے
لکھا ہے کہ دو سو جوان تھے وہ سب　　اور افسر تھے اُنپر یہ عالی نسب
فضالہؓ بنِؓ زید سلمی جوان　　دویم عونؓ بن ساعد سحکمان
سویم تھے وہ مقسوم ابنؓ سعید　　مددگار دین قاتل ہر عنید
اور انکو بھی اور سارے لشکر کو بھی　　رسد روز دیتا وہ کافر شقی
اور آتا تھا قلعہ سے ہو کر سوار　　براہ خلوص و نیاز انکسار
جو سردار تھے اُنسے ملتا تھا روز　　اور الفت جتاتا تھا وہ تیرہ روز
اُنھین نذر کرتا بہت سیم و زر　　اور اسپ و سپر تیغ و زرین کمر
کہ راضی ہوے اُس سے وہ باوقار　　یہ کہتا ہے راوی صداقت شعار

کیے منتخب پھر انھون نے وہان … دلیران اسلام کیصد جوان
کہ تھے انمین سادات و خیار سب … شجاع و جگر دار و ابرار سب
انھین مین تھے عبداللہ ابن عمرؓ … سپہر شجاعت کے روشن قمر
دویم عبدالرحمنؓ صدیقؓ زاد … مٹائی جنھون نے بنائے فساد
مسیبؓ نجیبہ و مسلم دلیر … زیادؓ و بوسفیان شجاعت شہیر
ابانؓ اور مقداد صاحب شعور … کہ تھے سب ئے عشق خالق سے چور
اور انکو مقرر کیا باب پر … جو تھے فضلؓ عباس عالی گہر
ضرارؓ و زبیر ابنؓ عوام بھی … اور ابن زبیر عبداللہؓ جری
بن جعفر عبداللہ خوش تبار … اور ابن ابی لہب یکہ سوار
کہ ہین نام مین فضل وہ بے بدل … فدائے نبی عاشق عز و جل
بڑھا کر کہا ایک یہ سب باد پا … چلے آئین در مین بعون خدا
اور اعدا کے اسلام کو مار لین … مظفر ہون قلعہ پہ قبضہ کرین
گھٹا دن ہوا ئین چلین سرد سرد … ہوا مہر جون رنگ عشاق زرد
گیا ایک بیک جاکے مغرب مین ڈوب … ہوئی تیرگی سارے عالم مین خوب
ہوے مستعد سرورؓ با وقار … چلے لیکے ہمرہ دلیران کار
جو پہونچے سر مہر مردان نیک … گھسا تب قمر ٹھہرے ایک ایک
جو رہتا تھا مہر کیے باہر جوان … سپر تیغ دیتا اُسے بگیمان
اور اندر سے اپنے بڑھا ہاتھ کو … سپر تیغ لیتا تھا وہ جنگ جو
لکھا ہے کہ جو سب سے اول گھسا … تھے خالد سپہدار نصرت لوا
اسیطرح انٹی جوان گھس گئے … بحسرت مگر بیس باہر رہے
سبب یہ کہ فربہ تھے وہ نامور … نہ وان گھس سکے تھے جگہ تنگ تر
سپہدار شیدائے رب العلےٰ … اور انٹی دلیران نصرت لوا
جو پہونچے قلعہ مین تو ٹھہرے رہے … گئی رات زائد تو وانسے اُٹھے
بڑھے پر دبے پانون اور یون چلے … نہ دیکھے کوئی اور نہ پہچان لے
گئے نیچے نیچے ہی دیوار کے … در قلعہ تک جب پہونچ سب گئے
یہ دیکھا مقفل ہے قلعہ کا در … لیا کھول حکمت سے اُسکو مگر
نگہبان تھے بیہوش سب نشہ مین … کیا قتل اسطرح چٹ پٹ اُنھین
کہ اپنی جگہ سے نہ کوئی ہلا … جہان جو پڑا تھا پڑا ہی رہا
لکھا ہے کہ تھے ساٹھ دربان جہان … ہوے سب تہ تیغ و بیجان وہان
چڑھے جاکے دیوار پر وہ سبھی … دیے کھول گھونگٹ کے دروازے بھی
کہ سب کنجیان وانسے تھی لیچکے … جو دروازے گھونگٹ کے وا کردیئے
لگے کہنے تکبیر و تہلیل سب … تو وہ شہسواران ملک عرب
گھسے قلعہ مین اور شمشیر تیز … چلی خوب کی دشمنون نے گریز
وہ انٹی جوان تیغ عریان بکف … لگے قتل کرنے انھین ہر طرف
نگہبان سپاہی جو تھے برج پر … ہوے سب تہ تیغ تازی گہر
جو بطریق انکا نگہبان تھا … اُٹھا اور لڑا اور مارا گیا
مکبر ہوئے سب درون و برون … لگا گونجنے گنبد نیلگون
زبانون پہ ذکر اور ہاتھون مین تیغ … پئے قتل اعدا ہر اک بیدریغ
یون ہین ذکر کرتے وہ نصرت تزک … کہ اک دم مین جا پہونچے بازار تک
چلی اسطرح وان پہ تیغ دو دم … ہوا خوب آباد ملک عدم
اسی حال مین اک مسلمان گروہ … چلا سوئے قصر شہ باشکوہ
جو آیا مقابل مین تلوار کے … گرایا اُسے خاک پر مار کے
پڑا شہر مین ہر طرف تہلکا … کہ سب شہر زیر و زبر ہوگیا
اگرچہ نہ تھی تاب اُن مین مگر … مقابل ہوئے لیکے تیغ و سپر
غضب تھی مگر تیغ تیز عرب … کہ مارے گئے وہ وہین سب کے سب
ہوے اہل ایمان بھی اُنسے شہید … گئے شاد و خندان بقرب حمید
ہوا جب یہ معلوم بطلوس کو … گھسے شہر مین غازی جنگ جو
چلے آتے ہین قتل کرتے ہوئے … ہے ہر ایک شمشیر کھینچے ہوے
یہ سمجھا نہین جنگ کی اب مجال … لیا جلد پگڑی کو گردن مین ڈال
ہوا قصر دولت سے اپنے روان … زبان پر روان الامان الامان
جو تھے اسکے ہمرہ امیر و وزیر … مصاحب و ہمراز و ہمدم مشیر
اُنھون نے بھی ویسی ہی اُسدم کیا … کہ تھا خوف ہر ایک کو جان کا
کیا سیف حق نے نہ کچھ التفات … کہ آئے تہ تیغ وہ بدصفات
پکڑ لائے بطلوس کو کھینچکے … اور اُس سے وہ اسطرح کہنے لگے
کہ ای دشمن داورِ داوران … یقینی نہ دینگے تجھے ہم امان
ولیکن مسلمان ہو تو اگر … امان دین تجھے تا رہے بے خطر
ہوے قید بطریق وان اور بھی … سپاہی بھی اور مردمان اور بھی
غرض تیغ سے انکی جو بچ گیا … گرفتار فوراً اُسے کرلیا

کہا کون ہے خویش تیرا بیان
ولیکن ہلائی نہ اُسنے زبان

کہا پھر کہ لے آب اور کر وضو
جو عاجز ہوا وہ کہا تب کہ تو

نماز اب تو پڑھ کر بتا اے جوان
کہ کیسے ادا کرتے ہین مومنان

ادا ہو سکی جب اُس سے نماز
لگے مارنے اُسکو وہ سرفراز

کیا اُسنے گھبرا کے اقرار یون
کہ بطلوس کا مین بھی جاسوس ہون

سوا میرے جاسوس ہین اور بھی
کہ نکلے تھے ہم تین سوای جری

اُنھون نے وہین قتل اُسکو کیا
ہوا بند اُنکے لیے راستا

سنو اس جگہ واقدی خوش نصیب
بیان کرتا ہے یہ حکایت عجیب

سپہدار کا خادم با صلاح
تھا لشکر مین کہتے تھے اُسکو فلاح

پکاتا تھا ہر روز دو روٹیان
مگر جو کی ہوتی تھین دو روٹیان

اور اُٹھ وہین آپ کھاتا تھا ایک
اُنھین ایک رکھتا تھا وہ مرد نیک

کہ افطار کے بعد وہ کامران
وہی ایک نان کرتے تھے نوش جان

ہوئی تین دن اسطرح واردات
کہ خیمہ مین آکر وہ قدسی صفات

جہان نان رہتی تھی وہان دیکھتے
نہ پاتے تھے خاموش ہی رہتے تھے

لکھا ہے کھجورین تھین کچھ اُنکے پاس
کہ کھاتے تھے اُنہین سے وہ حق شناس

غرض تین دن مین کھجورین تمام
سپہبد نے کھائین بجائے طعام

کہا چوتھے دن اپنے خادم سے یون
کہ غافل ہے تو اسقدر مجھسے کیون

خدا نے یہ قرآن مین فرمادیا
جسے ہم نے ذی جسم پیدا کیا

وہ کھائیگا لابد ہمیشہ طعام
وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ
نہین شبہ کا اُسمین ہرگز مقام

تجھے تین دن ہو گئے اے جوان
کہ تو نے پکائی نہین روٹیان

یہ کی عرض اُسنے کہ سردار من
پکاتا ہون ہر روز دو بے سخن

جو چھینکا ہے خیمہ مین اے دلفروز
اُسی مین تو رکھتا ہون اک نان روز

سپہدار نے اُسکو پاسخ دیا
کہ ہے کوئی اسرار اسمین بڑا

تو خیمہ کے پیچھے ہی ہو کر نہان
یہ معلوم کر کون آتا ہے یان

سحر گہ بدستور وہ نامدار
گئے سوے میدان جو ہو کر سوار

فلاح رض دلاور نے دو روٹیان
پکائین اور اک جا کے رکھدی وہان

گیا چھپ اور آیا وہان ایک سگ
کلان اور فربہ بہت تیز تگ

اور آتے ہی خیمہ مین اک جست کی
وہ روٹی دبا اُسنے جب منھ مین لی

نہ ٹھہرا رہا شہر کو چلدیا
غلام سپہدار پیچھے ہوا

لکھا ہے کہ زیر فصیل ایک نہر
تھی قبلہ کے جانب سے باب شہر

کہ مشہور تھا باب بحری وہ باب
اُسی مین سے آتا تھا دریا کا آب

درون حصار اور اُس شہر مین
وہ کتا در آیا فم نہر مین

اور اُس جا کو یہ دیکھکر آ گیا
سپہدار کو جلد آگہ کیا

ذرا سا سو غور کی ہے یہ جا
ہے سردار خالد کا وہ مرتبا

کہ ہین فاتح روم اور مصر و شام
رہے فتحمند و مظفر مدام

ہوئی بارگہ اُنکی عالم پناہ
جہان تا جہان تھا بزیر کلاہ

گران تا گران اُنکے زیر علم
کلید ظفر اُنکی تیغ دودم

کمی تھی نہ کچھ جاہ و اقبال کی
نہ زر کی نہ خدام نہ مال کی

نہ تھا ساز و سامان عشرت بھی کم
فراوان تھی دولت فراوان نعم

جو اقبال و حشمت تھی حاصل اُنھین
نہ کسری و قیصر کو ہو خواب مین

ولے حال یہ تھا کہ نان جو ین
سدا نوش کرتے تھے وہ پاک دین

نہ تھی جاہ و دولت کی پروا اُنھین
کہ مرغوب دل تھی نہ دنیا اُنھین

بجز اسپ و شمشیر اور خود کے
کوئی اور سامان رکھتے نہ تھے

تکلف کا کچھ بھی نہ سامان تھا
نہ دیوان خانہ نہ دربان تھا

نہین دولت دنیوی کو قرار
کہ دنیا ہے اسکی ہے نا پائدار

رہے کسطرح سبز یہ بوستان
کہ توام ہے اسمین بہار و خزان

فنا عشق مین ہو جو اللہ کے
نظر کب بھلا ماسوی پر کرے

جسے چشم دل سے نہ آئے نظر
رہے حب دنیا مین وہ کور و کر

ہوئے خالد آگہ جو اُس حال سے
کہا چل مرے ساتھ تلا مجھے

گئے اور بخوبی اُسے دیکھکر
پلٹ آئے لشکر مین وہ نامور

اُسیوقت سب افسر با صفا
بلائے اور اُنسے کہا ماجرا

کہ اب یہ تمنا ہے اے دوستو
کہ اک سو جوان میرے ہمرہ چلو

بعون خدا ڈر کو خالی کرین
فم نہر سے اُسکے اندر گھسین

ہوا ہمیہ بے شک یہ فضل اِلٰہ
ملی غیب سے ہمکو قلعہ کی راہ

سوا اُنکے پھر چیدہ چیدہ سوار
رہین مستعد نزد باب حصار

کہ جسوقت ہم باب کو کھولدین
دلیرانہ گھس آئین وہ قلعہ مین

اگر اب ہے منظور رب العلی
تو یہ قلعہ مفتوح ہو جائیگا

گیا پھر وہانسے سوے بارگاہ
ہوے جمع سب افسران سپاہ
سو انکے جو خیرخواہ اسکے تھے
وہ سب ملکے شوری یہ کرنے لگے

کہ کیا دین اب ان ناجرونکو سزا
کہ جرم انپہ ثابت ہوا ہی بڑا
ہوے متفق اسپہ وہ بدگہر
کہ لیجاکے قلعہ کی دیوار پر

انھین سولی دینا ہی اب چاہیے
کہ عبرت ہو بس اس سے سب کے لیے
سحرگاہ دی انکو سولی وہان
ہوے سخت اندوہ گین مومنان

لٹکنے دیا انکو اک روز و شب
کہ دیکھا کرین پر دلان عرب
ہوا دوسرا دن تو سر کاٹکر
دیے پھینک سمت مجاہد حشر

تو سردار غانم انھین دیکھ کے
سپہدار خالد سے کہنے لگے
یہ ذمی ہمارے ہین ای خوش لقا
کہ بطلوس نے قتل انکو کیا

فرمان امیرالمومنین بنام عمروؓ عاص باستفسار احوال سپہدار خالد ابن ولید

یہ کہتا ہی بیان راوی خوش سیر
کہ سلطان عالم جناب عمرؓ
شب و روز رہتے تھے اس فکر مین
کہ خالد مظفر ہون اور ہم نشین

نہ کچھ چند روز انکی آئی خبر
پریشان ہوے تب جناب عمرؓ
کیا ایک فرمان عالی رقم
بنام عمرو عاص والا حشم

کہ از پیشگاہ خلافت پناہ
وہ تھے مصر کے ملک کے بادشاہ
پس از حمد و نعت رسول آلہ
یہ جان ای عمروؓ عاص نصرت پناہ

کہ عرصہ سے آیا نہین خط ترا
پریشان ہین ہم کہ باعث ہی کیا
خیال مسلمان سپہ نیک پے
بہت ہمکو رہتا شب و روز ہی

نہین ہی جو معلوم خالد کا حال
اسی سے زیادہ ہی فکر و ملال
نہ ہو دیر زنہار تحریر مین
سب آجائین اخبار تحریر مین

یہ عادت ہی تیری تو ای خوش سیر
قلم بند کرتا نہین کچھ مگر
مسلمان منصور ہوتے ہین جب
مع خمس آتی ہی تحریر تب

ضرورت مدد کی جو خالد کو ہو
امین بو عبیدؓ جو ہین نیک خو
سپہدار فرمانده ملک شام
رعایا نواز اور خوش انتظام

انھین ہم نے لکھا ہی تو لکھ انھین
روانہ مدد کو وہ لشکر کرین
جو تھے خاتم سید المرسلین
سلیمان کی خاتم سے بہتر کہین

لگایا اسے نامۂ پاک پر
کیا بند لیکر اسے نامہ بر
چلا مصر مین جاکے سونپا انھین
ہوا شاد قاصد جو دیکھا انھین

عمروؓ نے پڑھا اسکو اور ایک خط
جہان پہلوان کو لکھا اس نمط
ضرورت مدد کی ہو گر آپ کو
لکھو بو عبیدہ کو اور انسے لو

کہ ہی یون ہین ارشاد حضرت عمرؓ
جو ہین سرور مومنان دادگر
یہ لکھکر خلیفہ کا فرمان جو تھا
اسے ساتھ اسکے لفافہ کیا

دیا بھیج دونون کو خالد کے پاس
تو پڑھتے ہی انکو وہ بے خوف و یاس
لگے کہنے ہمکو خدا کے سوا
کسیکی مدد کی نہین التجا

بدستور دو ہین رہے خیمہ زن
بصد فر و جاہ و بصد انجمن
ہوے قلعہ پر بار ہا حملہ گر
ولیکن نہ اعدا پہ پائی ظفر

جنائین بہت اہل ایمان گئے
اور انعام مولا سے راضی ہوے
کہ اولونکے مانند سنگ و خدنگ
برستے تھے قلعہ سے ہنگام جنگ

قتل مخبر بطلوس ملنا راہ قلعہ کی بسبب ایک کتے کے اور فتح قلعہ و جان بخشی بطلوس

لکھا ہی کہ سالار غانم دلیر
سر سرفرازان و آفاق گیر
سپہدار کے پاس اک دن گئے
کیا مشورہ اور یہ کہنے لگے

کہ قلعہ جو مفتوح ہوتا نہین
تو اس سے یہ ہوتا ہی ہم کو یقین
کہ جاسوس بطلوس اس فوج مین
ضرور آتے ہین اور جاکر انھین

ہمارا جو کچھ عزم ہوتا ہی یان
خبر اسکی دیتے ہین بیشک وہان
وہ سب مستعد ہوکے کرتے ہین جنگ
لگاتے ہین ہمپر خدنگ اور سنگ

ہوئی گفتگو یہ جو انمین بہم
تو دونون وہ سردار عالی ہمم
اٹھے اور فضل ابن عباس بھی
زیاد اور مقداد و مرد جری

ہوے راہوار و نپہ فوراً سوار
پھرے گرد افواج نصرت شعار
تو انکو عرابی اک آیا نظر
کہ تھا مخبر آیا تھا بہر خبر

ذرا دور لشکر کے اخیام سے
وہ بیٹھا تھا کمل بچھائے ہوے
اور اس شخص کو اجنبی دیکھکر
ہوے ترزبان خالد نامور

بتا ہمکو ای شخص اپنا پتا
کہ ہی کس قبیلے کا اور قوم کا
جو اسنے دیا کچھ نہ انکو جواب
تو سردار غانم نے اس سے شتاب

سحرگاہ جب مہر عالم فروز
شعاعی لیے نیزۂ کینہ توز

بڑھا اپنے ابلق پہ ہوکر سوار
کیا فوج ظلمت نے اُس سے فرار

بڑھی اسطرح فوج اعدا شکن
سمندر ہو جس طرح سے موج زن

رہے قلعہ مین بند اعداے دین
ولیکن ہوے گرم پیکار و کین

کہ برجون پہ چڑھ چڑھ کے خانہ خراب
لگے مارنے منجنیق و نشاب

ہوا پر تھے پران ہزارون عقاب
کہ کثرت سے اُنکی چھپا آفتاب

اور آکر وہ ہر برج و دیوار پر
ہوے جمع کرنے لگے شور و شر

بلند اُنکے آگے صلیب و نشان
لگے پڑھنے انجیل انجیل خوان

فلک پر گیا کوس و قرنا کا شور
کہ ہر سو بجاتے تھے وہ تیرہ ہور

ادھر سے دلیران نصرت اثر
بڑھے حصن پر ہوکے سینہ سپر

کہ جا پہونچے اک آن مین تا حصار
لگی ہونے اسطرح وان کارزار

کہ پردہ نشینان خلد برین
جمائے ہوئین تھین نگاہین وہین

یہ کہتی تھین آپس مین سب شادکام
کہ غازی چڑھا کر شہادت کے جام

جو آئین تو ہو وصل اُنکا ہمین
کہ ہے مدتون سے تمنا ہمین

وہ دیکھو فلانی کے جاگے نصیب
کہ آیا بغل مین وہ اُسکا حبیب

وہ دیکھو بلاتی ہے جام شراب
وہ دیکھو ہوئی وہ بھی اب کامیاب

سنبھالے ہوے کوئی غازی کمند
کہ چڑھ جاوین بالاے حصن بلند

کوئی نردبان لیکے جھپٹا ادھر
کہ چڑھ جاؤن سیدھا ابھی قلعہ پر

کماندار جو مارتے تھے خدنگ
چراتے تھے آنکھین وہ بے نام و ننگ

سناجیق کرکے نصب اک گروہ
گرانے لگا قلعۂ باشکوہ

اسیطرح دن بھر وہ دونون قشون
لڑے خوب اُسدن درون و برون

نہ کوشش سے قاصر رہے زینہار
یہ تھے قلعہ گیر اور وہ قلعہ دار

سر شام پلٹے وہ نصرت ہوا
مگر دل مین ہر اک کے غصہ بھرا

یہ حسرت رہی اور یہی آرزو
کہ میدان مین ہوتے عدو جنگجو

لکھا ہے کہ پھر وہ ہوے تنگ دل
کہ تھے بند رہنے سے بس مضمحل

لگے کہنے شہ سے نہین صبر اب
کہ قلعہ مین گھبرا گئے لوگ سب

خفا ہوکے اُسنے یہ پاسخ دیا
نہ بیدل ہو صابر رہو تم ذرا

کرون ایسی تدبیر اب مین شتاب
کہ بے شبہ اعدا یہ ہون کامیاب

گذرا اسکو بھی جبکہ عرصہ گیا
اور اسکا اثر کچھ نہ ظاہر ہوا

تو سب اہل بازار و باقی عوام
گئے پاس توما کے باازدحام

وہ بطریق تھا پر دل و شہ سوار
حراست مین اک اُسکے باب حصار

کہا ہم تو گھبرا گئے شہر مین
کہ اسطرح محصور کب تک رہین

تری نذر کرتے ہین یہ مال و زر
یہی آرزو ہے کہ تو کھول در

کہ اعراب سے جاکے لائین امان
تو منظور اُسنے کیا بیگمان

لکھا ہے کہ دو سو وہ تجار تھے
کہ وہ رات کو فوج دین مین گئے

سپہدار خالد کے آئے حضور
بیان کردیا حال سب بقصور

یہ کی عرض اب ہمکو دیجے امان
کہ عاجز ہین ہم لوگ اے کامران

سپہدار بولے کہ اچھا مگر
یہ ہے شرط دو کھول قلعہ کا در

کہ گھس جائین اُسمین دلیران دین
ہمارے ہے قبضہ مین حصن حصین

کہا سب نے اے سرور نامور
فلانوقت ہم کھول دیوینگے در

اُسیوقت نام اُنکے سب لکھ لیے
وہ رخصت ہوے اُنسے اندر گئے

لکھون حال توما کا بھی اب ذرا
کہ اُسکا برادر جو تھا ارمیا

چچازاد بھائی تھا وہ زشت خو
ہوے اہل شہر اُس سے جب چارہ جو

وہ بیٹھا تھا اُسوقت توما کے پاس
ہوا شاہ کا اُسکے دل مین جو پاس

پریشان ہوکر لرزتا ہوا
گیا شہ کے پاس اور سب کہدیا

ہوا اسقدر اُسکو رنج و الم
لگا پیٹنے اپنا مُنھ دمبدم

کہا حرفیانیل سے اے دلیر
اُسیوقت تیار ہو کر نہ دیر

ہزار آدمی اُسکے ہمراہ کیے
کہا جاؤ قلعہ سے باہر چلے

مگر جاؤ پوشیدہ اسطرح سب
کہ آگاہ ہو دین نہ اہل عرب

کیا تاجرون نے غضب کا فتور
مقید اُنھین کرکے لاؤ ضرور

پیا وہ ہی سب حکم بطلوس سے
بڑھے باب توما سے باہر گئے

معاہد وہ ہوکر پھرے تو انھین
وہین کھول کر در لیا شہر مین

کیا قید اور لے گئے شہ کے پاس
تو بس دیکھکر اُنکو وہ ناسپاس

ہوا اُنسے خوش اور اُنسے خفا
لگا کہنے یہ ہین ملامت سزا

دیا حکم چابک سے پیٹو ابھی
غریبون پہ تب مار پڑنے لگی

دیا ڈال مال اُنکا سب آگ مین
کہ کچھ فائدہ اب نہ یہ اس سے لین

ازان بعد بلوا کے توما کو پاس
کیا اُسپہ غصہ کہ ناحق شناس

یہ تیری سزا ہے مقید رہے
یہ کہکر کیا قید فوراً اُسے

مگر اپنے غالب تھے مردان دین　　ہوا پر رضائے خدائے برین
جو دیوار والون نے دیکھا یہ حال　　کہ غٹ پٹ ہین دونون سپہ بے مقال
تو آپس مین اسطرح کہنے لگے　　مناسب یہ ہے اب نہ پتھر چلے
یہ ہے احتمال اسمین اپنے ہی لوگ　　مرین اور ہو آخرش ہمکو سوگ
لیا روک سب نے وہان ہاتھ کو　　رہے دونون لشکر یہان جنگ جو
یہان پہلوان پھر جو پہونچے وہان　　ہوے اور بھی قتل و نیم جان
یہ کہتا ہے راوی صداقت نصیب　　کہ تیغ خدا گرد نصرت نصیب
لڑے یون نصاریٰ آ اُس جنگ مین　　کہین گرم ایسا نہ دیکھا اُنھین
کہ چلتی تھی شمشیر بران جدھر　　تو اولونکے مانند گرتے تھے سر
ضرار جوان مرد بھی یون لڑے　　جدھر جھک پڑے سر بہت گر پڑے
چلی اسطرح اُنکی تیغ دو دم　　کہ اُن پر گیا خون اعدا کا جم
کہا اُنسے خالد نے اے باوفا　　بتاؤ کہ گذرا لڑائی مین کیا
کہا اے امیر معلے جناب　　ہوا قتل اعدا سے مین کامیاب
کہ مین نے فقط ایک سو ساٹھ مرد　　ملائے ہین امشب تہ خون گرد
نہ ساتھی بھی کچھ میرے قاصر رہے　　جدھر پل پڑے کھیت کافر رہے
جو نکلا ہے باب جبل سے اُسے　　مین کافی ہوا اور ساتھی مرے
یہ کہتا ہے راوی صادق زبان　　کہ غانم جو تھے افسر مومنان
دلیران اسلام ہمراہ لیے　　اسی باب سے در مین داخل ہوے
لڑائی وہان سخت ہونے لگی　　کہ ہر تیغ مُنھ خون سے دھونے لگی
لڑے بڑھ کے مردان نصرت تزک　　کہ پہونچے دلیرانہ گھونگٹ تلک
اور اُس در کے تھا بعد اک اور در　　کیا بند اعدا نے وہ جلد تر
اُسے دیکھکر غازی کامیاب　　چڑھے برج قلعہ پہ جا کر شتاب
نگہبان سب ہان سو تھے جوان　　لڑے اُنسے جلکر رہے سب وہان
یہ باب جبل کا ہوا ماجرا　　سُنو حال اب باب فندوس کا

کیفیت قتال باب فندوس مورچہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ

زبیر ابن عوام والا شکوہ　　لیے اپنے ہمراہ مسلمان گروہ
بصد فر و جاہ و بصد احتشام　　مقابل تھے اُس باب کے لا کلام
بجا چکا ناقوس [illegible] وہ باصفا　　مسلح ہوے اور حملہ کیا
چلے دشمنان خدا قلعہ سے　　بڑھے اُنسے پر ڈرتے ڈرتے ہوے
چلی اپنے شمشیر و گرز و تبر　　ولاور جو تھے وہ [illegible] گرے خاک پر
شہید اُس جگہ جو مجاہد ہوے　　وہ تعداد مین ایک سو بیس تھے
اور اعدا پشیمان ہو کر پھرے　　نہین اُنکی گنتی جو مارے گئے
[illegible] سنو پھر یہ فضل خدا　　ہوے شادمان اور مظفر لوا
غرض جبر اللہ کا ہو کرم　　وہی دمبدم ہون مظفر علم
ہوا مو[illegible] ہان [illegible] کرم　　نگاہ کرم ہو کہ ہین اب سقیم
فقط تو ہی مطلوب و موجود ہے　　تو ہی سب کا مالک ہے معبود ہے
مسلمانون پر اے خدا [illegible]　　[illegible] سب ہیچ ہے [illegible] برین
ترا فضل گر ہو تو ہر ایک عیب　　ہنر سے ہو بہتر بلا شک و ریب
سوا تیرے کوئی کسیکا نہین　　کہ سب [illegible]
تو کر حب دنیا مرے دل سے دور　　مئے عشق سے اپنے کر مجھکو چور
نہو فضل تیرا تو میرے کریم　　ہنر مند ہون مثل شیطان رجیم
بجاہ رسول و بآل رسول　　مری یہ دعا ہووے یارب قبول
مری دین و دنیا مین رکھ آبرو　　ہمیشہ ہو میرا مددگار تو
سپہدار دین خالد دین پناہ　　رہے خیمہ زن اُسجگہ چار ماہ
یہ کہتا ہے راوی تازی گہر　　کہ بعد اس لڑائی کے وہ نامور
تو لاچار سب اہل صدق و صفا　　گئے پاس خالد کے شورا کیا
شہ بہنسا یون ہوا تنگدل　　نہ اُن سے لڑا پھر رہا مضمحل
رہین تا بکے اس طرح ہم پڑے　　یہ ہین در مین محفوظ اور حصن سے
کہ اعدا تو اب ہم سے لڑتے نہین　　نکلتے نہین قلعہ سے باہر کہین
کہا ہے مناسب جو تم نے کہا
اجازت ہی بس آپ بھیجے ہمین　　کہ چڑھ جائین قلعہ پہ قبضہ کرین
عجب کیا کہ دے فتح رب العلی

جنگ ہر دو لشکر از درون و بیرون اور عاجز آنا کافرونکا و خواہشمند صلح ہونا

مئے ارغوانی پلا ساقیا　　کہ دل بیٹھے بیٹھے ہے اکتا گیا
کہ ہو اُسکے نشہ سے فرحت مجھے　　اور افواج غم پر ہو نصرت مجھے
ترستی ہے امید کب سے مری　　بھر اُدے مرے لب سے ساغر ابھی
ستاتی ہے مجھکو مری آرزو　　ترا وصل ہو ہے یہی آرزو

نہ مغلوب کوئی نہ غالب ہوا
کہ دونوں دلاور تھے جنگ آزما

کیے وار بطلوس نے بارہا
ولے سب کو غازی نے خالی دیا

ادھر سے پھر از روئے خشم و عتاب
ہوا وار شمشیر با آب و تاب

لیا ڈھال پر اور بچا وہ شقی
بڑی تیغ ایسی کہ ٹکڑے ہوئی

ہوئی ٹکڑے ٹکڑے جو وہ خون فشاں
رہا ہاتھ خالی مجاہد جوان

تو اُسنے یہ چاہا کہ زندہ ہی اب
پکڑ لوں کہ رومی ہوں مسرور سب

کہ ناگاہ پہونچے وہاں دو سوار
سواروں کی اک اُنکے پیچھے قطار

وہ تھے عبد رحمٰن بہادر جری
سوا اُنکے عبد اللہ جعفری

اور آتے ہی اُنپر ہوئے حملہ گر
کیا فوج اعدا کو زیر و زبر

اور ازور کی دختر کو دیکھا وہاں
لیے ہاتھ میں تیغ آتش فشاں

کوئی پہلوان جسطرح سے لڑے
دو فارس پہ جھپٹیں وہ نیزہ لیے

لیا مار دونوں کو فوراً وہیں
بجوش شجاعت اور آگے بڑہیں

مقابل جو آیا وہ مارا گیا
بہت پہلوانوں کو کشتہ کیا

پھر اس حال میں آن پہونچی وہیں
قضارا پئے قتل اعداء دین

ابان ابن عثمان والا گہر
دو فارس تھے ہمراہ جوں شیر نر

یہ دیکھا کہ اُم ابان کو وہاں
لیا گھیر کفار نے ناگہاں

تو اُنکو لیا چھٹ اُنھوں نے چھڑا
چلے سوئے بطلوس حملہ کیا

اُنھیں دیکھکر گر گیا وہ فرار
لیا بہنسا ہی میں جاکر قرار

لگے لڑنے قلعہ سے وہ زشت خو
ہوئے خوب دل کھولکر جنگ جو

جہاں پہلوان خالد نامور
کبھی جاتے تھے باب فندوس پر

کبھی باب شرقی پہ جاتے چلے
کبھی باب توما پہ آتے چلے

عدو کی کبھی باب غربی پہ بھی
خبر لی کہ مارا یہ عون قوی

یہاں تک لکھا باب توما کا حال
ہوا جو کچھ اسپر جدال و قتال

کیفیت مورچہ امیر غانم اور قتل و غارت ہونا کفار کا

امیر جری غانم اشعری
مقابل تھے باب جبل کے وہی

ہوئے غرم اعدا سے آگاہ جب
تو جٹ مستعد ہو کے باصد غضب

امیروں کو ہمراہ لیکر بڑھے
ضرار و شرحبیل بھی انمیں تھے

تھے عباسؓ کے بیٹے عبد اللہ بھی
اور اُنکے سوا زید ثابت جری

محمد بن مسلمہ کامران
اور اعدا فگن عبد رحمان جوان

کہ ہیں بو ہریرہ کے وہ نور عین
معزز ہیں بے شبہ در نشاتین

شب تیرہ اور کوفت دن کی تھی
کچھ آسودگی خواب راحت سے لی

اُٹھے سخت جھنجھلا کے اہل صفا
کوئی شیر کو جسطرح دے جگا

کہی سب نے تکبیر للکار کر
جو تھا یوحنا افسر نامور

سوار اُسکے ہمراہ تھے دس ہزار
لڑایا لڑا خود بھی وہ زشت کار

دہلتی تھی گرزوں سے وہ سرزمیں
چقاچاق شمشیر کی تھی کہیں

چکاچخ جو پڑتے تھے نیزے وہاں
پرا سے ہوے تھا شکم آسمان

کہیں تھی شپاشپ صدا تیر کی
بندھے جوں ہوا آہ شب گیر کی

لڑیں اسطرح جم کے دونوں سپاہ
کہ لاشوں سے سب پٹ گئی رزمگاہ

مسلمان جانوں سے بیزار تھے
شجاعت کے نشہ میں سرشار تھے

گرے کافروں پر بشکل قضا
اور اک اک نے سو سو پہ حملہ کیا

وہ عبد اللہ ابن عبادہ جو تھے
لکھا ہے کہ اسطرح اُنسے لڑے

مقابل جو آیا اُسے مار کر
گئے دوسرے پر بھی للکار کر

چمکتی تھی تیغ اُنکی اُس رات یوں
کہ کوندے گھٹا میں کہیں برق جوں

تھی گرد ابر ساں اور وہ تیرہ شب
گرجتا تھا جوں رعد گرد عرب

کہ دم میں ادھر اور دم میں اُدھر
لڑائی میں موجود دیکھو جدھر

اُنھیں دیکھکر دشمنان خدا
جھکے اُنپہ اور بیچ میں لے لیا

نہ آئے یہ اُنکی مگر گھات میں
کہ اُنکو لیا مار ہر گھات میں

کہ ناگاہ قلعہ کی دیوار سے
لگا اُنکے پتھر جناں میں گئے

اسی باب کے پاس تھی سخت جنگ
اسی جا پہ مردان با نام و ننگ

لکھا ہے کہ دو سو ہوئے ہیں شہید
وہ شب اُنکے حق میں ہوئی روز عید

اور اعدائے دین قتل ہو کر ہزار
گئے نار دوزخ میں با حال زار

تو پھر میر غانم نے حملہ کیا
اور اعدا کو بس زیر و بالا کیا

دلیرانہ مردان حق یوں بڑھے
کہ بجلی کے مانند اُنپر گرے

ہوا گرم بازار شمشیر کا
اُٹھا شور ہر سو وہ دار و گیر کا

ہٹے وہ یہ جا پہونچے گھونگٹ تلک
پھر آئے وہ اُنپر سرک بر سرک

برسنے لگے سنگ دیوار سے
نہ غافل رہے وہ کسی مار سے

انھین دیکھ اُس آنکھ سے کردگار
کہ نیند اُسین آتی نہین نہار

یہ وقت مدد ہی مدد کر تو اب
ہمارا فقط ہی تو ہی ایک رب

خدایا نہ تو سونپ ہرگز ہمین
انھین جو ہین بدتر تری خلق مین

دلیرانہ اشعار پڑھتے ہوے
ہوے فوج والو نمین ملکر کھڑے

کہ اک ظلمتِ شب تھی اور دوسرے
تھے غافل بھی اور دن کے بھی تھکے

نہ اسپر بھی بیدل ہوے مومنین
ہزار آفرین صد ہزار آفرین

یہ کہتا ہی راوی شیرین بیان
جہان پہلوان سرور پردلان

بتاؤن تجھے نام بھی اُنکے مین
کہ یہ نام اُن سرفراز ونکے ہین

دویم تھے زیاد بو سفیان شیر
سویم عبداللہ جعفرؓ دلیر

تھے مقداد اور مسلم ابن عقیل
کیا دشمنونکو جنھون نے ذلیل

غرض سب تھے نور علے نور تھے
پیے جام وحدت تھے مخمور تھے

ادھر سے تھی آواز تکبیر کی
صدا اُسطرف دار و دہ گیر کی

اُڑے دم مین روبہ مزاجونکے ہوش
کہ جاتا رہا سب وہ جوش و خروش

لڑو دوستو اپنے دشمن سے خوب
بس اب بحر ہیجا مین سب جاؤ ڈوب

یہ سنکر سپہدار دین نامور
وہی شیر نر خالدؓ پرہنر

محبو تمہارا مین غمخوار ہون
دل و جانسے شیدا ے پیکار ہون

نہ تم مین کوئی مجھسے زندہ بچے
خدا نے پیے قتل بھیجا مجھے

بہت پہلوان اُنکے مارے گئے
کہ نار جہنم کے ہیزم ہوے

پڑی اُن شغالون مین اک کھلبلی
کہ شیرونپہ حملہ نہین دل لگی

مگر سیف حق خالد نیک خو
لگائے تھے دل اپنا غانم کے سو

مقابل تھے اعدا سے سب یک قلم
کہ ہر جا یہ چلتی تھی تیغ دودم

لگاتے تھے دیوار سے سنگ و تیر
ہوے سخت زخمی مسلمان دلیر

مگر تھا جو ہمپر خدا کا کرم
رہے خوب ہم لوگ ثابت قدم

لڑا خوب جم جم کے بطلوس بھی
کہ جنگ آزمودہ بھی تھا اور جری

اُسے چھین لی جسنے اپنی صلیب
تو فضل ابن عباس نصرت نصیب

مین ہی لینے والا چلیپا کا ہون
اسد ہون مین خونخوار ترسا کا ہون

تو جھنجلا کے بولا کہ تو ہی وہی
چلیپا مری لے گیا ہی تو ہی

لگے لڑنے اسطرح دونون وہان
کہ حیران و ششدر تھے جنگی جوان

تھے حیرت مین خود فضل عباس بھی
کہ ایسا جری تھا نہ دیکھا کبھی

جو پنہان ہی وہ سب عیان ہی تجھے
ہی یکسان شب و روز تیرے لیے

نہین ہمپر آئے یہ اس رات مین
یہ تیرے عدو ہین تری گھات مین

ازان بعد وہ سرور نامور
نکل آئے خیمہ سے اور دوڑ کر

پریشان سب لشکر دین ہوا
ہوا شور و غل ہر طرف سے بپا

تو پاکر یہ موقع وہ پرخاش خر
گرے جیسے مور و ملخ کشت پر

اگرچہ کٹے اور گرے پل پڑے
سدا اُنپہ اللہ رحمت کرے

بڑھے لیکے ہمراہ پانصد سوار
کہ تھے اُنمین سادات عالی تبار

تھے اوّل وہی فضل عالی گہر
زمین بوس تھی جنکی فتح و ظفر

چہارم تھے فضل ابی لہب اور
تھے عبداللہ زید تو کرلے غور

عبادہ بھی اُنمین مغیرہ بھی تھے
مسیب اور زید اور عقبہؓ بھی تھے

گئے باب توما پہ خالدؓ کے ساتھ
لگے چلنے شمشیر ران کے ہاتھ

گھسے اُنمین جسوقت یہ شیر نر
تو جسمونسے گرنے لگے اُنکے سر

کھڑے تھے جو قلعہ کی دیوار پر
لگے دینے آوازہ للکار کر

اگر مرد ہو اور ہی مردمی
نہو قتل مین اُسکے ہرگز کمی

بڑھے اُنسے للکار کر یون کہا
خبردار بیدل نہونا ذرا

مین ہون شیر نر خالد ابن ولید
یل صف شکن قاتل ہر عنید

یہ کہتے ہی پھر اُنپہ حملہ کیا
ہزارون نے خاک و خونمین ملا

طپان تھا کوئی نیم جان خاک پر
پڑی تھی کوئی لاش بے دست و سر

گرے اہل دین اُنپہ سب ٹوٹ ٹوٹ
کہ سب چھکے پنجے گئے اُنکے چھوٹ

خیال اُنکا تھا اور امیرونکا بھی
کہ تھے اور دروازے پر وہ جری

روایت ہی عقبہؓ بن عامر سے یان
کہا یہ اُنھون نے کہ نصرانیان

ضرر ہمکو اُس رات ایسا ہوا
نہ ایسا ہوا تھا کسی اور جا

بہت گرچہ اعدا نے حملے کیے
و لے ہم نہ زنہار پیچھے ہٹے

لگا کہنے اُسوقت اس طرح سے
کوئی دوستو اب بتا دے مجھے

یہ سنکر بڑھے اور لگے کہنے یون
ادھر آ ذرا مین وہی شخص ہون

رسول خدا کا برادر ہون مین
خدا کے لیے دیچکا سر ہون مین

یہ کہتے ہی شیر غضبناک سا
مڑا اور اُنسے مقابل ہوا

اگرچہ شب تار تھی وہ مگر
لڑے خوب دونون ہی دل کھولکر

یون ہی نصف شب تک وہ لڑتے رہے
لڑائی کے حربے جو تھے سب کیے

کہا واقدی رحمہ اللہ نے یون
کہ ہی سخت دشوار جسکا بیان
کہ تم میرا کہنا نہین مانتے
یہ کہکر کہا اب کرو وہ صلاح
کہا مجکو سوجھی ہی تدبیر ایک
جو دروازون پر تھے نگہبان ہی
اُسیوقت اُسنے یہ اُنسے کہا
نہ دون اتنی فرصت کہ تیار ہون
مناسب ہی تیار ہو کر چلو
نکل جاؤن اور اُنپہ حملہ کرون
اور اول مین تم سب سے ہون حملہ گر
کہا عذر شاہا نہین کچھ ہمین
لیے اپنے ہمراہ چیدہ جوان
نکلتے ہی ہر در سے باصد خوشی
غرض ہو کے تیار چھوٹے بڑے
کرین حملہ اکبار اعدا پہ ہم
مسلح ہوا پھر وہ گم کردہ راہ
چلا باب توما سے باصد خوشی
امان خواہ بھی تم سے ہووین اگر
صلیب آہ وہ لے گئے چھین کر
کیا حکم ناقوس والے کو پھر
چلے اور دیے کھول قلعہ کے در
اُٹھے اپنے اپنے مقامون سے سب
تو ہر سمت بیدار سب ہو گئے
مسلح مگر ہونے پائے نہ تھے
برہنہ بدن کوئی دوڑا اُدھر
عمامہ ہی سر پر کسینے رکھا
کسینے تو جلدی سے باندھی کمر
جو اک شور ہر سمت برپا ہوا

جو وہ دشمن خالق بیچگون
کہ دلمین تھی حسرت لبون پر فغان
کہ بہتر ہی یہ زندگی مرگ سے
کہ جسمین نظر آئے اپنی فلاح
کہ حق مین ہمارے تمھارے ہی نیک
رہے اپنی جا پر بخوف دلی
ارادہ مین رکھتا ہون شبخون کا
مسلح ہون جو یلے بیکار ہون
سنے جسطرح فتح حاصل کرو
عروس تمنا سے شاید ملون
عجب کیا پکڑ لاؤن نہین جلد تر
سر مو تفاوت نہ اسمین کرین
کہ سردار تھے اُنمین اور پہلوان
کرو قتل سب فوج اکبارگی
ہوے اپنی اپنی شل سے کھڑے
چلے حلق پر اُنکے تیغ دودم
لیے اپنے ہمراہ خیل و سپاہ
یہ کہتا تھا ٹھہرے نہ دم بھر کوئی
نہ زنہار دینا کسیکو مگر
اُسے جو لے آئے اُسے دون مین زر
کہ تو اب بجا دے نہ رہ منتظر
اور آگے وہ ملعون تھا تیز تر
پئے قتل دشمن بطیش و غضب
اُٹھے خواب سے آنکھین ملتے ہوے
کہ اینر یکایک وہ آہی گرے
لیے تھا کوئی تیغ کوئی سپر
جو ہتھیار پایا لیا چلدیا
کسینے کہا واہ کیسی کمر
جہان پہلوان خالد با صفا

گیا بھاگ کر قلعہ مین جنگ سے
سران سپہ کو طلب کر لیا
ہوے تم نہ اُنپر کبھی چیرہ جنگ
کہا سبنے حاضر ہین تیرے حضور
دیا حکم پھر یہ کہ سب خاص و عام
سوا اُنکے اہل علم یک قلم
کہ امشب بھی فوج عرب پر گرون
تم آگاہ ہو راہ و بیراہ سے
مرے اردلی جو گران ڈیل ہین
وگرنہ مرون حسرت و یاس سے
امیر سپاہ عرب کو یہان
تو اک فوج کو سمت باب الجبل
کہا پھر یہ اُنسے کہ ناقوس جب
دیا حکم ناقوس والے کو یون
رہے منتظر سب بہنگام شب
وہ ناقوس والہ بھی بستہ کمر
کہ گنتی سے سب بستہ آلات تھے
بڑھو تیغ و خنجر سے مارو اُنھین
جو سردار لشکر ہی دینا اُسے
سوا اُسکے جاگیر بھی دون ضرور
تو بس اُسنے ناقوس پھونکا وہین
لکھا ہی کہ ناقوس جسدم بجا
یہ کہتے ہوے دوڑتے تھے جوان
نہ نکلے تھے سب دشمن کردگار
لگی چلنے شمشیر و گرز و سنان
لیے کوئی نیزہ فقط ہاتھ مین
کوئی ننگے سر کوئی ننگے بدن
اُٹھا لو فقط تیغ مارو اُنھین
لگے کہنے اللہ کی ہی قسم

نہایت ندامت ہوئی تب اُسے
بصد درد و غم اُنسے شکوہ کیا
رہے آہ تم پر وہی فتح جنگ
کرینگے نہ فرمانبری مین قصور
مرے پاس حاضر ہون اب لاکلام
ہوے جمع مارا کسینے نہ دم
کرون قتل اُن سبکو منصور ہون
کہ سب رہنے والے ہواس بکھر
اُنھین لیکے بس باب توما سے مین
کہ منظور جینا نہین یون مجھے
کہ ہون شادمان سب مسیحائیان
مقرر کیا بہر جنگ و جدل
بجے تب نکلنا دلیرانہ سب
بجانا تو ناقوس جب حکم دون
کہ سنتے ہی آواز ناقوس سب
ہوا اور چڑھا اک بڑے برج پر
بہت جستجو اور بڑے من چلے
جیا ہی تو زندہ نہ چھوڑو اُنھین
اجازت تمھین ہی اُسکے لیے
کرون اُسکی تعظیم بھی بے قصور
اور آواز سنکر وہ جو یلے کمین
تو سنکر وہ آواز اہل صفا
کہ تیار ہو جاؤ اے مومنان
کہ آگہ ہوے سب نصرت شعار
شہید اور زخمی ہوے مومنان
کہ مارو نہ آنے دو یہان تک انھین
نہ تھا جان کا ڈر نہ فکر کفن
نہ ٹھہرو یہ آئے کہ مارین ہمین
دغا ہی مگر مار ہی لینگے ہم

رہی دیر تک خوب دونون مین جنگ
مگر تھے جو دونون ہی جنگ آزما
وہی غازی نامور خوش سیر
لڑا بادشاہون سے بھی بارہا
دغاباز و مکار و پردل کہین
لگا مجھسے کہنے کہ لڑتا ہی کیا
کیا وار چٹ اُسنے شمشیر کا
گیا بھاگ پر مین تعاقب مین تھا
دکھائی دیا دور سے اک غبار
تھین ہاتھون مین سبکے برہنہ حسام
تمام اپنے گھوڑے اُوڑاتے ہوے
چلے آتے تھے تیز مثل ہوا
اور آتے ہی یون حملہ آور ہوے
بڑھا پھر لڑانے لگا فوج کو
طپان تھا کوئی اور بیجان کوئی
جو سردار اور اہل رایات تھے
مجاہد جوانان با نام و ننگ
یکایک جہان پہلوان نام ور
تو ڈر کر وہ اک جا نہ ٹھہرا رہا
صفون مین لیا روک آخر اُسے
تو سردار افواج اسلام کے
جہان پہلوان نے جو حملہ کیا
نہ ٹھہرے یہ اور اُنکا پیچھا کیا
کیے بند جلدی سے قلعہ کے در
بتعداد تھے پندرہ سو تمام
لگے کرنے ارشاد بارد اُنھین
ہوے اُس سے فارغ جو وہ کامیاب
تو دو سو شہید اور ہشتاد تھے

کہ مشاق جنگ ہو گئے اُنسے دنگ
نہ مغلوب کوئی نہ غالب ہوا
نصارا افگن گرد کندی گھر
کیے فتح سے قلعے بعون خدا
کوئی مثل بطلوس دیکھا نہین
ہوا تین پاؤن کا گھوڑا اترا
کٹا خود زخمی ہوا سر مرا
اور اعدا نے گرد اُسکے حلقہ کیا
کہ جون ابر برابر اور تیرہ تار
چمکتی تھین جون برق سب لا کلام
اور اقبال و شوکت دکھاتے ہوے
اور آگے جہان پہلوان باصفا
کہ اعدا لڑے اور کٹے اور ہٹے
ہوا خود بھی دل کھول کر جنگ جو
کھڑا مثل شمشاد حیران کوئی
بڑھے خوب گھونگھٹ مین گھس کر لڑے
لڑے اسطرح سے کہ اعدا تھے دنگ
بڑھے طیش و غصہ سے بطلوس پر
پہ تھے سایہ سان ساتھ سپہ باصفا
کہ ٹھہرے تو شمشیر اُسپر چلے
مع فوج سب قلبگہ پر گرے
وہان بھی نہ بطلوس ٹھہرا رہا
اُنھین قید بھی اور کشتہ کیا
دیے ڈال پھر قفل بھی سخت تر
حضور سپہدار عالی مقام
یہ ہین دشمن حق نہ زندہ رہین
گئے جانب رزمگہ پھر شتاب
فدا ہو کے حق پر جنان مین گئے

لڑائی کے جو کچھ کہ ہوتے ہین فن
لکھا ہی کہ جنگ اُنمین ایسی ہوئی
یہ کہتے تھے کی بارہا مین نے جنگ
بحال جہالت بھی ایمان بھی
ہوا جنگ مین مین بھی اور وہ بھی شل
اور اُلفت بہت مجکو گھوڑے سے تھی
اور اُسنے یہ سمجھا ہوا اسکا کام
یہ کہتا ہی راوی صداقت شعار
ہوئے شادمان دل مین اور زور سے
یہ نقارہ و کوس کی تھی صدا
پھریرے نشانونکے اُڑتے ہوے
بشوق غزا وجد مین جھوم کر
شہ بہنسا کافر پر دغل
مسلمان لڑے حق پہ جان وار کے
ہوے قتل مومن بھی کافر بھی وان
لگا کر در حصن سے تا جبل
کہا راوی رحمہ اللہ نے یون
یہ چاہا ابھی قتل اسکو کرون
کہ اُسکو بھگا یا کئی مرتبہ
مگر وہ سوے قلب راہی ہوا
لگے قتل کرنے اُنھین بیدریغ
گیا بھاگ چٹ پٹ درون حصار
پہونچتے ہی قلعہ مین بھاگے ہوے
ہوے قتل چالیس سو وہ لعین
کیا عرض اسلام اُنپر مگر
تھے سردار لشکر بھی اُنمین کئی
کہ معلوم ہو کس قدر مومنین
اسی جا پھر اُن سبکو دفنا دیا

وہ دونون نے ظاہر کیے بیدرنگ
کہ شل ہو گئے خود بھی رہوار بھی
ہوا ہون دلیرون مین چیرہ جنگ
بڑے معرکونمین ہی تلوار کی
تو ناگاہ وہ خصم حق پر دغل
جھکایا سر اپنا کہ دیکھون ذری
نہ ٹھہرا رہا موڑ کر جھٹ لگام
کہ در عین ہنگامہ گیر و دار
جو دیکھا شجاعان اسلام تھے
کہ مٹی مین دون دون عدو کو ملا
ہوا سے اُنھین پر وہ مڑتے ہوے
رجزخوان تھے اور تیغ تھی دو دستی
کہ تھا پردلی مین عدیم البدل
کہ جنت ہی سایہ مین تلوار کے
ہوئین جابجا جوے خونی روان
کہ اس درمیان مین ہی اک سرخ تل
کہ اُڑتے تھے میدان مین دونون قشون
اسے زندہ قلعہ مین جلنے نہ دون
سوے میمنہ گہ سوے میسرہ
لیا آ کے عیسائیون نے بچا
کہ ہر تیغ تھی مثل بارندہ میغ
نصارا تھے ہمراہ با حال زار
بروج اور دیوار و در پر چڑھ گئے
پکڑ لائے جنکو دلیران دین
نہ مانا اُنھون نے تو وہ نامور
ہوے قتل لکھا تھا اُنکا یہی
ہوے ہین فدائے خدائے برین
ہوا اُنپر ہمیشہ رضاے خدا

پھر عازم شب خون ہونا اور آنا لشکر اسلام پر بطلوس کا اور شکست کھا کر بھاگنا قلعہ مین

سحر گہ جو خورشید زرین سپر
گئے پاس غانم کے کہنے لگے
اور اعدا ہین مسرور و مشغول عیش
امیر دلاور نے پاسخ دیا
یہ کہتا ہے راوی صداقت شعار
ہوے جمع بطریق سب شہ کے پاس
کہا اب عرب سے نکلکر لڑین
جو باب الجبل ہے اسے کھولکر
جو کفار قلعہ مین باقی رہے
جو تھے اہل اسلام والا شکوہ
مگر وہ دلیران دجویاے جنگ
جو تھے اور سردار باکر و فر
چلے مورچون سے ادھر بیدرنگ
ہوا آکے میدان مین شورش طلب
ہوا پہلے بطریق ہی حملہ گر
کبھی وار کرتے بچاتے کبھی
پڑی اسطرح زور سے خود پر
اسے دیکھکر عبد رحمٰن جوان
مغیرہؓ نے لیتے ہی تیغ دودم
اور اسطرح دونون مین کشتی ہوئی
کیے پیچ غازی نے اکثر مگر
تو گھوڑے سے فوراً اتر کر ضرارؓ
پہونچتے ہی تلوار سے بیدرنگ
تو فوج نصارا سے پھر جدل
وہین ابن صدیقؓ و ابن عمرؓ
ہوے قتل تینون وہ کافر شقی
اور اُن چارون کشتون کا ساماں لیے
تو جل بھن کے شہ حملہ آور ہوا
ہوا مستعد جان دینے پہ ود

ہوا جلوہ گر ابلق چرخ پر
کہ اس قلعہ کو ہم ہین گھیرے ہوے
ہمارے دلونکو ہے اب غیظ و طیش
کہ حملہ کرو لے کے نام خدا
کہ پڑھتے تھے اشعار حضرت ضرارؓ
کہ تھے با شجاعت و نخوت اساس
مرین اپنے دین کی اعانت کرین
نکل آئے اسپان رہوار پر
بروج اور دیوارون پر چڑھ گئے
ہوا سخت زخمی اک اُنکا گروہ
ہوئے اُن خدنگون سے ہرگز نہ تنگ
نہ تھی آگہی اُنکو اس جنگ پر
کرین قافیہ تاکہ اعدا کا تنگ
کہ آئے مقابل کوئی میرے اب
تو خالی اُسے دے سکے یہ ناموں
غرض دیر تک جنگ اُنمین رہی
کہ جھن سے گئی ٹوٹ خارا گذر
کہ تھے قاتل کفر و نصرانیان
لگائی کہ ہو سر عدو کا قلم
دلیرون کی بھی عقل جاتی رہی
چڑھا وہ نہ ہرگز کسی پیچ پر
چلے تاکہ ہو قتل یہ نابکار
دیا کاٹ دشمن کے گھوڑے کا تنگ
اُسی وقت تین آئے فارس نکل
سویم وہ ہی مقداد کندی گہر
کہ گویا نہ جسمو مین تھی جان ہی
خوشی سے یہ چارون پھر آئے چلے
سوے میمنہ گہ سوے میسرہ
بڑھا آپ تنہا ہی میدان کو

ضرار عدو بند کشور کشا
پریشان رہتے ہین اُنھون پھر
نہین چاہیے کچھ تامل ہمین
تو جٹ مستعد ہو کے وہ مومنین
فلاخن بھی اور تیر بھی مارتے
سوا اُن کے وہ دشمن کردگار
کہا شہ نے بہتر ہے تیار ہو
روان آگے آگے تھے بطلوس کے
لگے مارنے منجنیق و نشاب
پیاپے برستے تھے اُنپر خدنگ
کہ بڑھ بڑھ کے اعدا سے لڑتے ہے
ولیکن ہوئی اُن کو جب آگہی
انھین دیکھکر اُنکو سکتا ہوا
اُسی وقت افواج اسلام سے
دلیرانہ کرنے لگے کارزار
اسی مین مغیرہؓ نے بڑھکر وہان
تو جھپٹا وہ کافر کہ مارے انھین
پرے سے بڑھے اور مغیرہ کو جٹ
مگر وار اِنکا بچا کر وہ جٹ
وہ کہتا تھا مین کھینچ لون زین سے
اور اس حال سے مومن خوش شیم
صفون مین نہان ہو کے جھک کر چلے
کہ اُسپر نہ ٹھہرا زمین پر گرا
یہ چاہا ضرارؓ و مغیرہؓ کو ہم
چمک کر صف فوج اسلام سے
مغیرہؓ سے لپٹا جو بطریق تھا
گئے تھے جو وہان پا پیادہ ضرارؓ
جو کچھ اُسمین قوت تھی سب خرچ کی
بڑھے جلد مقدادؓ اسود دلیر

لیے اور سردار نصرت لوا
اور اب تک نہین اسپہ پائی ظفر
اجازت ہو تا آج حملہ کرین
ہوئے حملہ گر سوے حصن حصین
بڑھے قلعہ پر اُنسے لڑنے لگے
لکھا ہے کہ تھا آپ بھی شہسوار
چلو میرے ہمراہ میدان کو
پیاپے وہ سب تیر تھے مارتے
کہ شاید ہم اُسوقت ہون کامیاب
یہان سے بھی وہانسے بھی اولونکے رنگ
بڑھے اور گرے پر نہ پیچھے ہٹے
امیر اور سب اہل رایات بھی
بڑھا ایک بطریق جنگ آزما
جہان شجاعت مغیرہؓ بڑھے
ہوئے خوب آپسمین دونو کے وار
کیا وار شمشیر آتش فشان
کہ زندہ گرفتار کر لے انھین
وہی اک تیغ بُرّان اور آئے پلٹ
بڑھا اور گیا زین پر اُن سے لپٹ
یہ کہتے تھے مارون مسک کر اُسے
ہوئے تنگ دل اور قرین الم
کہ اعدا کی نظرون سے مخفی رہے
ٹوٹے تھا مغیرہؓ سے لپٹا ہوا
کرین قتل جائین یہ سوئے عدم
جو بجلی کے مانند اُنپر گرے
اُسے ابن ازور نے کشتہ کیا
ہوئے راہوار عدو پر سوار
نہ لائے مگر دھیان مین یہ جری
صف فوج اسلام سے مثل شیر

بلا کر زبیر ابن عوام کو   دیا حکم تم ای یل جنگ جو
گئے تیس سو اُن کے ہمرہ سوار   کہ اعدا کے سر سے نکالین دمار
تو تہلیل و تکبیر کہنا ضرور   کہ ہو انکو غم اور تمکو سرور
ازان پس ضرار اور مقداد کو   کہا یہان نہ ٹھہرو روان تم بھی ہو
چلے جاؤ تا پہونچو اس طرح سے   کہ اول پہونچ جائین وہ جون گئے
جو تھے عبد رحمن و عبد اللہ   مظفر بہر عرصۂ رزمگاہ
دیے دوسو اسوار پھر انکو بھی   کہ تھے سب بہادر مدبر جری
کہ اُنکے پدر ہین ہمارے امام   جو ہین صاحب جاہ و عالی مقام
دویم حضرت فارق کذب و حق   ہے اللہ والون پہ جنکو سبق
روانہ ہوئے یہ بھی باصد وقار   گیا آسمان پر زمین کا غبار
کہا اُنسے تم بھی برائے خدا   روانہ ہو یہان سے سوئے بہنسا
بڑے اِن کے رتبے بڑی شان ہے   انھین پر سدا فضل رحمن ہے
رہے رات بھر خالد کفر کن   اُسی جا کہ تھے جس جگہ خیمہ زن
دیا حکم سب فوج کو کوچ کا   کھلے سب نشان و علم جابجا
یہ نقارہ کہتا تھا بھر شگون   کہ دو دن و ان کیون شدہ فتح دون
جدھر دیکھیے لشکرون کی قطار   ہوا پر غبار اور زمین پر سوار
تکبر کوئی اور مہلل کوئی   کہین تیغ الفت سے بسمل کوئی
ہوئے زینت زین جو با آب و تاب   کھلے اُنپہ سب فتح و نصرت کے باب
تزک کا مین اُنکے لکھون حال کیا   کہ قدسی لگے کہنے صل علی
ہوا چتر ظل ظلیل جلیل   کہا حق نے مین ہون تمہارا کفیل
غبار سم توسنان غزا   اڑا سرمۂ چشم حورا ہوا
یہ کہتا ہے راوی صادق زبان   زبیر ابن عوام با عز و شان
کہ توریہ سے اُنکے ہمراہ تھے   بآواز تکبیر کہنے لگے
مہلل مکبر رجز خوان بھی تھے   مدام اُنپہ اللہ رحمت کرے
چڑھے جلد قلعہ کی دیوار پر   کہ آئی نظر فوج نصرت اثر
نگذری تھی انکو وہان تھوڑی دیر   کہ تشریف لائے وہ دونون دلیر
کہا راوی اہل تحقیق نے   پڑھی رجز بھی اہل صدیق نے

روانہ سوے بہنسا ہو شتاب   ہمیشہ رکھے حق تمہین کامیاب
کہا یہ بھی اُنسے کہ تم ای جوان   بحفظ خداوند پہونچو جو وہان
زبیر دلاور روانہ ہوئے   نہنگان بحر شجاعت لیے
گئے اُن کے ہمراہ دوسو سوار   کہا پڑی پہ پڑی اُنکے ای باوقار
روانہ ہوئے وہ بھی باصد حشم   بڑھائے ہوئے فرد کوس و علم
دیا حکم اُنکو روان تم بھی ہو   سوئے بہنسا اُسکو خالی کرد
یہ دونون ہین شاہزادے اسلام کے   مددگار اسلام تھے جان سے
وہ اک افضل الناس بعد نبی   جنھین بر ترو نیر ہوئی برتری
عمرؓ ابن خطاب والا جناب   جہاندار دین سرور کامیاب
ازان پس سعید اور عقبہ کو بھی   بلایا دیے دوسو فارس جری
سنو سنو یہ سعیدؓ جوان   ہین ناموں پیمبر کے اور اہل شان
ذرا بھی نہ تعجیل مین دیر کی   چلے دونون سردار باصد خوشی
ہوئی صبح اور باخلوص و نیاز   ادا کر چکے جب سحر کی نماز
ہوئے پر فغان کوس و نہ خم   لگے دینے آواز ہر سو کہ قم
سہانی یہ شہنائیون کی صدا   کہ کرنے لگی وجد باد صبا
چڑھائے ہوئے ساغر عشق سب   بجان سب کے سب شائق وصل رب
مسلح ہوئے پھر جہان پہلوان   لے آئے غلام اشقر خوش عنان
تھے الطاف خالق بہین و بسیار   ہوئے مجری فتح و عز و وقار
وہ فوجون کے دل اور نشانہ پر نشان   کہ چکرا گیا دیکھکر آسمان
عیان نور تھا عرش سے تا فراش   کہا مہر نے چشم بد دور باش
بڑھے تو جلو مین چلی فوج دین   لرزنے لگا قلب گاؤ زمین
پہونچ جب گئے بہنسا کے قریب   تو وہ اور سب غازی خوش نصیب
بصد ذوق و شوق جہاد و قتال   وہی ابن عوام نصرت مآل
وہ آواز جب رومیون نے سنی   تو گھبرائے دل کو ہوئی بیکلی
اڑے ہوش سن سن کے پریشان ہوئے   کہا آہ اب ہم گئے جان سے
وہ خود اور سب اُنکے ساتھی جوان   بہ تہلیل و تکبیر تھے تر زبان
ازان بعد حضرت سعید ابن زید   وہ عقبہ جو تھے ماحی کفر و کید
اسی طرح تشریف لائے وہان   کہ تہلیل و تکبیر تھی بر زبان

حملہ شہسواران اسلام قلعہ پر اور نکل آنا اور شکستہ ہو کر چلا جانا قلعہ مین

بروج قلعہ پر وہ پھر چڑھ گئے ۔ اور افسر گئے پاس بطلوس کے
صحابہ بصد شادی و خرمی ۔ فرشتہ بسیرت بشکل آدمی
بیان کرکے سب حال گذرا ہوا ۔ کہ گذرا یہان ہم پہ یہ ماجرا
لگے مشورہ کرنے باہم تمام ۔ کہ راضی ہو شور بیسے ربِ انام
روانہ کرین آپ قاصد ضرور ۔ مع نامہ سیف خدا کے حضور
وہ مہر سپہر جلال و جمال ۔ بجان بندہ و عاشق ذوالجلال
وہ اورنگ آرای جاہ و حشم ۔ وہ فرمان گذار دیار کرم
وہ خالد جنھین سید المرسلین ۔ کہین ہو یہ سیف خدای برین
سپہدار نے لکھے نامِ خدا

کہا اُس سے حال اُسکو یہ غم ہوا ۔ اندھیرا سا آنکھون تلے آگیا
ہوے جمع دیہے مین سالار کے ۔ گئے پاس غانم سپہدار کے
کہ غفلت مین ہمپر گرے یہ لعین ۔ گئے سوے فردوس ارباب دین
تو من بعد گفت و شنید دراز ۔ کہا سب نے ای سرور سرفراز
وہ سیف خدا خالدؓ ابن الولید ۔ نصارا کش و قاتل ہر عنید
وہ پروانہ شمع روے نبیؐ ۔ وہ سالار افواج ربِ قوی
وہ خالد کہ اُنکو اگر دیکھ لین ۔ تو کفار سب بے موت آئے مرین
یہان آئین اپنی اعانت کرین ۔ وہ اور ہم بہم ہوکے اُنسے لڑین
اُسی وقت اُنکو یہ نامہ لکھا

نامہ امیر غانم بنام سپہدار خالدؓ ابن ولید

بنام خداے کریم و رحیم ۔ یہ ہو خط عبد خداے کریم
پس از حمد و نعت رسول خدا ۔ ہو معلوم ای سرور خوش لقا
ہوے ہر جگہ غالب و فتحیاب ۔ کیے لشکر کفر ہم نے خراب
پھرے اور کئے قتل کافر شریر ۔ ولیکن نہ دیکھا کہین اے امیر
ہو قلعہ بھی اسکا نہایت متین ۔ کہ مفتوح اب تک ہوا یہ نہین
فریب اسنے ہم سے کیا چند بار ۔ ہوئے قتل خاصانِ پروردگار
مدد کیجیے آئیے اب یہان ۔ مع جملہ افواج نصرت نشان
ہوئی مہر اُسپر تو لیکر اُسے ۔ وہ عبداللہ منذر کے بیٹے جو تھے
چلے گاہ بیگاہ بھی راہ مین ۔ کہ نامہ کو پہونچا ہین اُنسے ملین
پہونچکر وہین جاکے پھر اُنکے پاس ۔ ملے اور دیا نامہ حق اساس
کہا عبداللہ سے جلد تر ۔ چلو مجھسے آگے تم ای خوش سیر
لیے اپنے ہمراہ وہ مومنین ۔ کہ ہین سب فدایان ربِ برین
جو ہین اور بھی بندگان خدا ۔ اُنھین بھی سلام محبت فزا
روانہ ہوئے سمت غانم شتاب ۔ دیا دوسرے دن ہی اُنکو جواب

کہ نام اُسکا ہو غانمؓ اشعری ۔ سوے سیف خالق امیر جریؓ
کہ ہم نے کیا فتح سب ملک شام ۔ حجاز و عراق و یمن بھی تمام
ادھر ہی نہین ترک اور روم مین ۔ سوا اُس کے پھر پارسی بوم مین
کوئی سخت ملعون اس سے سوا ۔ جو بطلوس ہو حاکم بہنسا
بھرا ہو بہت اسمین سامان جنگ ۔ بکثرت ہین گرد اُن مردان جنگ
کہ غفلت مین ہمپہ ہو حملہ گر ۔ چلی خوب شمشیر و گرز و تبر
سلام آپ پر او یہ جو ہین مومنین ۔ ہوا نیز بھی ای سرور مسلمین
بتعمیل حکم امیر سپاہ ۔ اُٹھے ہوکے خوش او رلی دین راہ
غرض تو یہ نام موضع جو ہو ۔ وہان تھے سپہدار دین نیک پے
خوشی سے لیا اور جو دیکھا اُسے ۔ ہوئی تر زبان و دہن لاحول سے
یہ غانم سے کہنا نہو کچھ ہراس ۔ کہ اب آتے ہین خالدِ حق شناس
مراُنکو پہونچائیو تم سلام ۔ مہاجر اور انصار کو بھی تمام
پہونچتے ہی پہونچا وہ سورہ پیر ۔ یہ سنتے ہی وہ قاصد خوش سیر
کہ آتے ہین اب خالدؓ دین پناہ ۔ مدد کو تمھاری بعون الٰہ

نہضت سپہ سالار عالی وقار جانب بہنسا

مرے ساقیا کچھ خبر ہو مری ۔ تری آرزو مین چلی جان ہی
تمنا ہو جام و سبو کی مجھے ۔ چھکا مست کر میرے ساقی مجھے
ہون صحرا بصحرا ترے شوق مین ۔ نہین چین اک جا ترے شوق مین
کہ قربان کرون تجھپہ مین جان زار ۔ سدا حسن کی تیرے دیکھون بہار

بڑا ہو یہ لپکا ترے دید کا ۔ کہ عاشق ہون اس اپنی امید کا
چھلکتے ہوئے جام پر جام دے ۔ مین جانباز ہون تو یہ انعام دے
سوا تیرے آتا نہین کچھ نظر ۔ ترے شوق مین ہو ہتیلی پہ سر
کہار اوے رحمہ اللہ نے ۔ کہ پھر خالد صاحب جاہ نے

سنا ہین چمکتی تھین مثل چراغ	چراغان چراغان تھا سب دشت و راغ	دھما دھم یہ گرزونکی پھٹکار تھی	کہ جاتی رہی عقل کفار کی
لڑے اسطرح غازی نامور	ملک آفرین خوان ہوئے چرخ پر	جو عبداللہ جعفر کے تھے گھر کے نور	اور ان کے سوا فضل عباسؓ شعور
اور ان کے چچازاد بھائی عزیز	کہ تھے فضلؓ بے لہب صاحب تمیز	مغیرہؓ و قعقاع و مسلم زیادؓ	مسیبؓ نجیبہ تقدمین نہاد
ابو ذر غفاری شجاعت مثل	ابو زید غازی یل بے بدل	سوا ان کے جو اور سردار تھے	گئے ڈوب لشکر مین کفار کے
چلی اسطرح ان کی تیغ دودم	پڑی جسپہ اسنے لیا پھر نہ دم	یہ حضرات تھے جانثاران رب	سدا ان کے اوپر ہو رضوان رب
لکھا ہے کہ تھا گرم بازار جنگ	کہ وہ ابن عباسؓ فولاد چنگ	گرا کر یہ جھپٹے لیے تیغ تیز	گیا بھول وہین وہ جنگ و ستیز
کیا وار ایسا وہین سو گیا	کہ سینہ سے تا ناف دو ہو گیا	جو تھے عبداللہ یل جعفریؓ	بڑھے ایک بطریق کی جان لی
ہوئے قتل دونون جو وہ متصل	تو کفار سب ہو گئے مضمحل	یہان گرم تھا خوب بازار جنگ	کہ دیگر امیران با نام و ننگ
جو تھے خیمہ زن اور دروازون پر	ہوئی گوش زد انکے جب یہ خبر	روانہ ہوئے لیکن اسطرح سے	کہ انمین سے جو انکے ہمراہ تھے
لیے کچھ تو ہمراہ کچھ چھوڑے وان	کہ شاید ادھر آئین گر دشمنان	یہین خاک مین یہ ملائین انھین	بہار شجاعت دکھائین انھین
اور آتے ہی کفار پر ایکبار	گرے وہ لگے ہونے کشتہ و خوار	ہوا قتل جو سامنے آ گیا	کہ نعشون کے تودے لگے جا بجا
ہوئے قتل اعدائے دین سہ ہزار	ہوا اور آباد دار البوار	نہ ٹھہرے رہے سخت گھبرا گئے	یہ سمجھے جو ٹھہرے یہین سب رہے
کرے جان اپنی جو کوئی نثار	قتال اس سے آسان نہین زینہار	وہ نامرد یہ سب بہادر جری	دہان حب دنیا یہان دین کی
یہ منصور اور وہ ہزیمت لزوم	یہ شیر عرب اور وہ کلب ردم	ہٹے ہوکے بے شرم سب نابکار	گئے بھاگ کر سمت باب حصار
کہ اندر چلے جائین جانین بچائین	مگر پنجہ موت سے چھوٹ جائین	مجاہد جوانان نصرت لوا	تعاقب مین تھے انکے مثل ہوا
کہ انکو کرین قتل اور قید بھی	نہ بچکر شقی ہم سے جائے کوئی	کہ مارا اسے اور اسے جا لیا	دیا خاک اور خون مین انکو ملا
اسے دیکھکر حصن سے اک گروہ	کہ بھاگ آئے یہ لوگ ہوکر ستوہ	نکل آیا باہر کہ انکو بچائے	نہ یہ قید ہون جان انکی نہ جائے
تو پلٹے مسلمان در قلعہ سے	گرفتار اعدا کو اپنے کیے	لکھا ہے کہ وہ قید با درد و یاس	ہوئے اک ہزار اور دو سو پچاس
گئے سوئے میدان مسلمان سعید	کہ دیکھین انھین جو ہوئے ہین شہید	تو سب چار سو اور بتیس جوان	گئے تھے بقرب خدائے جہان
ہوا سخت ان سکو رنج و الم	کہ بھر آئے دل اور ہوئے چشم نم	ہوئے پھر تو مشغول تجہیز مین	کیا دفن ویسی ہی جلدی انھین
کہ تھے جا بجا زخم اور خون روان	کہ دولھا بنا تھا ہر اک نوجوان	نمایان تھا چہرونسے یون انکے نور	جمال خدا کا تھا انپر ظہور
کیے بند آنکھونکو از ما سوا	لگائے ہوئے دل برب العلیٰ	ملی زندگانی جاوید انھین	کہ دنیا سے جانا ہوا عید انھین
ہر اک قبر مین دو دو اور تین تین	رکھے چار اور پانچ بھی مرد دین	جو اسلام مین تھے مقدم انھین	مقدم کیا رکھدیا قبر مین
اور انکو بھی جو اہل قرآن تھے	بڑے رتبہ والے تھے ذی شان تھے	رہے بخت اس سرزمین کے جوان	رہے وہ شہیدان و دل زندگان
	قبور شہیدان ہے اسجا کا نام	پذیرا وہان ہون دعائین مدام	

طلب کرنا امیر غانم کا سپہ سالار کو بغرض اعانت خود

یہ کہتا ہے راوی صادق زبان	کہ ہے ہر روایت صداقت نشان	ثقہ اور محدث جو ہین پاک دین	روایات مین نے انھین سے یہ لین
جو ہین بولبابہؓ جوان مرد دین	بن منذر و قاتل کافرین	وہ اصحاب رایات سے تھے وہان	روایت انھین نے یہ کی ہے بیان
کہ ہم جب شہیدونکو دفنا چکے	تو خیمون مین سب اپنے اپنے گئے	کیے بند اعدا نے قلعہ کے در	دیے ڈال قفل آہنی سخت تر

کرے چشم انصاف سے جو نظر
ہین نقطے گہر شعر سلکِ گہر

ابو القاسم انکا ہے نام سعید
تخلص وہ کرتے ہین اپنا شہید

فنا ہین بعشقِ خدا و رسول
کہ ہین نور چشم علی و بتول

فتوت مین یکتا و ضرب المثل
سخن سنج اور عالم باعمل

نہایت خلیق و مبارک لقا
عیان شکل سے انکے نورِ خدا

خدا انکو رکھے سدا بامراد
کہ خضر رہِ دین ہین وہ پاکزاد

مجھے یاد فرماکے یون ایک روز
لگے کرنے ارشاد اک نیک روز

جو اصحاب و احباب خیر الورٰی
لڑے بہنسا پر برائے خدا

ہے بس عبرت انگیز وہ داستان
سراپا بشارت پئے مومنان

کیا نظم تا نصف مین نے اسے
ولیکن مجھے اور اشغال سے

نہین اتنی فرصت کرون مین تمام
ز افضال پروردگار انام

لکھے تو نے یون شام کے معرکے
جو دیکھے ہزار آفرین وہ کہے

سو یہ بھی ہے حصہ ترا نظم کر
معین ہو ترا داور داد گر

کہا مجھ مین ایسی لیاقت کہان
نہ یہ فکر عالی نہ ایسی زبان

مین قطرہ ہون اور آپ ہین در ناب
ہین ذرہ ہون اور آپ ہین آفتاب

مناسب یہ ہے آپ لکھیے تمام
کہ محظوظ اس سے ہون سب خاص و عام

کہا ہان تو کر شکر خالق ادا
کہ اسکے تجھے لائق اسنے کیا

یہ کہتے ہی اوراق لکھے ہوے
عطا مجھکو حضرت نے فوراً کیے

کہ لے انکو اور لیکے نام خدا
جہان سے رہا ہے تو کر ابتدا

وہ تحریر کر نظم باآب و تاب
کہ احباب ہون شاد اعدا کباب

لیے مین نے اوراق دیکھا انھین
پڑھا جا بجا سے سنایا انھین

کراکر بعزم شبِ خون دون
قلعہ سے نکلکر بشور و فتن

ہوا حملہ گر فوج اسلام پر
ہوے قتل مردان دین خوش سیر

ہوئی نظم انکی اسی جا تمام
لباس اسکا تھا سرخ دیبا تمام

وہ اوراق لایا جو مین اپنے گھر
دعا کی کہ اے داور داد گر

طفیل صحابہ بجاہ نبی
تو ہی فضل سے کر اعانت مری

کہ مداح ہون سرور پاک کا
شفیع الورٰی شاہ لولاک کا

مغازیِ اصحاب فخر زمن
خوشی سے مین لکھون بوجہ حسن

عطا ہووے ساقی کوثر شراب
شراباً طہوراً مطہر شراب

وہ مے جسسے آئے مجھے جوش دین
وہ مے جسسے مدہوش ہین مومنین

کہ ہو جاؤن مین بیخودی سے فنا
نہ چاہون دو عالم مین تیرے سوا

فغان لب پہ دل مین تری یاد ہو
تری یاد سے جان و دل شاد ہو

ترا نام لے لیکے جیتا رہون
جیے اور موے نام تیرا رٹون

لکھون حال اصحاب قدسی مآب
کہ ہر نقطہ ہو رشک لعل و گہر

سنو گوش دل سے اب اے مومنو
کہ اک جو بطریق تھا جنگ جو

زرہ پر وہ پہنے ہوے اک قبا
کہ تھی وہ مذہب ز سر تا بپا

رکھے تاج سر پر جواہر نگار
در و لعل جبین لگے بے شمار

اور اپنے جوانونکو للکار کر
بڑھاتا تھا ہر سمت پیکار پر

سوا انکے تھے اور جو کفار زار
نمایان زبالائے بابِ حصار

وہ رومی مین کرتے تھے شور و فغان
بڑھاتے تھے انکے دلونکو وہان

بجاتے تھے قرنا و کوس و دہل
کہ انسے لرزتے تھے دشت و جبل

قنادیل و مشعل لیے ہاتھون مین
جدا اور برجونپہ اس رات مین

وہ پھرتے تھے یہ تھی وہان دشمنی
کہ جون روز روشن وہ شب ہوگئی

تو یہ ماجرا دیکھکر بیدرنگ
مسلمان ہوے مستعد بہر جنگ

چلے اپنے اپنے وہ خیمون سے سب
تھین ہاتھون مین تیغین و تھین غضب

ولے عزم دشمن سے غافل جو تھے
مسلح نہ اچھی طرح ہو سکے

کہ اول ہوا جسطرح سب بیان
بیان کی نہین اور حاجت یہان

لگی چلنے انپر سنان اور تیغ
کہ اعدائے حق کو نہ تھا کچھ دریغ

یکایک ہوے دو سو اسی شہید
ملا انکو قرب خدائے حمید

ولیکن وہ شیران دشمن شکار
ہراسان نہ دلمین ہوے زینہار

ہوے قتل اعدا مین سرگرم سب
لگی چلنے شمشیر تیز غضب

گئی انکی تدبیر سب رائگان
کہ تھا انپہ انعام رب جہان

اٹھا شور ہر سو وہ وگیر کا
کہ مارو یہ ہین دشمنان خدا

چلی اسطرح انپہ شمشیر تیز
کوئی رہ گیا کی کسی نے گریز

غبار سم توسن غزات
چڑھا آسمان پر کہ بائین برات

ہوا قتل کوئی جو تلوار سے
گرا کوئی غازی کی للکار سے

خچا خچ لگی چلنے تیغ دودم
کٹے دست و بازو ہوے سر قلم

سر پر کھڑکتی تھی اسطرح تیغ
کڑکتا ہے جون رعد ہمراہ میغ

لگا کہنے یہ لوگ انسان نہین
ہین جن انسے لڑنا کچھ آسان نہین
مسلمانون نے اُسکو دیکھا جو وان
تو آکر سپہدار غانم سے یان

خبر کی تو یہ بھی ہوے جٹ سوار
لیے ساتھ سردار والا تبار
بڑے ٹیلے تک آئے فوراً چلے
مقابل جو تھا باب فندوس کے

اُسی جا امیرونکو کرکے طلب
کیا عرض اسلام کو اب یہ جب
وہ سارے گئے اُس سے انکار کر
اوڑا وین وہین گردنین مار کر

اور اعدا کھڑے دیکھتے تھے یہ چال
ہوا قہر بطلوس پر یہ کمال

شبخون کراکر بطریق بلشکر اسلام اور خستہ شکستہ ہوکر بھاگ جانا

کہا راوی رحمہ اللہ نے
پھر اُس دشمن دین گمراہ نے
کہا یون امیرونسے اب کیا کرین
لڑین شہر مین یا نکلکر لڑین

اگر مصلحت ہو نکل کر لڑین
کہ شب خون لیجا کے اُنپر پڑین
جو تھا ایک جرنل کراکر بنام
امیر مدبر و ذی احتشام

جسیم و قوی پر دل و شہسوار
لگا کہنے اسطرح اے شہریار
کفایت کرونگا مین اس کام مین
کہ شب خون مارون کرون قتل ہُین

عجب کیا کہ ہو اُسمین کچھ انتفاع
تو کر ساتھ میرے گروہ شجاع
کہا شہ نے جو چاہیے تجھکو لے
لیے ساتھ سردار دس اُنین سے

کہ اک اک کے ہمرہ تھے اک اک ہزار
سپاہِ گزیدہ زروئے شمار
اور آئے کنیسے کی جانب لعین
تو انجیل کھولی پھر اُنپر وہین

چلے پہونچے دروازونپر سب وہ مل
کہ بطلوس اُنکے بڑھاتا تھا دل
یہ کرتا تھا اُنکو وصیت غبی
کہ غفلت مین اُنپر گرو تم سبھی

کہا چار سو سے کہ دو کھول در
تم اُنکے لیے تا یہ ہو دین بد
کہ تھے باب فندوس پہ اک ہزار
نگہبان دربان زروئے شمار

بنی برج تھی تین اُس باب پر
اور اُن تینونین دو بنائے تھے در
بنے اُسپہ کنگرے بھی تھے تمام
غرض نکلے ہو مستعد سب لئام

مسلمان غافل تھے وان اس سبب
کہ ہمپر کرینگے یہ کیا وقت شب
ارادے سے اُنکے نہ تھی کچھ خبر
نگہبان تھے وہ باب فندوس پر

کہ زائد ہی نام اُنکا ثابت کے پور
اور عبد اللہ عباس کے گھر کے نور
اور عبد اللہ معقل کے بیٹے جوان
برا ابن عازب بڑے پہلوان

تھے اور مالک الاشتر و ذو الکلاع
کہ ہین حمیری قوم سے وہ شجاع
کہا راوی نے مجکو پہونچی یہ بات
بن سعد سے جو کہ ہین از ثقات

اُنھین یہ خبر سعد طارق نے کی
اُنھین بو یزید ثقہ سے ہوئی
کہی مالک اشتر نے اُنسے یہ بات
کہ ہم جاگتے تھے بس اُسیجا بدات

بچھونوپہ لیٹے تھے سب مومنین
کہ سردی تھی شدت سے وان بالیقین
تھے کھولے ہوے سب سلح اور ساز
کوئی ورد پڑھتا تھا کوئی نماز

کہ ناگاہ دروازہ دیکھا کھُلا
وہ ملعون نکل آئے گھوڑے بڑھا
تھے فانوسین ہاتھونمین بتی لیے
جو لشکر پہ آ حملہ آور ہوے

پکارا وہان ہمنے تب النصیر
دغا ہی مسلمانون اُٹھو دلیر
کیا کافرونے ہی ہمسے دغا
سنی جب مسلمانون نے یہ ندا

اُٹھے اور دوڑے بچھونوسے سب
کہ اُٹھتے ہین جون شیر نر پر غضب
کوئی ہاتھ مین اپنے لیتا ہی تیغ
اُٹھاتا ہی پرچھا کوئی بیدریغ

اُٹھا اُٹھین کوئی برہنہ بدن
نہ فرصت ملی تا ڈھکے اپنا تن
کسینے کمر باندھ چادر سے لی
کسیکے بدن پر تھا اک کرتہ ہی

گھسے ہمین اُن لعینونکے جا
اور اُڑانے لگے اُنکے سر دست و پا
یہ ہشیار ہونے نہ پائے وہ حیف
کہ پڑنے لگی اُنکے جسمونپہ سیف

نہ سنبھلے تھے اُنمین سے بعضے مگر
اُڑے تیغ بُرانسے بس اُنکے سر
کسی کا کٹا دست و بازو دریغ
کسی کے لگا حلق پر زخم تیغ

کسی کی تو گردن الگ اُڑ گئی
ہوا غل کہ یہ کیا قیامت ہوئی
بڑی اک بلا وان پڑی ناگہان
ہوے قتل کثرت سے غازی جوان

جو تھا دشمن حق کراکر بنام
لباس اُسکا تھا سرخ دیا تمام

انتہا نظم آرائی جناب حافظ سید ابو القاسم صاحب شہید مرحوم ابتدای کلام منشی حافظ سید عبد الرزاق صاحب کلامی

جو میرے چچا ہین بڑے مہربان
اُنھون نے یہانتک لکھی داستان
غضب کی فصاحت ہے نام خدا
کہ دریا سخن کا دیا ہی بہا

نرا روزمرہ ہی اور کچھ نہین
کہ محتاج زیور نہین ہین حسین
نہین زندگانی کا کچھ اعتبار
رہیگا مگر یہ سخن یادگار

تھے اُنمین جو تھے ہمرہان سبا بین
ہوا یہ یقین ہم کو محشر بپا
وہان پر لڑے یون امیر سباسؓ
یہانتک لڑے ہو گئے وہ شہید
ہوے قتل باقی رہے جو دلیر
بہت چلنے والے تھے اصحاب سے
کہ چلنے مین ہو اُنکو قوت بڑی
سو عبداللہ نے جبکہ دیکھا یہ حال
تو اُنسے سوارون نے بڑھکر کہا
ہوے جلد اسوار سرور نے دان
کہ ہوتے تھے اسوار وہ اک ہزار
کہ تلائے اُس گانو کا راستا
سُنی جبکہ گھوڑونکی ٹاپ ایکبار
نبی پر بھی بھیجے درود و سلام
کہ اے غازیو اِنسے کیا دب گئے
تو عبداللہ نے جلد گھوڑا بڑھا
گئی پیٹھ سے اُسکی بوری نکل
سحر ہونے پائی نہ تھی وان مگر
غنیمت مین اسپان و مال و سلاح
وہ معقل کے بیٹے جو عبداللہ تھے
چلے اور پہونچے وہان پر جہان
کہا ہمکو تو علم اسکا ذرا
جو کچھ پاس تھا اپنے کھانا نکال
اور اسپونکو کر اُنکے کوتل لیے
جو لشکر مین آئے بعزّ و وقار
جواب اُنکو لشکر سے سب نے دیا
کہ کیا ہے خبر پھر جو دیکھے وہ سر
ہوے تنگدل سخت گذرا یہ حال
منگا اپنے گھوڑیکو اور ہو سوار

یہ کہتے تھے ہم وہ ہوے جبکہ پاس
اُسی جا سے ہو ویگا روز جزا
نشان دیکے بیٹے کو جون جنگ پاس
لگے لڑنے بعد اُنکے مازن سعیدؓ
کیا ان لعینون نے اُنکو اسیر
رسول خدا کے سب احباب سے
تھی دونون کو برکت ملی ورمشی
تو چل سے نکلے مانند باد شمال
بتاؤ کہ قصہ وہان کیا ہوا
بلا کر کے عبداللہ کو دے جوان
صحابہ سے جوئندۂ کارزار
جہان ہے پہاڑ اور کمینگاہ کا
ہوے اپنے گھوڑونپہ جلدی سوار
کیا حملہ اُن کافرون پر تمام
تو جو جو امیر اور سادات تھے
وہ سردار اُنکا جو تھا وان کھڑا
اور اُسکی گئی آگ مین روح جل
گئے پانسو تک وہ کفار مر
لیے اُنکے تھے وہ تو اہل فلاح
اُنھین چھوڑ عبداللہ جعفر چلے
ہوا معرکہ تھے پڑے کشتگان
نہین کسطرح یہ ہوا معرکا
اُسے کھا کے بیٹھے یہ سب خوشحال
جو کھانا تھا اُنکا یہ لے کھا گئے
تھے تہلیل و تکبیر کہتے پکار
صلوٰۃ اور تکبیر سے جا بجا
کہ بھالونکی نوکو پہ ہین جون ثمر
لگے پیٹنے مُنہ وہ سب بدمآل
چڑھا جا کے دیوار پر نابکار

تو ہمکو لیا گھیر کفار نے
کہ ہم نے تو بس اپنی جانین پکڑ
کہ تھا نام بیٹے کا اُنکے منیع
یہانتک کہ اُنسے ملے بس وہین
جو تھے اُنمین عبداللہ ابن قیسؓ
نبی نے دعا کی تھی اُنکے لیے
کہ دونون کو زنہار پاتا نہ تھا
یہانتک کہ پہونچے وہ لشکر مین آ
اُنھون نے بیان کر دیا جملہ حال
وہ عبداللہ جو ابن طیار ہین
چلے شام سے اور کیا اک جوان
وہان جاتے ہی کی اُنھون نے کمین
اور اُس رات اُنمین چاندنی تھی کھلی
ملے اُنسے ہونے لگی کارزار
لگے قتل کرنے اُنھین کر کے جنگ
زرہ پہنے سینہ پہ اُسکے وہین
مسلمانون نے کر کے پیچھا اُنھین
جو باقی رہے باندھ اُنکو لیا
دیا چھوڑ پھر قیدیونکو وہین
کہا اُنسے جب تک نہ آؤن یہان
معابد نصارا قریب اُنکے تھے
سو گھوڑونسے اترے وہ غازی جوان
سرون کو قتیلون کے لٹکا لیا
اور ہانکا اسیرونکو لشکر تلک
زبان پر تھے سب کے درود و سلام
پڑی فوج مین کھلبلی آنکے
سر اُس دشمن دین میخال کا
گئے اور بطلوس سے یہ کہا
اور آنکھونسے اپنی وہ دیکھ حال

ہم اُنکو وہ ہمکو لگے مارنے
اجل کو دین اُنسے گئے خوب لڑ
اور اُنکے مراتب ہین یارو رفیع
نہ گذری تھی ساعت کہ سو مسلمین
کہ جُہنی ہین وہ قوم سے اور نفیس
اور عُمیر دا میہ کے بھی واسطے
سوار شتر نہ فرس تیز پا
پکارا چلو جلد اہل غزا
سنا غازیون نے تو گھوڑے سنبھال
شجاعت مین سورونکے سردار ہین
معابد سے ہمراہ اُنکے وہان
یہانتک کہ شب ہو گئی بس وہین
لگے کہنے تکبیر یہ سب جری
کہا اسمین عبداللہ نے یون پکار
اور اُنکو پکڑنے لگے بدرنگ
جڑا نیزہ اور گر پڑا وہ لعین
کیا قتل و قید اور لوٹا اُنھین
مسلمان قیدی لیے سب چھڑا
کیے پانسو مومن اُنپر تعین
تم اس جا سے ہونا نہ ہرگز روان
قسم کھاتے تھے اور سب وقتے تھے
شہیدونکو کر دفن اپنے وہان
اور آگے کو میخال کا سر کیا
لیے ساتھ سب جنس لشکر تلک
یہی عادت اُنکی تھی اور یہی کام
اور اعدا تھے دیوار و در دیکھتے
تھا آگے ہی برچھے پہ رکھا ہوا
ہوا سخت ترا اُسپہ یہ ماجرا
سراپا ہوا غرق بحر ملال

وہ تھے قیسؓ حارث کے ہمراہیان
کہ تھی شہر رودھا کی جنکو کمان

وہ تھا ذمیون مین یہ دی لا خبر
کہ اہل طحا اور ملعون وہ خر

وہ سوچے کہ دریا ہی وانپر روان
بس آنکے اور اہل عرب کے میان

یہانتک کہ پہونچے لڑائی مین آ
کہ جسطرح ہی ہم نے اوّل لکھا

دیا پھر انھون نے بھی انکا جواب
تکبیر و تہلیل وہین شتاب

لگا ہونے شدت سے واںپر قتال
کھڑکنے لگین خوب تلوار ڈھال

تعین تھے یہ پورب کے میدان پر
بڑھے کافر و نیر ہوئے حملہ گر

کیا قتل اور یون ہین فضلؓ دلیر
طحا والے بطریق پر مثل شیر

زیاد ابن ابو سفیان لیکر کے تیغ
گئے اسپہ مارا اسے بیدریغ

سوے بحر انمین سے بھاگے جو تھے
وہ دریا مین سب ڈوبکر مر گئے

لے آئے وہین پاس دیوار کے
اڑا دین وہین گردنین مار کے

وہین زیر دیوار دریا کی سمت
جو ہی جانب شرق بہنسا کی سمت

پلٹ آئے وانسے مسلمان کل
بنا لکڑیون کا وہان ایک پل

اور ہراک طرفسے لیا گھیر اسے
کہ نو ماہ تک اسکو گھیرے رہے

اور اس شہر والون نے کی صلح تھی
پھر اک شخص پاس انکے آیا کوئی

کہ تھا ذات لابراج کا کوتوال
گئے اہل یا انسے کرنے قتال

وے لے قیس حارث کے جا کر کے پاس
لیا اذن تا جائین وان بے ہراس

سو وہ مرد غازی انھین دیکھکے
اسی وقت تکبیر کہنے لگے

سو پڑھ پڑھ کے سب نے درود نبیؐ
کیا حملۂ سخت یکبارگی

زیادؓ ابن سفیانؓ اور فضلِ شیر
وہ مسلم جو ہین بن عقیلؓ دلیر

جوان مرد قعقاعؓ پھر لیکے تیغ
بڑھے حاکمِ قلعہ پر بیدریغ

بڑھے اور اسے کر کے وہین دو نیم
جو بطریق تھا ان سبھون مین عظیم

سو جب رومیون نے یہ دیکھا قتال
تو بھاگے وہ دے پشت بدحال

بہت انمین ڈوبے لیے کچھ پکڑ
کہ تھے تیس سو اور انکو جکڑ

سو بطلوس اور اسکے جو ساتھ تھا
ہراک انکو اوپر سے تھا دیکھتا

ہوئے دفن حضرت امیر زیادؓ
اور اسجا ہی دی تھی شجاعنکی داد

بہت سے دبے اسپہ پھر سنگ ڈال
اور آئے چلے غرب کو بے ملال

رسد بھیجنا امیر خالدؓ کا امیر غانمؓ کو جانا واسطے تاراج کے مع حال متعلقہ

روایت کی راوی نے اور یون کہا
کہ اس شہر کا ایک در تھا چھپا

کہ جو دیکھتا اسکو کہتا تھا غار
اور اس تل کو سب جانتے کوہسار

اسیواسطے یہ نہوتے تھے تنگ
ادھر سے نکل جاتے تھے بیدرنگ

یہ دروازہ شاہون نے جو پہلے تھے
نکالا تھا اسواسطے جو گھر سے

جہان پہلوان تیغ حق نے کیا
وہان فتح قیوم جب کر دغا

غذا انکی شہد و برنج اور اور
یہان سے انھین پہونچی بیفکر و غور

کہ تھے برگزیدہ وہ دو سو سوار
شتر اور استر بھی دبے باردار

جو تھے عرفجہ مرد غازیؓ دلیر
کہ تھے جانب تیغ حق سے امیر

غرض جب یون ہین پہونچے منذرؓ
کہ تھا وہ پہاڑون مین وانپر بنا

جلا اور بلا کر اک اہل سریر
کہ تھا نام میخال اور بس شریر

گزیدہ ہزار آدمی نامور
اسی رات قیوم کی راہ پر

سو نکلا اسی در سے جو تھا چھپا
اندھیرے مین شب کو اور اک چلا

یکایک جھپٹکر سب انپر پڑے
اور آپس مین دونون وہان لڑ گئے

کہ کی بو محمدؓ نے مجھکو حدیث
کہ ہزمی ہین اور ہین وہ نیکو حدیث

زمین دوز باب الجبل کے تلے
تھا ٹیلا وہان وہ تھا اس کے تلے

اور اک آدمی ہاتھ مین لے وہ بس
نکلتا تھا اس راہ سے شب کو بس

لیے مشعل و شمع راتونکو یہ
نکلتے تھے بے فکر گھاتون کو یہ

تو اخبار و اسباب ادھر سے آئے
نکلنا ہو جسکو ادھر سے وہ جائے

تو چاہا رسد جائے قیوم سے
صحابہ کو دریا کی جانب سے لے

تو بھیجا سپہدار غانم نے وان
میاسؓ ابن جازم کو دیکر جوان

اور آتی وہانسے رسد انکے پاس
تو قیوم پہونچی جو جا کر میاس

انھون نے رسد انکو دیدی تمام
پھرے بہنسا کو وہ لیکر طعام

یہ گذرا یہان اور بطلوس کو
خبر یہ ہوئی تب تو وہ زشت خو

نہایت شجاعت مین مشہور تھا
کہا اس سے تو ساتھ لیکر کے جا

وہ منذر جو ہی بھیجو وان کمین
نکل آئیے آدین جو وان مسلمین

یہانتک کہ پہونچے سب اس پریر
رہے چھپ کہا جب وہ مومن حشر

کیا مومنون نے قتالِ شدید
یہ کہتا ہے راوی کہ جو ہی سعید

انھین بو العلیؓ سے یہ پہونچی خبر
کہ شداد بن اوسؓ جو ہین شیر نر

پھرا عرض دیوار شہر و حصار
یہ ہی حال انکا ہوا جو بیان
کیا سوے قیوم انکو روان
سو پہونچے وہ جا کر جو قیوم پر
پھرے سوے خالد کہ وہ تھے مقیم
اور ہین ذوالکلاع اور مالک دلیر
گھرا قلعہ چوبیس دن تک رہا
جو بیٹا ہی رافع کا اور پھر اُسے
ہوا اسطرح ہم پہ ظاہر غبار
سو ہم دوڑ کر ہو گئے سب سوار
یہ اسکا سبب تھا کہ بطریق دون
ہوے مستعد دونون امداد کو
تھے ایام آغاز طغیان نیل
دیا تھا اُنھین تو پر یہ غبی
مقیم اُس جگہ تھے امیر زیادؓ
کرو قتل ان اپنے اعدا کو یان
اور اوپر سے دیوار کے بھی تو نہین
مسلمان اُنسے مقابل ہی تھے
وہ گنتی مین ہوتے تھے سب بیخ ہزار
امیر زیاد اور اُسکے رفیق
مسلمان جو باقی تھے ہو کر سوار

کہ اُسپر پھرین دو برابر سوار
وسے خالد شیر نر سے وہان
ہوئی اُنمین اُنمین لڑائی وہان
کیا فتح کچھ دن اُسے گھیر کر
سنو تو یہ مین جو وہ ہی عظیم
جو مشہور وا شہر ہین مانند شیر
تو شدت سے قتل اُس جگہ پر ہوا
یہ منہال کے باپ سے اور وہ تھے
کہ گویا ہوئی صبح روز شمار
ہوئی صبح بھی ساتھ ہی آشکار
طرفہ شہر کا جس مین ہین بس ستون
چلے جانب بہنسا جنگ جو
اترنے کے گھاٹ اُن دونون تھی قلیل
چلے آئے تا قلعہ یکبار گی
لیے ساتھ مردان صاحب جہاد
کہ آئے ہین دینے کو خود اپنی جان
لگے اُنکو للکارنے وہ لعین
کہ اور اُنپر آکر جو رومی گرے
تھے اصحابؓ دو سو زرہ کے شمار
ہوے بحر ہیجا مین ایسے غریق
لگے کرنے اُنسے وہان کارزار

سب ہتھیار اپنے لگائے ہوے
بلا ابن صدیقؓ و فاروقؓ کو
طوالت سے اُسکو کیا مختصر
مہینے سے کم مین اُسے فتح کر
ولیکن ابوذر غفاری تبار
اُنھون نے جو کفار کی گردنین
یہ کہتا ہی راوی خبر دی مجھے
رفیقان اشتر سے اُنکا بیان
شب ماہ تھی اسطرح وہ کھلی
صلیبین تھین تیس اور جنگی سوار
سوا اُسکے بطریق وہ دوسرا
سحر ہونے پائی نہ تھی آ گئے
جو تھے یوسفی بحر کے گھاٹ پل
نہ آگہ ہوے مومن اور یہ لیام
کہا مالک اشتر نے تم اے عرب
بڑھ آئے وہ کفار لڑنے لگے
اسی طرح قلعہ سے تا جان بیچے
اور آئے تھے دریا کی جانب سے جن
یہ تھے سارے ہمراہ حضرت زیادؓ
کہ نکلے نہ وہ اور ہوے وان شہید
کیا صبر سب نے بزرگونکی طرح

پھرین اپنے گھوڑے اُڑاتے ہوے
کہ ہین عبدرحمنؓ و عبداللہ جو
کہ ہی فتح بہنسا کی اُسمین خبر
غنیمت کا اُسمین ہے مال و زر
وہی بو ہریرہ جو ہین نامدار
اُٹھائی تھین جون کر چکا ذکر مین
یہ قیسؓ ابن مالک نے منصور ہے
یہ ہی ڈر کو گھیرے تھے ہلوگ ان
کہ گھوڑے دیکھے اور سنی کھڑکھڑی
تھے اک اک کے ہمراہ اک اک ہزار
کہ حاکم جو تھا ذات الابراج کا
اور ہر اک طرف قلعہ کے چھا گئے
مسلمانون نے لے لیے تھے وہ کل
چلے آئے پورب کے در پر تمام
کرو بحر پیچھے کو لو نام رب
وہ رومی بھی قلعہ سے کچھ کہتے تھے
عدو سنکے بھی بھونکنے لگ گئے
کہ پہلے ہوا انکا جیسے بیان
کیا پھر انھون نے وہان پر جہاد
کرے انپہ رحمت خدائے مجید
ہوے اُن بزرہ پہ وہ گرگو کی طرح

آنا حضرت قعقاعؓ کا مع دو ہزار سوار اور پہونچنا حضرت رفاعہ کا بھی مع یکہزار دلاوران کے

کہا راوی نے جب سنی یہ خبر
کھڑے ہین نشان اور چالیس ہزار
انھون نے دیا پار سے یہ جواب
تو سنتے ہی قعقاع نے بیدرنگ
الٰہی تو تحقیق ہی جانتا
ہوے پار بھیگا نہ گھوڑیکا بال
لگے کرنے شدت سے وان کارزار

مسلمانون نے تھے جو ادھر ادھر
پڑے مومنونکے ہین دریا کنار
کہ پورب کی جانب سے آئے شتاب
دیا ڈال دریا مین جھٹ پٹ کرنگ
کہ موسیٰ کی امت سے ہم ہین سوا
طرف قلعہ کے جسطرف بحر تھا
کہ اکبار گی اُس مین اُٹھا غبار

تو آئے وہ پورب کی جانب شتاب
پکارا اُنھون نے کہ ای مومنو
یہ ملعون ہمیشہ زرہ او دغا
پڑھی بسملہ اور پھر یون کہا
فضیلت مین نزدیک تیرے کریم
اتر کر سکے پورب کی جانب یہ یار
رفاعہؓ تھے بس اسمین ابن زہیر

سو دیکھی وہان تیغونکی آب و تاب
سنو حال کیا ہی تمہارا کہو
نہین دیکھتے ہو کہ کرتے ہین کیا
علیٰ برکت احمد مصطفےٰ
پھٹا اُنکی خاطر سے بحر عظیم
کیا بحر کو پیچھے تھے دو ہزار
ہزار اُنکے ہمراہ مین تھے دلیر

ہر اک جا پہ تھی خون کی یون بہا
کہ گویا کھلا دشت پر لالہ زار
کوئی سرو سان خاک پر ہے پڑا
کوئی سنبل شمشاد حیران کھڑا

کوئی غنچہ لب خاک سے ہے بھرا
کوئی نرگسی چشم حیرت فزا
ہوئی شدت جنگ پھر شبکو وان
ہوے قفل دروازونپر مومنان

مسلمان تھے رومیون مین کھڑے
وہ آتے تھے اُنپر پرے کے پرے
وہ ملعون بھی کرتا تھا اُنکی مدد
اگرچہ بہت تھے زردسنے عدد

کبھی باب فندوس پر جا گرا
کبھی باب توما پر آکر لڑا
مگر جو کہ اُنسے الگ ہو گئے
دیا گھوڑونسے گر کے کافر رہے

اسی طرح لڑتے رہے صبح تک
پھر اسمین گئی صبح وانپر جھلک
سو دیوارونپر چڑھے اہل فسوق
بجانے لگے سنکھ قرنا و بوق

قلعہ کے کیے بند در بھی وہین
دئے ڈال ہر اک مین قفل آہنین

آنا فوج طنجا و بطریق ذات الابراج کا اور بعد مقابلہ شہادت حضرت زیا

خدا پاک نے صبح کی جسگھڑی
نمازِ سحر مومنون نے پڑھی
اور آئیے طرف کھیت کے دیکھئے
ہوا قتل ہے کون کون ہم مین سے

سو تھے آدمی بیس اور یان سے
وہ تا باب فندوس توما سے لے
شہادت پر اُنکا ہوا خاتمہ
کیا حق نے انکا بھلا خاتمہ

شہید آہ ہم بھی اگر ہون شہید
ملے ہم کو دیدار ربِ مجید
کہا راوی نے انکا دیکھا جو حال
مسلمانون نے یہ تو روئے کمال

سپہدار غانم کو سب سے ملے
الم تھا کہ زیرِ علم اُنکے ہلے
ہوے قتل اور اُنمین تھے وہی بیش
جو سادات و اعیان تھے از قریش

بنی ہاشم اور تھے بنی مُطلب
تھے چیدہ جہان کے بنی مُطلب
سو مسلم نے جو بھائیونکا یہ حال
نگہ کر کے دیکھا ہوے بس نڈھال

وہ فضل ابن عباسؓ جعفر کے پور
اور عبداللہ جو تھے بڑے اُنمین سور
اور اکثر بنی ہاشمون نے یہ حال
جو دیکھا تو انکو ہوا غم کمال

وہین راہوار و نسے اپنے اُتر
ملے اُن شہیدونسے با چشم تر
پھر اشعار پڑھنے لگے یہ ہمام
شہیدونپہ رو رو برنگین کلام

کہ اے آنکھ رو اور نہ تھم رونے سے
بہا اشک برسے ہے جیسے غمام
رُو اُنپر کہ جو نسل ہاشم سے ہین
وہ ہین سارے ہمقوم خیر الانام

اور اُس شیر پر رو جو ہے ابن عم
نبی کا وہ جعفرؓ ہے شیر ہمام
شہیدونپہ رو اور نہ تھم جب تلک
ہے برق اور گونجین کبوتر مدام

نہ پہونچیگی بطلوس کو بہتری
نہ اُسکی سپہ کو کہ جو ہین لئام
ہم اے قوم لیوینگے اُنسے عوض
کرین تیغ و نیزہ سے انکو تمام

کہا راوی نے مومنون نے وہین
چھپایا شہیدونکو زیر زمین
سپہدار غانم نے پھر بیدرنگ
کیا افسرونکو تعین بہر جنگ

ہر اک در پہ اس شہر کے مورچا
لگایا کہ ہون تنگ وہ بے حیا
سپہدار و سادات ہاشم نژاد
اور اور انہین کے جیسے حضرت زیادؓ

جو ہین ابن ابو سفیانؓ و ہاشمی
اور اُنمین ولید اور اخ اُنکے جری
محمدؐ اور ہین وہ اسامہؓ دلیر
جو ہین زید کے پور مانند شیر

اور ایوب انصار بھی اُنمین ہین
مگر ساتھ کنیت کے اُنکو کہین
انھین مین فضالہ ہین ابن عبیدؓ
اور ابن حذیفہؓ ہین از بس سعید

اور ابن حصین عمروؓ پہلوان
ہین رافع وہ ابن خدیج جوان
اور ہین بودجانہ و جابر دلیر
جو ہین ابن عبداللہ وہ نرہ شیر

جو اُنکے سوا تھے وہ سب ایک جا
ہوے مستعد بہر جنگ و غزا
وہ قعقاعؓ ابن عمروؓ شرزہ شیر
مسیب نجیبہ فزاری دلیر

اور افسر شمال اُنکے ہمت و تمام
کیے دو ہزار اُنکے ہمرہ سوا
دیا مورچہ اُنکو باب الجبل
کہ روکین اُنھین کر کے جنگ و جدل

مغیرہؓ بن شعبہ عالی مکان
اور حضرت ابی رلبابہ جوان
تھے مہلب بھی اور اور جنگی سوار
کیے اُنکے ہمراہ بھی دو ہزار

کیا باب توما پہ اُنکو تعین
جو ہو کر حصاری وہ قوم لعین
لگے کرنے سامان جنگ حصار
تھی دیوارونپر مورچونکے سدھار

رہے اسطرح کرتے وہ ایک ماہ
لڑین دونون ہرگز نہ اُسمین سپاہ
اور ہو کر کے بطلوس ہر دن سوار
لگائے سب ہتھیار جو آئے کار

اسی گھوڑے پر حال جسکا لکھا
اسی جنگ مین پہلے ذکر کیا
گذرتا تھا ہر برج و دیوار پر
لیے ساتھ لوگونکو ایدہر اُدھر

لیے اپنے ہاتھو مین شمشیر تیز
وہ بھرتے تھے جویائے جنگ و ستیز
سنہری لیے سب کمان اور خدنگ
بزعم خود ہر ایک خود خیرہ جنگ

یون ہین وہ زیاد ابن سفیان امیر　　مغیرہ مسیب اور سارے دلیر
عرب کے مقابل جمے وہ تمام　　سنو دشمن دین بطلوس نام
کبھی قلب مین جا کے کرتا قتال　　تھے گرد اس کے کفار نکبت مآل
کہ دین موت کو ہنسنے جا ہین کڑ　　گئے ہم امیرون کی باتون سے لڑ
کہ کثرت سے کمبخت تھے جمع وان　　اور ہمکو نہ تھا کچھ کمین کا گمان
لیا گھیر ہمکو وہان مثل صید　　کہ جون کالے اشتر پہ داغ سفید
سو شاباش ہر ہاشمیونکو وان　　اور عثمان عفان کے بیٹے ابان
لڑا قلبگہ مین وہ مردک لعین　　ہوئے اسسے زخمی بہت مومنین
ہوا اسکا جو یندہ جو مرد دین　　چڑھا دانون پر وہ کافر نہین
اور ابن نجیبہ مسیب جوان　　لگے کہنے لے آؤ انکو یان
ان اونٹونکو پھر اپنے آگے رکھا　　سیاہ مسلسل پہ حملہ کیا
وہ جو تیر انداز تھے سخت کمان　　کیا اونٹ گھوڑونکو انپر دوان
سو بطلوس نے جبکہ دیکھا یہ حال　　کہ اسکی سپہ پر پڑا یہ وبال
اسی طرح لڑتا تھا کھا پیچ و تاب　　یہانتک کہ غائب ہوا آفتاب
یہ غالب ہوئے اور ہوے وہ ذلیل　　بڑھے انپہ پھر جعفر ابن عقیل
کھڑا تھا جو سردار انکا بڑا　　کلیجے پہ جا اس کے برچھا جڑا
ہوئے یہ تو لڑکر وہین پر شہید　　تو بھائی علی ان کے جو تھے سعید
اسی طرح سے زید ابن زیاد　　لڑے خوب اور دی شہادت کی داد
پھر اسمین لڑائی نے مارا وہ جوش　　کہ اڑنے لگے ہوش کے وانپہ ہوش
جو دیکھا بنی ہاشمون نے یہ حال　　ہوا بھائیونکا انھین بس ملال
گئے شہر کے در تلک مارتے　　سمون پر سر کافران وارتے
نہ تھا معرکہ حشر کا تھا مقام　　قیامت نے وہان پر کیا تھا قیام
کہین سر کہین پاؤن تن تھا کہین　　سسکتا کہین تھا تڑپتا کہین
کسی کا بدن ناوکون سے چھنا　　کہ جون خانہ زنبور کا ہو بنا
کوئی خون چکان شہر کو ہر روان　　کسی کے لبون پر ہی آہ و فغان
اندھیرے مین پیکان تیر خدنگ　　چمکتے تھے ہر سمت جگنو کے رنگ
کمان کے جو قبضہ پہ قبضہ کیا　　اسے بائین پنجہ مین بھر کر لیا
کیا تیر چپ کو کمان راست کو　　ترازو کیا بے کم و کاست کو
کہا کچھ نہ کچھ پھر تو چٹکی ہلی　　وہ تیر قضا یا کہ بجلی چلی

ہوا خوب ان پر قتال شدید　　مسلمان ہوئے اسنے اکثر شہید
سو سے میمنہ گاہ کرتا تھا آ　　کبھی سوے چپ جنگ کرتا تھا جا
کہا راوی نے بس کیا ہمنے صبر　　ہوا اگرچہ ہمپر وہان سخت جبر
ہوئے قتل دونون طرف بے شمار　　کھلا پر نہ کفار کا حال زار
کمین سے جو نکلے ہمارے وہ پس　　اور آ گے وہ زنجیر والے تھے بس
ہوئے قتل اس جا پہ اکثر امیر　　سپہ بھی ہوئی قتل وہان پر کثیر
نشان والے اپنے نشانون سے خوب　　لیے ساتھیونکو لڑے ڈوب ڈوب
ہوے اس سے مقتول اکثر جوان　　گرے معرکہ مین بہت پہلوان
کہ جاتا تھا گھس رومیون مین شریر　　پھر اسمین وہ قعقاع مرد دلیر
کرو سامنے انکے اک تازیان　　سو لائے انھین ہانک کر غازیان
بنایا ان اونٹونکو اپنی سپر　　بڑھایا پھر انپر ہوئے حملہ گر
لگے مارنے قتل یان تک کیا　　کہ زنجیر والے ہوئے سب فنا
مسلمانون نے جب لیا انکو مار　　تو جھنجھلا کے وہ مردک نابکار
پھر اللہ نے اہل اسلام پر　　مدد اپنی بھیجی سر شام پر
کھڑا رومیونکا تھا وان ایک غول　　انھین مین گھسے بادل بے ملول
تو لی راہ دوزخ کی اسنے وہین　　مگر جھک پڑے انپہ رومی لعین
بڑھے اور گرا کر کئی وہ بھی مر　　ہوئے اس جگہ پر شہید آن کر
خدا انپہ رحمت کرے تا قیام　　کہ اسلام نے ان سے پایا نظام
سمٹ کر ہر اک سمت سے مومنین　　بڑھے کافرون پر بصد خشم و کین
گھسے مثل شیر غضبناک ہو　　گرے رومیون پر وہ بے باک ہو
ہوا قتل نزدیک باب جبل　　لڑے باب بحری پہ جم جم کے یل
بہین نہرین وہان خون کی جا بجا　　ہر اک غرق تھا خون مین سر تا بپا
کسی کے ہوا تیر سینہ سے پار　　کسی کے لگا نیزۂ آبدار
تڑپتا تھا کوئی کہین نیم جان　　کوئی رہ گیا سرد ہو کر وہان
لیے حورین جام شراب طہور　　شہیدونکو اپنا دکھاتی تھین نور
سپہدار غانم نے لیکر کمان　　نکال اپنی قربان سے تیر وان
اور اس چلہ سے چٹکی چٹکی جو دان　　تو چلائی چرچر وہ چاچی کمان
جو کھینچا لب تیر نے آن مین　　نہ جانے کہا آ کے کیا کان مین
پیام اجل اسکو پہونچا دیا　　بجاے دل اسکا وہ پیکان ہوا

تو پڑھ پڑھ کے لاحول رونے لگے
کہا تم پہ اللہ رحمت کرے

تھے مشرک مرے پانسو دو ہزار
کہ بیس اُنمین سردار تھے باوقار

وہ سب صاحبِ دولت و جاہ تھے
نشینندۂ پہلوے شاہ تھے

جمع ہونا امرا کا پاس بطلوس کے و جنگ روز پنجم و شہادت جعفر و علی رض

روایت ہے جب شہ نے دیکھا یہ حال
ہوا سخت رنج اُسکو حد سے کمال

پھر اٹھا خیمہ مین اور گرد و پیش
وہ بیٹھے جو تھے اُسکے سردار خویش

رکھا اُسکے آگے طعام و شراب
نہ کھایا کہ تھا غم سے وہ دل کباب

پھر اپنے امیرونکی جانب پھرا
اور اُنکو جھڑک کر بہت یون کہا

نہین تم مین شاہونکی خدمتکا ڈھنگ
نہین تم مین کچھ پاس ناموس و ننگ

دلو نہین تمہارے ہے کیسا ہراس
شجاعت سے کیون ہو گئی تمکو یاس

ہوے تنگ اِن اپنے کامونسے تم
رہوگے بھلا پاس شاہونکے تم

اُنھون نے کہا آج اے شاہ ہم
نہین لے گئے ساتھ ساز و حشم

عرب کی شجاعت کا ہمکو گمان
نہ ایسا تھا جو آج دیکھا یہان

کہا پھر تمہاری ہے اب کیا صلاح
کہ ہے ذلت و عار مین ہی فلاح

کرلی چھین تمسے اُنھون نے صلیب
خجالت ہوئی یہ تمہارے نصیب

کہا تب اُنھون نے کہ اے بادشاہ
کہ کل خوش تو ہوویگا کرکے نگاہ

کہ چھپکر لگا دینگے ہم اپنے گھات
نکلکر ہم اُنکو وہان دینگے مات

کرین اک جماعت کو زنجیر مین
جو اُستاد ہین اس فن تیر مین

رکھین بھر کے صندوق تیر اُنکے پاس
کہ برسائین تیر اُنکو وہ بے ہراس

کہ ہے عادتِ روم کرتے ہین یون
یہ ہے بس قتال اُنکا سخت و فزون

نہ دیوینگے ہم شہر اپنا کبھی
اگرچہ ہون قتل اسطرح ہم سبھی

ہوئی اُنکے کہنے سے شہ کو امید
تو بلوا کے چالاک اُسنے برید

کیا سوے بطریق طلخار روان
جو تھا قلعۂ آراج کا حکمران

لکھا اُسکو خط اور سپہ کی طلب
روانہ کیا اُسکو ہنگام شب

اور اُسکے تھے ہمراہ مین دس ہزار
جوان رستم وقت و اسفندیار

سو جب اُسکو پہونچا وہ خط بالیقین
تو اُسنے کیا ساز پیکار و کین

کہ آویگا ذکر اُسکا انشاء اللہ
کہا راوی نے یان بے اشتباہ

سحر کی پڑھی مومنون نے نماز
چڑھے اپنے گھوڑونپہ پھر کرکے ساز

صفین باندھ کر اپنے موقف پہ جا
کھڑے ہوگئے جیسے پہلے لکھا

سپہدار غانم نے للکار کر
کیا لوگونکو مستعد جنگ پر

مغیرہ کو کر اپنی جا پر کھڑا
پھرے اہل رایات پر جابجا

کہا اُنسے باگونکو تھامے رہو
سبھی برچھے ہاتھونمین سیدھے رکھو

کہ جسوقت دشمن ہون تمسے بہم
کرو حملہ اکبار لیکر خدم

نہ دو خوف و دہشت کو تم دل مین جا
کرو صبر ہے جس سے راضی خدا

امیرونکو جسطرح روز نخست
کیا تھا اُسی طرح رکھا درست

ہوے وہ نہ گھوڑونپہ ہرگز سوار
شہیدونکو پہلے کیا دفن یار

اُنھین کپڑونمین سرخ بس خون سے
رکھا اُنکو آئین مسنون سے

سنبھلنے نہ پائے تھے یہ اہل روم
مقابل مین آئے بفر و ہجوم

وہ کچھ بڑبڑاتے تھے اُنپر لعین
اُسی اپنی بولی مین آکر قرین

یہ کھائی مسیحا کی ملکر قسم
نہ بھاگین گے ہون گرچہ سب قتل ہم

ذرا ٹھہرے وہ اور وہین پنجہزار
غلامون سے جلدی سے کھدوائے غار

اُنھین مین جو تھے تیر افگن شریر
گئے بیٹھ اور رکھے صندوق تیر

صفین تین کین اپنی وانپر کھڑی
اور آپس مین زنجیرونسے تھین جڑی

کہا راوی نے مجھکو پہونچی خبر
سنا اُنسے جو ہے راوی معتبر

زیاد اُسکو کرتا ہے حارث سے
روایت صحیح اور اُسکو یہ ہے

خبر اُس سے جو ہے وہ عبد الغوث
نہین کذب کا اُسمین ہرگز حدوث

یہ تھے اہل رایات کہتے ہین یون
کہ ہم چاہتے تھے کرین غرق خون

کہ رومی ہوے ہم پہ آ حملہ گر
برابر ہی اکبار پر خاش خر

ہوا حملۂ میمنہ اپنا بھی
ہوا قلب سے قلب غث پٹ سبھی

صفین تھین مسلسل جو زنجیر مین
ہوے تیر دست اپنے وہ تیر مین

سو اُنسے نکلتے تھے بس دس ہزار
کہ جون اک کمانسے تھی اُن سبکی مار

مثال ملخ تھے وہ سب منتشر
کہ تیرونکا تھا سیل ہر دشت و در

ہوے اُنسے زخمی ہزارون جوان
ہوے قتل اُنسے بہت پہلوان

سواران تازی کا منہ پھر گیا
مگر افسرون نے تو سا کھ کیا

وہ فضل ابن عباس جو تھے شیر نر
اور اُنکے برادر ہوے حملہ ور

وہ سادات جو وان تھے ہاشم نژاد
اُنھون نے شجاعت کی دی خوب داد

رکھے تاج سر پر جواہر نگار
سواران رومی نے حملہ کیا
تو پھر دوسرے آ ہوے حملہ گر
سوا اُن کے اولاد حضرت عقیلؓ
اُٹھائے تھا اُنمین جو کافر صلیب
گری خاک پر وہ صلیب ایکبار
مسلمان گرد اُس کے خود ہو گئے
اور اُن فضل نے دیکھ اُنکا ہجوم
دبا کر اُنھین قتل اُنکو کیا
کہ یہ ہی مری اور نہین غیر کی
سوارون مین اور اُسنے اُسکو لیا
لگا ہونے شدت سے اُنمین قتال
کسی کے ہوا تیر سینہ سے پار
اور آنکھین جوانون کی پتھرا گئین
تھی ہمراہ اُس کے سپہ پنجہزار
ہوئے زخمی بھی اُنمین اکثر جوان
پراگندہ اُن سے ہوا میسرہ
مسیبؓ نجیبہ فزاری وہ یل
جما اُنکے زرہ ہونپہ خون اسطرح
وہ تھا مثل برج اُسپہ حملہ کنان
کہ پیچھے سے اس کے ہوا ایک وار
جو نیزہ کو کھینچا گرا خاک پر
کہ قاتل ہوے کون بطریق کے
لڑائی گئی جم پھر ایسی وہان
خشاخش وہ نیزونکی ہونے لگی
جٹے شام تک پر تہ کافر رہے
ہوئے مومنین قتل دو سو پچاس
وہ شب دونون فرقے نگہبان رہے
اور آتش جلا کر سو گئے کھیت مین

کہ جون چرخ پر نجم کی ہو بہار
مسلمانون کے میمنہ پر جو آ
وہ فضل ابن عباس جون شیر نر
اور عبد اللہ بن جعفر اور اصیل
کیا فضل نے اسپہ حملہ مہیب
ہوا دیکھکر اُسکو بطلوس زار
تھے فضل اُن لعینونکو روکے ہوے
کیا انپہ اک حملہ سخت و شوم
ہوئے جمع دہان مومنان خدا
پھر آئے پلٹ اور اُٹھا خود ہی لی
وہین جا کے خیمہ مین پھر رکھدیا
ہوا گرم بازار جنگ و جدال
کسی کے لگا خنجر آبدار
تحیر سے عقلین بھی چکرا گئین
امیر اور یکہ گزیدہ سوار
کیا صبر لیکن نہ چھوڑا مکان
کبھی میمنہ اور کبھی میسرہ
برا ابن عازب معاذ جبل
کلیجی ہو بس اونٹ کی جس طرح
سفینہ گئے ہین جو سب کے میان
سنان کا کہ وہ ہو گیا خوار و زار
تو اترے وہان کچھ جوان بے خطر
تو بس وہ زیاد ابن بو سفیان تھے
کہ کٹنے لگین گردنین ناگہان
کہ مرگ و قضا ملکے رونے لگی
کٹے سیکڑون پر نہ ہر گز ہٹے
خوشی سے شہادت کے پیکر گلاس
تلاوت مین سب اہل ایمان رہے
پڑے تھے شہید اُن کے جو بیچ مین

صلیبین تھین اور تھین وہان جھنڈیان
تو یہ خوب ٹھہرے جمے لڑ گئے
سوا اُن کے فضل اُنکے عمزاد تھے
جو تھے ہاشمی اسطرح سب لڑے
کیا اس کے سینہ پہ برچھے کا وار
ہلاکی کو سمجھا وہ اپنے قریب
تو اُس تک پہونچے وہ ملعون جب
اور اُنکے بنی عم بھی اور اور جوان
لگے چاہنے اُسکو یون اُٹھا
اور عبد اللہ کو دی کہ دیدے اُسے
اور حملہ کیا فضل نے دوسرا
لگے چلنے آپس مین تیغ و تبر
بہا دشت مین اسطرح خون و عرق
جو دیکھا یہ بطلوس نے ماجرا
گرا سوئے جیب اُنکے وہ لعین
تھے فضل ابن عباس جون شیر نر
امیرون نے بھی خوب حملہ کیا
وہی زید خیل اور یکہ جوان
لیا گھیر اُنھون نے اک اُنکا گروہ
رسول خدا کے وہ مولا ہین نیک
گرا پیٹھ مین اُسکی نیزہ چھدا
کہ تالیوین اسباب اُسکا نکال
غرض رومیون نے جو دیکھا یہ حال
لگے چلنے تیغ اور برچھے بہم
لگے بڑبڑانے وہ رومی تمام
یہان تک کہ خورشید غائب ہوا
سعادت کے رتبہ کو حاصل کیا
درود نبی اُن کے ورد زبان
اُٹھایا اُنھین خوب پہچان کے

بہم جال سے تھین عیان جھنڈیان
قدم اُن کے گویا وہان گڑ گئے
اور عبد اللہ خود اُنکے بھائی سگے
کہ جسمون پہ سے سر بہت گر پڑے
ہوئی پیٹھ سے جو سنان اُسکی پار
گرے سب کے سب تا اُٹھاوین صلیب
پھرے پر خطر ہو کے یک لخت سب
ہوئے ساتھ مین اُنکے حملہ کنان
انھین فضل نے روک کر یون کہا
غلام اپنے مقبل کو جو ساتھ تھے
اور اوردن نے بھی ساتھ اُنکا دیا
جدائی لگے ڈھونڈنے تن سے سر
کہ ساری زمین ہو گئی اُس سے غرق
مسلمانون پر حملہ آور ہوا
کیئے قتل وہان پر بہت مسلمین
ہوے ہر طرف قہر سے حملہ گر
سوا اللہ قعقاع کو دے جزا
یہ سب ملکے ایسے لڑے بس وہان
کہ تھا اُسمین بطریق اک باشکوہ
یہ چاہا کہ اُسپر کرون وار ایک
ہوئی ریڑھ مین اُسکی خش خش صدا
کہا راوی نے جبکہ دیکھا یہ حال
تو ہلہ کیا سخت ہو کر نڈھال
دیے چاک کر خنجرون نے شکم
کہ کرتے تھے اپنی زبان مین کلام
تو میدان سے خیمہ کو ہر اک گیا
اور آرام فردوس مین جا لیا
رہے ساتھ قرآن کے تا امان
امیرون نے دیکھا اُنھین آن کے

جا تین انھون نے برابر صفین
جو اسپیس نے آکے غانم کے پاس
تو غانم نے لشکر کو کر کے درست
جو ایوب کے باپ نصار ہین
کہا راوی نے مجھکو پہونچی خبر
سعید ابن زید اُنسے کہتے ہین یار
اور اُنہین تھے ستر جوان اہل بر
ہوے دفن بہنسا ہی مین پنجہزار
ہوے پید لو نیز معاذ جبل
یہ کہتے تھے غانم میان صفوف
شجاعت کی سب مین ہمی شان ہے
کرے منزلت اُسکی از بس بلند
پکار اُنہین اصحاب رایات کو
لیے ساتھ اپنے نصارا گروہ
کہا راوی نے مجھکو پہونچی یہ بات
یہ کہتے تھے آئین صلیبین جو وان
تھے اک اک ہزار اور رہبان تھے
سنہری زرہ اور دل پر غضب
مجاہد نے پھر اُس سے ہو کر دوچار
وہ تھا شاہ کے تخت کا ہمنشین
الگ ہو نہین ہے یہ تیرا کفو
کہ تلوار ہی ہاتھ سے اُڑ گئی
نہ پائی جو شمشیر جا با پھر وان
نکل بائین کاندھے سے اسکے گئی
تو کفار نے دیکھ اسطرح وار
لیے حورین ہاتھون مین ساغر بھرے
کسی کے جگر سے ہوا تیر پار
اصقیلہ و بربر کے شہ نے اُسے
اور آویگا ذکر اُسکا انشاء اللہ

جو اسپیس جو اُنکے تھے پھر اُٹھین
کہا ای سپہدار نصرت اساس
کیے میمنہ میسرہ دونون چست
کیا میسرہ مین تعین پھر اُنھین
یہ قیس ابن عبد اللہ سے بے خطر
کہ تھین حاضر بہنسا دس ہزار
کہ اُنسے کسیکی نہین بڑھ کے قدر
صحابہ و سادات و اہل خیار
ہوے ساقہ اور عورتین نیز وہ اہل
کہ جنت ہے تحت ظلال سیوف
کہ نامردی اسباب خذلان ہے
سعی کو کرے اُسکی خود حق پسند
کہا اُنسے بھی بس اسی بات کو
زمیندار بھی ساتھ تھے باشکوہ
سنان ابن حارث سے اور از ثقات
کہا مین نے اک ایک کو بیگمان
با واز انجیل پڑھتے ہوے
کیا اُسنے میدان مین آکر طلب
کیا اُسکے سینہ سے برچھی کو پار
مبارز کو اُس نے بلایا وہین
مسیب اُس سے جا کر ہوے دوبدو
اور اک ضرب اُسنے وہان اُنکی
تو قعقاع نے چٹ بڑھا کر یہون
گرا خاک پر جان گو یا نہ تھی
کیا حملہ اسلام پر ایک بار
جھکین ہو منو نیز پر سے کے پرے
کسینے کیا دل پہ نیزہ کا وار
بہا پانسو اُسکے دینار تھے
اسیکی جگہ پر بلا اشتباہ

کہا جاؤ اور لاؤ اُنکی خبر
سپاہ عدو ہو تی تیار ہے
کیا میمنہ مین تعین فضل کو
جو قعقاع ابن عمرو ہین تمیم
انھین مالک ابن رفاعہ نے کی
وہ آنکھین کہ دیکھا اُنھون نے جمال
اور اصحاب رایات و اہل وقار
کہ آتا ہے ذکر اُنکا انشاء اللہ
کہ بیٹے جو ہین عبد قادر کے سعد
اور اللہ ہے صابرونکے ہی ساتھ
کرے صبر جو تیزی تیغ پر
کہ اللہ ہے صبر والونکا دوست
صفین کر چکے جبکہ غانم درست
نصارا عرب بھی لیے ساتھ تھا
وہ ہے اُسکو شداد بن اوس سے
کہا مین نے اتنی ہو مین صلیب
تھے کثرت سے لشکر مین اُنکے نشان
مبارز تو قعقاع اُسپر گئے
نکل آیا وہ ہین لعین دوسرا
چلا اُس سے لڑنیکو ازدی جوان
کیا وار اک اُسپہ تلوار کا
بچا وہ مسیب جوان مرد نے
دی شمشیر اُنکو وہین جھٹ لپٹ
گئی آگ مین روح اُسکی سدھار
اُٹھائے جو گھوڑے اُنھون نے ادھر
کسیکے ہوے پاؤن تن سے جدا
غرض دشمن دین جو بطلوس تھا
کھڑا جہت قلعہ وہ اسپ سوار
بدن پر تھی اُسکے سنہری زرہ

کہ لاتے ہو اخبار تم معتبر
ہر اک برسر رزم و پیکار ہے
کہ جو ابن عباس ہین نیک خو
کیا قلبگہ مین اُنھین مستقیم
روایت نہین فرق اسمین فرزی
رسول خدا کا بفضل و کمال
تھے اُس فوج مین چار سو دو ہزار
کہ کیسے لڑی جمکے دینی سپاہ
تھے ضحاک بن قیس بھی اُنکے بعد
زبردست ہے صابرونکا ہی ہاتھ
اور اُسکا ہو جب پاس حق کے گذر
کہ ہے تخم صبر اور باقی ہے پوست
تو بطلوس آیا مع فوج چست
اور آگے لیے اک صلیب طلا
کہ وہ اُس لڑائی مین موجود تھے
ہر اک کے تلے کافر بے نصیب
پھر اُسمین سے میر ایک نکلا جوان
ہوا معرکہ خوب دونون لڑے
غضب قتل سے اُسکے غصہ بھرا
کیا منع غانم نے اُسکو کہ ہان
سپر پر اُسے اس لعین نے لیا
لگے دیکھنے تا کوئی تیغ ٹے
جڑی وہنے کندھے پہ یون اُسکے جب
ملی اُسکو جا ہے جو بئس القرار
مسلمان بھی اُنپر ہوے حملہ گر
کسیکا ہوا سر بدن سے جدا
چڑھا اُس فرس پر جو ہے دیا
لیے برچھا اور اُسکی کرتا تھا داک
جواہر سے اُسمین جڑی تھین گرہ

مغیرہ نے قرآن سے دی ثنا — وہین سورہ اخلاص سرتا بپا
کہا پھر زبان نبی پر تمام — یہ پہونچا ہی ہم کو خدا کا کلام
کہا یون مغیرہؓ سے اُسنے شتاب — نہ دیکھا کوئی تجھسا حاضر جواب
نہ ای کاسنے تجھسا کوئی ذوی شعور — مغیرہ یہ بولے کہ ای بے شعور
نہین عیب کچھ مجھکو اسکا ذری — کہ یہ آنکھ راہ خدا مین گئی
کہ یرموک مین تجھسا کتا لعین — مقابل مرے آگیا تھا کہین
مری آنکھ کو اُسنے زخمی کیا — اُسے قتل کر مین نے بدلہ لیا
جو تھے اُسکے ہمراہ مارا اُنھین — ہی باقی تو اب اُسکا ہمسر لعین
کہ دائم ہی اور باقی ہی اور بڑا — اُسیکے لیے ہی جہاد و غزا
کہا قوم مین تیرے تجھسا ذکی — بھلا اور بھی ہی یہ بتلا کوئی
کہا پہلے تجھسے کہا کیا نہین — کہ ہین اہل علم اُنمین وہ بالیقین
کہ جنکا نہین ہی جہان مین جواب — کہ مین ایک بدوی ہون اُنکے حساب
جو دیکھے تو اُنکو جو ہین مرتضی — علی ابن عم رسول خدا
تو حیران ہوا ایسے ہین فرد ہین — وہ ہین حیدر و صفدر و صف شکن
اُنھین کی ہی تعریف مین ہل اتی — اُنھین کے ہی اوصاف سے لافتی
وہی غیر فرار کرار ہین — اور اللہ والونکے سالار ہین
وہی ہین علیؓ شیر پروردگار — وہی ہین علیؓ صاحب ذو الفقار
کہا وہ بھی کیا ساتھ لشکر مین ہین — شجاعت بہت اُنکی سنتا ہون مین
مین اب چاہتا ہون اُنھین دیکھنا — مغیرہ یہ بولے کہ تو ہو فنا
وہ رتبہ ہی اُنکا کہین کم نہ آئین — نہ تجھ جیسے کتے پہ وہ آپ آئین
کہا اور بھی اُنسا کوئی ہی وہان — کہا ہان عمرؓ سرور مومنان
بہت ایسے اصحاب ہین شان کے — ہین عثمان بھی بیٹے عفان کے
اور ہین عبد رحمن اور سعد و سعیدؓ — اور ہین بو عبیدہ امین و سعید
کہ دیکھے جو اُنکو وہ حیران رہے — یہ ہو رعب دائم ہراسان رہے
حجاز و عراق و یمن بصرو شام — ہین اُنمین امیر ایسے ہی بالتمام
کہ تجھ جیسے رتبہ مین گر ہون ہزار — تو اک اُنکا سبکو کرے خوار و زار
اور اس فوج کے جو سپہدار ہین — وہ اللہ کی آپ تلوار ہین
وہ ہین سیف حق قاتل ہر عنید — مظفر لوا خالدؓ ابن ولید
جہان پہلوان فاتح روم و شام — یل صف شکن صفدر نیک نام
امیر اُنکے سب ساتھ ہین باشکوہ — کہ جیسے ترے ساتھ ہین یہ گروہ
وہ اب آنے والے ہین یان باسپاہ — سپہ کیسی منصور اور رزم خواہ
پھر اُسنے کہا چاہتا ہون مین آپ — کہ ہووے ہمارے تمھارے ملاپ
یہ ہی آرزو ہو نہ جنگ و جدال — اُنھین دیکھون جنکا کہا تمنے حال
کہا راوی رحمت اللہ نے — کہ اُس کافر لعنت اللہ نے
یہ چاہا کہ اصحابؓ سے کر دغا — یہان پر کرون قتل اُنکو بلا
مغیرہؓ گئے یہ سمجھ اور کہا — کہ کل اُنکو لاؤنگا تو دیکھنا
تو خوش ہوگیا وہ لعین بدنہاد — چھپائے صحابہؓ کا دلمین عناد
خدا نے اُسی پر وہ ڈالا فریب — رگ جانسے اُسکی ہوا وہ قریب
کہا راوی نے پھر مغیرہؓ اُٹھے — اُتر تخت سے اُسکے آگے چلے
لیے اپنے ہمراہ سب اپنے یار — ہوے آکے گھوڑونپہ جب سب سوار
نہ تھا اپنے بچنے کا اُنکو یقین — دیا حکم بطلوس نے پھر وہین
امیرونکو اپنے کہ تم ساتھ جاؤ — قریب اُنکے لشکر کے پہونچا کے آؤ
مغیرہؓ مع ہمرہان بے ہراس — جو پہونچے سپہدار غانم کے پاس
کہا جو کہ گذرا تھا بطلوس سے — سپہدار غانم یہ کہنے لگے
قسم سید انبیا کی مجھے — بچے تم نہ جز اپنی تلوار کے
یہ ہی شخص اک مرد قابل حکیم — مگر اسپہ غالب ہو دیو رجیم
کہا راوی نے کوئی اُس رات مین — نہ سویا درستی آلات مین
لڑائی کا سامان کرتے رہے — وہ تلوار ونکو سان کرتے رہے

جنگ ہر دو لشکر اور بیان دلاوری فضلؓ ابن عباس و شکست کفار نابکار

سحر غانم مہر ہو گرم خیز — چلا فتح بہنسائے مغرب کو تیز
تو بطلوس مہ بھاگ کر کے چھپا — قلعہ مین جو بہنسائے مغرب کے جا
جو کچھ ساتھ اُسکے تھی فوج نجوم — گئی بھاگ یک لخت جون فوج روم
شعاعی علم غانم آفتاب — جو لیکر کے نکلا بصد آب و تاب
ادا مین ہوئین جیش اسلام مین — وضو کے لگے سب کے سب کام مین
فراغت ہوئی جب وضو سے تمام — تو آگئے ہوے اُنکے غانم امام
ادا کی جماعت سے سب نے نماز — چڑھے اپنے گھوڑونپہ پھر کرکے ساز
کہ وہ جلتے تھے سحر کو غنیم — مقابل مین آئیگا بے خوف و بیم

محمدؐ کو فضل و کرم سے کیا
یہ سُنکر کہا اُسنے ہان ای ہمام
کرے تو جو مین نے کہا تھا تجھے
رسول خدا ہین نہین اسمین شک
مغیرہؓ یہ بولے کہ حکم خدا
جہالت مین تھے مبتلا ہم تمام
یہان تک کہ بھیجا خدا نے نبی
دیے پھینک بت توڑ کر راہ پر
نہین اُس سوا پوجتے غیر کو
محمدؐ پہ لائے ہین ایمان ہم
شریک خدا جانتے ہین لعین
سو جسنے ہماری یہ کی اتباع
سو جسنے کہ جزیہ ادا کر دیا
اور اللہ ہی احکم الحاکمین
نہ عورت نہ لڑکے نہ راہب پہ ہے
مگر تو نے جزیہ مین جو یہ کہا
مغیرہؓ یہ بولے کہ تو ہو کھڑا
کھڑا ہو گیا اور کھڑے ہو گئے
کہا راوی نے مجھکو پہونچی خبر
کہا تھے مغیرہ کے ہم ساتھ مین
کہ افواج بطلوس ملعون کی
سو بطلوس نے اسطرح دیکھکر
کہ معلوم ہی ہمکو تم ہو رسول
نہ لاؤ نہین کچھ بات اب جدا ئین
کہ بطلوس کی تھی جگہ جو وہین
مغیرہ بد نہین تھے از بس جسیم
بتاؤ مسیحا کو کہتے ہو کیا
پھر اُسکو کہا ہو سو وہ ہو گیا
کہا اُسکو ہو ہو گیا وہ وہین

صلوٰۃ و سلام آپنہ ہو دائما
بہت مجھکو بھایا یہ تیرا کلام
کہا کیا وہ بولے جو کلمہ پڑھے
تو بولا نہین راہ ہی اس تلک
جو ہی اُسمین کب ہووے چون و چرا
نہ کرتے تھے جز پاس بیت الحرام
نسب اور حسب مین صحیح و قوی
رسالت ہوئی ختم اس شاہ پر
نہ گرجا مین جاوین نہ ہم دیر کو
وہ ختم الرسل ہی گئی جان ہم
یہ ہی پاک وہ شرک سے بالیقین
وہ بھائی ہمارا ہوا بے نزاع
بچا مال گھر بار اُسکا رہا
کیے اُسنے جو حکم ہین بہترین
جو ہو منقطع صومعہ مین رہے
کہ ہاتھون سے وہی ہو کے صاغر یہ کیا
ترے سر پہ شمشیر ہو بر ملا
مغیرہ بھی تلوار کو کھینچ کے
یہ مسلم سے جو ہی ثقہ معتبر
لیا کھینچ تیغونکو جھٹ ہاتھ مین
ہماری نگہ مین ذرا بھی نہ تھی
ہمین اور موت اپنی کرکے نظر
نہین قتل ہوتا ہی جو ہو رسول
کرو اپنی تیغونکو تم میان مین
مغیرہ ہوے اُس پرکا نہین کمین
لگا اُسپہ تکیہ ہوے وان مقیم
کہا بندہ ہی اور رسول خدا
کہ قرآن مین یہ خدا نے کہا
نہین اُسمین کچھ شک یہ ہی بالیقین

اُنھین نے ہدایت کیا ہمکو سب
سو تو میری صحبت مین کیونکر رہے
گواہی تو دے جز خدا کے نہین
دلے صلح کو چاہتا ہون کہ ہو
جو تو نے کہا ہمکو از اہل فقر
نہ رکھتا تھا ہم مین کوئی بگیان
امین اور صادق اخی اور امام
خدا پوجنا ہمکو اس سے ملا
نہین کرتے ہم سجدہ جز حق کے آب
کیا حکم اُسنے کرو تم جہاد
نہ ہی مند اُسکو نہ ہی کاہلی
کرے دین اسلام سے جو ابا
کرے جو کہ اسلام و جزیہ سی شرم
اور ہی جزیہ مرد و نپہ یہ مال مین
لگا کہنے بطلوس مین نے کلام
نہ سمجھا مین اُسکو کہ ہی کیا صفا
مغیرہؓ کا اُسنے سنا جب کلام
اسی طرح اصحاب جتنے کہ تھے
اُسے پہونچی طارق سے بے اشتباہ
اور ہم حملہ کرتے تھے اُس قوم پر
اور ہم جانتے تھے یہ سب بر ملا
پکارا مغیرہؓ کو جلنے ہی دو
کہا تمنے جو کچھ کہا خیر اب
کیا ہمنے تیغونکو جلدی لباس
دبا تخت کے اُسکے کونے تلک
یہان تک کہ پھٹنے لگی اُسکی ران
کہا پھر کہ کس سے وہ پیدا ہوا
خدا پاس عیسی کی یون ہی مثال
کہا حق کی وحدانیت کی دلیل

اُنھین سے ہوا ہی یہ فخر عرب
مغیرہؓ یہ بولے کہ آسان ہی
خدا دوسرا اور محمدؐ امین
ہمارے تمھارے بس اب ہی نیک خو
سو تھے ایسے ہی اور نہ تھا ہمکو وقر
بجز گھوڑے یا اونٹ کے پالکان
ہوا جس سے اسلام ظاہر تمام
سو ہم پوجتے ہین خدا کو سدا
کہ ہی وحدہٗ لا شریک اپنا رب
اب اُنپر جو کرتے ہین دین مین فساد
شریک اُسکا ہی جاننا جاہلی
تو جزیہ وہ دے ہو کے صاغر کھڑا
بہے خون ہی اُسکا پھر گرم گرم
کہ دینار ہر ایک دے سال مین
ترے دین مذہب کے سمجھے تمام
تمھارے یہان کون سا ہی وہ کام
تو غصہ مین جل بھن کے وہ زشت کام
کھڑے ہو گئے کلمہ پڑھتے ہوے
اُسے اُس سے جو ہی وہ عبداللہؓ
ہمین غیرت دین تھی اس قدر
اسی جا سے ہو ویگا محشر بپا
ہلاکت مین اپنی نہ جلدی کرو
سنو مین جو کہتا ہون تم اُسکو سب
مغیرہؓ بڑھے اسقدر اُسکے پاس
گئے بیٹھ یہ اُس جگہ بیدھڑک
مغیرہؓ سے کہنے لگا وہ بیان
کہا خاک سے حق نے پیدا کیا
کہ آدم کو مٹی سے جیسے نکال
تمھارے یہان کیا ہی بے قال و قیل

خدانے کیا ہے وہ ہمپر امیر
تو ہم سکے سب عزل کردین اُسے
ہمارا ہوا نہی منکر بھی کام
بھلا کس طرح سے ہو اُسکا شریک
قبول اُسکی ہو گر وہ تو یہ کرے
گیا رنگ بطلوس اس سے بدل
ہمین فقر کے بدلے دولت بڑی
کہ قبل اس سے آتے تھے تم مین سے لوگ
بھلائی سے کرتے ہمارا وہ شکر
ہمارے ہی شہرونکو لیتے ہو چھین
تھے ہر ایک امت مین تم تو ضعیف
ہے شوکت ہماری نہایت بلند
بڑھا دل تمہارا ادھر اس لیے
قلاع و مدائن کیے سب خراب
یہان تم نے کھائے ہین کھانے لطیف
تمہارے جو ہے پاس اموال و منال
جو کچھ اس سے پہلے ہوا سو ہوا
کہ ہر ایک کو دو نہین دینار سو
کہ دس دس دون دینار اور دس لباس
خلیفہ کو دینار دون دس ہزار
ولیکن یہ کھاؤ تم اس جا قسم
مغیرہؓ نے اس سے کہا سب کلام
نہ اُسنے جنا اور نہ اُسکو جنا
مغیرہ نے کلمہ کو فوراً پڑھا
ہون شاید کہ کہتے ہو جیسے نسیب
کہا جس مین رب کا نہ ہووے گنا
کہا قوم و لشکر ہین اسّی ہزار
ہین پیچھے ہمارے بس ایسے لبیب
تمہاری ہمین ایسی پہونچی خبر

کہ زاہد ہے اور ہی ہمارا نصیر
بُرائی نہین ہم مین جز زہد کے
مقر ہین گناہون کے اپنے تمام
وہ اللہ ہے وحدہ لا شریک
ہو بخشش جو کوئی مسلمان کرے
کرسُن ہو گیا سُنکے یہ بے خلل
سبھی اُنتون پر ہمین فتح دی
ہمارے یہان تا ملے انکو بھوگ
ملا خاک مین اب تو سارا وہ شکر
قلاع و بلاد و حصون و حصین
کہ جو چینا کھاتے تھے دائم یہ کثیف
خزانے بھی ہین پاس بیچون و چند
کہ شام و عراق و یمن بے لیے
یہان تم نے بس پہنے فاخر ثیاب
نہ پہچانتے تھے لطیف و کثیف
ہمارے ہی ہمقوم کا ہے وہ مال
نہین تم سے ہم کرتے پرسش ذرا
لباس حریر اور عمامے وہ نو
عمامے بھی دس دو نہین زر اساس
لباس حریر ایک سو زرنگار
کہ اس ملک مین پھر نہ آینگے ہم
تراسُن چکا سن مرا اب کلام
نہین کوئی بھی اُسکے ہے جوڑ کا
خدا ایک ہین احمدؐ رسولِ خدا
کہ جو دین جسکا ہے وہ ہے حبیب
کہا سچ ہے اسمین نہین اشتباہ
نہ بل اُس سے زاید جو کیجے شمار
اور آنیکو ہین یا نیہ وہ عنقریب
کہ ہین جاہل و بے خبر بے ہنر

اگر زعم ہو اُسکو ہون بادشاہ
خدانے کیا ہے یہ ہم کو عطا
کہ ہم چاہتے مغفرت اُسکی ہین
کرے کوئی گر ہم مین اتنا گناہ
کہ ہے واسطے اُسکے جنت ضرور
وہ کچھ رہ کے چپ پھر یہ کہنے لگا
ہمین آزمایا بھلائی کے ساتھ
جو اور گیہون اس ملک سے وہ ہمیش
کہ آئے ہو اب ہم پہ تم برخلاف
ہمین چاہتے ہو کہ دیوین نکال
اب آئے ہو لینے ہمارے بلاد
ہمارا یہ ہے شہر از بس حصین
تم آئے یہان جب سے ڈالا فساد
امیرونکی شاہونکی لین بیٹیان
زر و سیم سامان و لعل و گہر
ہمارے ہی ہمدین کا وہ تمام
مگر جو یہان سے چلے جاؤ تم
کہ ہو سونیکا کام اُنپر کیا
تمہارے امیرونکو جتنے کہ ہین
عمامے بھی دون سو زروے عدد
مغیرہؓ تھے چپ جب تلک وہ بکا
یہ کہتے ہی کی حمد ربِ احد
کہا اُنسے بطلوس نے ای ہمام
تو بولا مغیرہؓ سے وہ بوالفضول
مغیرہؓ سے پھر اُسنے پوچھا وہین
ہو اعقل کا تیری مجھکو یقین
کہ مستغنی اُنکی نہین رائے سے
کیا اُونسے بطلوس نے یہ بیان
کہا یون مغیرہ نے تھے ایسے ہی

کرے ظلم اور دے نہ داد سپاہ
کہ کرتے ہین ہم امر معروف کا
فقط ایک رب کی پرستش کرین
پہاڑونکے مانند بے اشتباہ
نہین ہے کسیطرح اسمین قصور
کہ الحمد حمد کی اُس نے عطا
ہمین دی یہ عزت بڑائی کے ساتھ
جو لینے کو آتے ہم آتے تھے پیش
کہ کرتے ہو بس ہم سے جنگ و مصاف
ہمارے ہی شہرونسے کرکے قتال
ہماری ہے افواج حد سے زیاد
نہین قلعہ اُس سے زیادہ متین
ہوے تم سے برباد سارے بلاد
بنایا اُنھین اپنی ہی لونڈیان
کیے اپنے قبضہ مین سب بے خطر
ہمارا ہے وہ سب کا سب لا کلام
ہمارے خزانہ سے یہ پاؤ تم
سپہدار کو دو نہین سب سے سوا
اسی طرح سے اُن سبھونکو ملین
نہین اسمین زنہار کچھ جدّ و کد
جو کچھ اُسکو کہنا تھا جب کہ لیا
کہ جبار و قہار ہے وہ صمد
تو گرچہ ہے بد پہ ہے خوش کلام
نہین جانتا مین محمدؐ رسول
کہ ہے کون ساعت فضیلت قرین
ہے تجھسا عرب مین کوئی یا نہین
کرے مشورہ جو کہین رائے سے
نہ تھا ہم کو تمپر یہ ہرگز گمان
یہانتک کہ ہم مین خدانے نبی

سوار اپنے ہمراہ اک سو لیے
تو ارباب دولت نکل کر وہین
کہا یون مغیرہؓ نے گھوڑون سے ہم
تو حجاب نے شہ سے جا یہ کہا
کہا راوی رحمہ اللہ نے
حمائل زمین پر گھسٹتین سیوف
جو تھا فرش دیبا کا وان پر بچھا
کہ ڈیرہ گیا گونج رنگ اُڑ گئے
نہ وہ ملتفت اُسپہ ہرگز ہوے
تحیت ہماری بھی یہ تھی قدیم
رہا شاہ خاموش اور کرسیان
کہ تم فرش کرنا وہان سے جدا
نہ بیٹھے جو اُن کرسیون پر یہ جا
نہ اس فرش پر بھی ہمارے چلے
زمین پاک اس فرش سے ہے تمام
کہا حق نے اس سے بنایا ہمین
کہا راوی رحمہ اللہ نے
پھر اسمین اُنھین بیٹھنے کو کہا
دیا حکم دے مجکو تا تخت پر
تو اُن کو اشارہ کیا تخت کا
ہوے ملتفت اُنسے پھر وہ لیام
رکھے ہاتھ قبضون پہ تلوارون کے
کہا عبد اللہ مغیرہؓ ہے نام
جو تو چاہے کہ سبکا دونگا جواب
وہ اللہ جس سے ہمارا مسیح
مغیرہ نے جھٹ کاٹ اُسکا کلام
نہ مانا اور اسطرح اُس سے کہا
ہدایت ہوئی اُنکی دولت سے ہمین
ہم اپنے نبی پر ہین ایمان لائے

بہت اُنکو تعظیم و تکریم سے
لگے کہنے گھوڑون سے اترو یہین
اترتے ہین پر تنہائے دو دم
کہا شہ نے یون ہین انھین لو بلا
کہ پھر اُنمین ہر ایک دیباجہ نے
چلے پھاڑتے کافرونکی صفوف
تھے اُسپہ قالین تھے جابجا
حواس اُنکے جیسے پتنگ اُڑ گئے
مغیرہ یہ بولے نہین چاہیے
ہوے بعث پھر جب رسول کریم
بچھین سب نے چاندیکی جو تھین وہان
کہ آئین ہمارے نہ وہ زیربا
تو اک اُنسے بطریق نے یون کہا
مغیرہؓ تب اُس سے یہ کہنے لگے
کہ کہتے تھے احمد علیہ السلام
اسی مین ہے بیشک پھر آتا تھین
صحابہؓ سے باتین جو کین شاہ نے
مغیرہؓ جوان مردنے پاس جا
ترے ساتھ بیٹھون وہین آنکر
اُنھون نے وہین فرش وہ کر جدا
کہ اب کون تم مین کریگا کلام
صحابہؓ وہان سب تھے بیٹھے ہوے
کہا یا مغیرہ مین پہلے کلام
بُرا ہووے وہ یا کہ ہووے صواب
ہوا افضل الانبیا ہے صحیح
اگرچہ کہا سب نے تم اے ہمام
کہ سب حمد اللہ کو ہے بجا
ضلالت جہالت سے تاہم تھین
تمہارے نبی کے بھی ہین ہم فدا

گیا لے کے تا خیمۂ خسروی
ابھی اپنی تلوارین بھی کھول دو
نہ کھولینگے یہ ہین ہمارا سنگار
پکارا اُنھون نے کہ آؤ چلے
اتر اپنے گھوڑون سے گھوڑے دیے
نہ کچھ اُنکی کثرت سے اُنکو ہراس
ملک تخت پر اپنے بیٹھا ہوا
پکارا اُنھین حاجبون نے جھکو
سوا مالک الملک معبود کے
کیا منع ہمکو نہ سجدہ کرو
سو جسوقت داخل ہوے تھے یہ جا
غرض فرش دیبا تلک جب گئے
کہ آداب تم نے کیا یہ بُرا
کہ آداب اللہ کا ہے بڑا
زمین کو کیا واسطے میرے پاک
اسی سے نکالینگے پھر تمکو ہم
نہ تھا بیچ مین کوئی بھی ترجمان
کہا تخت سے اپنے یا تو اُتر
خدا نے شرف ہمکو اسلام کا
کیا ایک جانب کو اُسپر جلوس
اُنھون نے وہین سُنکے اُنکا کہا
تو بطلوس سوے مغیرہؓ پھرا
کرون تم سے لگتا ہے مجھکو بُرا
جو بطلوس تھا بس فصیح الکلام
اور افضل ہمارا ہے شاہون مین شاہ
بہت شاہ سے ہو گئے بے ادب
کہ جس نے یہ اسلام ہم کو دیا
یہ امت ہوئی بہترین امم
سبھی انبیا کو ہین بس مانتے

یہان تک لگا کہنے بطلوس بھی
یہ ہے بارگاہ شہی لو چلو
انھین سے ہمین ہے یہ عز و وقار
تم ہتھیار سب اپنے باندھے ہوے
غلامونکو اور پھر اکڑتے چلے
کہ جا پہونچے اورنگ شاہی کے پاس
اُنھون نے کہی وان یہ تکبیر جا
زمین پر کرو سجدہ تم شاہ کو
نہین کوئی لائق ہے اسکے لیے
تم آپس مین کوئی کسی ایک کو
غلامون سے اپنے یہ تھا کہدیا
غلامون نے وہ بھی الگ کر دیے
کہ شہ کو ہمارے نہ سجدہ کیا
تمہارے ادب سے کہ ہے وہ خدا
ہوئی اپنی مسجد سبھی پاک خاک
نہین اسمین ہرگز ذرا بیش و کم
کہ خود جانتا تھا وہ عربی زبان
برابر مرے بیٹھ آ خاک پر
دیا ہے ہر اک قوم پر بر ملا
کہ نوشاہ ہو جیسے پیش عروس
اشارہ مغیرہؓ کے جانب کیا
کہا یہ بتاؤ کہ ہے نام کیا
مغیرہؓ نے اُسکو یہ پاسخ دیا
کہا حمد اللہ کو ہے تمام
کہ ہم سب مین بہتر ہین با عز و جاہ
نہین چاہیے تمکو اخ العرب
محمد کو رہبر ہمارا کیا
کہ جو راہ سیدھی ہے اُس پر ہین ہم
پر افضل محمدؐ کو ہین جانتے

بھرا ایک اُسمین وہ ہی جو ن صبر
ہین سردار کے گرد جو مومنین
غرض جبکہ داخل ہوا قس وہان
پھر اُسنے ادھر اور اُدھر دیکھکر
ہی تیمر وقار اور ہیبت تمام
کہا ای جوان آئین تو ہی اسیر
تو اُسنے کہا اُسنے ای سر سپاہ
کہ پوچھیگا اس سے تمہارا وہ حال
کہ کیا اُسکے آنے مین کہتے ہو تم
امیر وان سے جو صاحب شان ہین
موافق رہی تم سے پروردگار
مغیرہؓ لگے کہنے ہین اب کہان
کدھر زید ثابت کا جو ہی پسر
کدھر ہین وہ مسعود بدری لقب
کہا سب نے موجود ہین ہم ابھی
تو پھر اپنے خیمہ مین ہر اک گیا
نکل آئے جسطرح ہون شیر نر
پہنکر زرہ تسمہ سے کس کمر
کمیت اُنکا گھوڑا تھا اُسپر چڑھے
اسی مین سپہدار غانمؓ دلیر
جو ہی فرض اُسمین صلوٰۃ و زکوٰۃ
جو یہ بھی نہ مانے تو تلوار ہی
کہا یہ مغیرہ نے حق سے امید
غلام اُنکے سب خچرون پر سوار
زیادؓ ابن ثابت کا ہی قول یون
اور اُسوقت پڑھتے تھے قرآن کو
یہ ہین ہمارے انصار دین خدا
گئے جلد پہونچے بفوج عدو
مغیرہؓ نے باہم ہان دور سے

ہین گرد اُنکے بیٹھے ہوے سب امیر
ہین ویسے ہی وہ بھی تفاوت نہین
تو دہشت سے گھبرا گیا ناگہان
کہا کون ہی تم مین سردار و سر
ہر اک تم مین ہی صاحب احتشام
کہا ہی یہ زعم صغیر و کبیر
وہ بطلوس ہی بہنسا کا جو شاہ
کہ کیون ہی یہ آپس مین جنگ و جدال
کڑی خواہ نرمی ہو سنتے ہو تم
بہادر ہین اور اہل ایمان ہین
پھر آؤ مع الخیر تم ہم ہیں یار
سعید عبد قادر کے بیٹے جوان
کہ یہ دونون انصار ہین خوش سیر
کدھر ہین جریر جوان خوش نسب
کہ ہین سب فدائے خدا و نبی
پہنکر زرہ خود و ترکش لگا
عیان اُنکی شکلوں سے تھا جاہ و فر
رکھے دائین بائین دو خنجر کمر
غلامون کو تھے ساتھ اپنے لیے
مغیرہؓ سے بولے کہ ای نرہ شیر
صیام اور حج اور جہاد غزات
اور اپنا خدا ہر جگہ یار ہی
سمجھے ہی کہ دونین عجب شدید
ہوے پیچھے با حربۂ کارزار
قریب سپہدار آئے وہ جون
کہا مین نے ای سرور نیک خو
کسی ایک کو اُنین گر کچھ ہوا
کہ اُنسے بھری تھی زمین سو بسو
پڑھا کلمہ توحید کا شور سے

الگ شہر کون کا ہی لپٹا ہوا
رکھی سب کے زانو پہ تلوار ہی
یہ اُسپر وہان چھا گئی مردنی
کہ تا اُس سے باتین کرون مین کچھا
کہا راوی نے تب اشارہ کیا
مین جب تک اطاعت مین لا کی ہون
اسی نے یہان مجھکو بھیجا ہی اب
کہا راوی نے پھر مخاطب ہوے
مغیرہؓ نے فوراً تب اُٹھکر وہان
کرو میرے ہمرہ کہا چھانٹ لو
صحیح اور سالم لیے سب رفیق
کدھر ہی وہ انصاری ایوبؓ نام
کدھر ہو یزید العقیلی جوان
کہان ہین وہ عمارؓ ابن حصین
کہا جا کے تیار ہو جاؤ سب
رکھین پر تلوین بھی تیغین درست
کہا واقدی رحمہ اللہ نے
لگا کر کے تلوار جو ہر نگار
اُنھین بھی کیا خچرون پر سوار
دلائل تو ہوا اپنے سب جانتے
جو کچھ ہی حرام اور جو ہی حلال
معین اپنا ہی خالق جزو کل
چلے ساتھ سردار قس بھی چلا
چلے کہتے تکبیر و تہلیل سب
تو رونے لگے سرور نامور
یہ گریہ ہی کیون مجھسے بولے بغم
کرونگا مین کیا عذر حق سے بیان
وہ تھی بہنسا کے پڑے گرد و پیش
اسیوقت اک اُنکا سردار جیش

وہان فرش بس ایک جانب پڑا
شجاعت مین ہر ایک سرشار ہی
کہ جسطرح ہو حالت جان کنی
نظر مجھکو آتے ہو سردار سب
سپہدار غانمؓ نے اور وہ پھرا
اطاعت مین میری ہی غازی قشون
کیا ایک ذو رائے کو ہی طلب
جناب سپہدار اصحاب سے
کہا جاؤنگا مین وے دس جوان
انھین مین سے تم آپ جسکو چہو
خدا ہی تمہارا معین و شفیق
کدھر زید کا پور خالدؓ ہمام
کہان ہین معاذؓ یہ نصرت نشان
کہان زید بن ارقمؓ شیر دین
کہا ہم ہین حاضر بافضال رب
رکابو مین رکھ نیزے چالاک و چست
مغیرہ جو خیمہ مین اپنے گئے
لیا ہاتھ مین نیزہ آب دار
لگے ہونے رخصت پھر آپس مین یار
کرو دعوت اسلام کی تم اُسے
نہ مانے تو پھر جزیہ دے سال سال
بجاہ محمد امام رسل
سوار اپنے خچر پہ ہو کر بڑھا
در و دشت بھی کہتے تھے باادب
ہوئی ریش سب اُنکی اشکوں سے تر
سُن ای ابن ثابت خدا کی قسم
مغیرہ بن شعبہ اور وہ جوان
لگائے ہوے مورچے خویش خویش
لیے ایک ترساعرب اپنے پیش

سنا پھر وہ جاتے تھے سمت صعید　ملے اُن سے راہ مین وہ طائی سعید
کہ پور عمیرہ بھی ساتھ اُنکے تھے　کہ تھے قیس حارث کے اصحاب سے
یہ تھے پاس اوقار کے شہر سے　کہ تھے گرویہ یوسفی بحر کے
کنارونپہ اُنکے ہی غارت کنان　اسیطرح پھرتے تھے بن ناگمان
کہ گھوڑونکے ٹاپونکی آئی صدا　اُنھون نے سمجھ اُنکو اہل غزا
جو کین اُنسے باتین نپایا جواب　تو ملکر کیا اُنپہ حملہ شتاب
وہ چھ سو تھے اسوار بھاگے وہین　کیے قتل اُنین سے دو سو لعین
گئے بھاگ باقی سب اکبار گی　درون کی طرف پل کے بابار گی
ہوے غرق اُنین سے سو پھر وہان　لیے دو سو اُنسے پکڑ ناگہان
گئے بھاگ اُنین جو باقی تھے سب　جو پوچھا نکلنے کا اُنکے سبب
کہا آتے جاتے ہین ہم یان ہمیش　درون کی طرف پل کے لیکر جیش
جوانون نے باندھا اُنکی مشکین وہین　روانہ کیا ساتھ کر مسلمین
جو پہونچے وہ غانم کی خدمت مین جا　اُٹھا شور تہلیل و تکبیر کا
حبیب خدا پر صلواۃ و سلام　لگے بھیجنے سب کے سب خاص و عام
گئے اسطرف بڑھکے یہ خوش نہاد　ہوے دیکھکر اُنکو مسرور و شاد
پھر اُنکو امیرون کے آگے کیا　کہ جنکا بیان پہلے ہی آچکا
اور اُنپر کیا عرض اسلام کو　نہ مانا اُنھون نے جو اُس کام کو
تو اُنکی لگے مارنے گردنین　وہ اعدا کھڑے دیکھتے تھے اُنھین
بہم کرکے اپنی صلیبین تمام　لگے لڑنے ہو پر غضب وہ لیام
ہوئی گرم شدت سے وہ جنگ و حرب　لگی چلنے کثرت سے وان طعن و ضرب
نکلتے ہی سورج کے تا وقت عصر　رہا قتل کفار مین کرکے حصر
جو پائی اُنھون نے وہان سخت مار　کیا عاجزانہ وہانسے فرار
گئے قلعہ مین چڑھ کیے بند در　ہوے مستعد قلعہ سے جنگ پر
کیے نصب آلات جنگ و قتال　کہا راوی نے یہ ہوا اُنکا حال
و لیکن وہ اصحاب رضوان پناہ　خدا جن سے راضی ہو بے اشتباہ
جو اترے سر کوہ بیابان مین　طرف بحر کے صاف میدان مین
کہ وہ جانب غرب ہی پھر جو شب　ہوئی سب نے کی آگ وان ملتہب
ہوے جمع سارے قبیلے وہان　خوشی سے تھا ہر ایک قرآن خوان
محمد پہ ہین جو کہ خیر الانام　لگے بھیجنے سب درود و سلام
نہ تھا اُنمین کوئی کہ راکع نہ تھا　و یا شوق قلبی سے خاضع نہ تھا
جناب خدا مین یہ تھی التجا　کہ دے فتح ہمکو ای رب العلے
تھے کفار سوتے پیے سب شراب　درون و برون شہر کے وہ خراب
لگے کفر کے کلمے بکنے لعین　کہ بس بہنسا کی وہ ہلکر زمین
ہوئی مستغاثی حضور خدا　تو قدرت کے مُنہ سے اُسے چپ کیا
بعز و جلال خود اے بہنسا　ہلاکت ہوئی اُنکی اب برملا
بسا تا ہون مین تجھ مین وہ قوم کے　موحد چنے اپنی مخلوق سے
بنا تا ہون گرجون کو اب مسجدین　نماز اور جمعہ اُنین ہونے لگین
ہوئی اہل کفر اور طغیان سے پاک　تبو سنکے بجاری سے سارے وہ خاک
رہے خیر امت کے اخیار وان　نبی کے مہاجر اور انصار وان
کہ پڑھتے تھے رات اور دن وہ نماز　بصدق دلی و بعجز و نیاز
وہ میدان شہیدونکا مدفن ہوا　اندھیرا پڑا تھا سو روشن ہوا
زیارت سے وان کی گنہ ہون فرو　اترتی ہین وان برکتین سو بسو

آنا ایک راہب کا لشکر اسلام مین اور تشریف لیجانا حضرت مغیرہ کا

ہوا راہب مشرق جب آشکار　سحر ابلق چرخ پہ ہو سوار
نہین دین مین جنکے رہبانیت　نماز سحر کی وہ کرکے نیت
ادا کرکے بیٹھے تھے سب وہ جتنے　کہ کیا کرتے ہین رومی اب دیکھیے
کہ اُسمین بس اک پادری نابکار　چلا اُنکی جانب کو خچر سوار
لباس اُسپہ اونی دھرے سر پہ ٹوپ　پڑی اُسپہ زنار آیا وہ پوپ
یہان تک کہ پاس اُن جیالونکے آ　زبان عرب مین گویا ہوا
سنو ای مسلمان غنیمت معاش　امیر عرب کی ہے مجھکو تلاش
کہا راوی نے مجھکو پہونچی خبر　یہ قیس ابن ثماس سے بے خطر
اُسے کعب سے جو ہی پور ہمام　اُسے اُس سے ہے جسکا شداد نام
وہ ہی اوس کا پور لبن فرات مین　وہ تھا اُنکے اصحاب ایات مین
کہا یون کہ ہملوگ بیٹھے ہوے　سپہدار غانم سے باتون مین تھے
کہ آیا جو عبد اللہ عاصم کا پور　خبر اُسنے دی قس کی سب کے حضور
دیا حکم اُسکو یہ غانم نے آئے　تو اُس قس کو جا کر وہی جب لائے
تو پایا سپہدار کو آن کر　کہ بیٹھے ہین جمع کیے وان نفر

نہوتی اگر موت مین سیری دیر
تو اب دیکھ کرتے ہین کیا کام وہ

نہ آتا مین بچکر یہان ای دلیر
غرض کر چکا شب جو آرام وہ
کہا ٹھہرو دیکھو یہ کرتے ہین کیا

تو غصہ ہوا شاہ بولا کہ چپ
ہوئی صبح کچھ بھی نہ اُسنے کہا
ارادہ ہی کیا انکا دیکھو ذرا

گیا رعب اُنکا ترے دلمین کھپ
سپہ کو نہ حکم سواری دیا

روز دویم مقابلہ ہر دو لشکر اور قتل و غارت ہونا نصارا کا

پلا دو نبی مجھکو کوثر کا جام
کہو رب سے تا ہو وہ میرا معین
نمازِ سحر کی ادا ایک بار
نکل خیمۂ شرق سے ہو سوار
وبطلوس مہ با سپاہ نجوم
کہا راوی رحمہ اللہ نے
مسلح تو رہتے ہی تھے روز و شب
تو معلوم انکو ہوا بالیقین
دکھائی لگے دینے انکو تمام
ہلال ابن عامر سے انکو انھین
اور ہم نے وہ دیکھے خیام و قباب
الٰہی انھین گھیر اک ایک کو
کہ ہر شی پہ قادر ہی تو میرے رب
نکلکر خیامون سے وہ بدگہر
کیا اک گروہِ عرب نے یہ عزم
لگے کہنے حملہ نہ اپنر کرو
رہیں گر لڑائی پہ یہ مستقل
طرف شہر کے جو مغارہ سفید
وہ دوسی کہر بو ہر یرہؓ دلیر
یہ سارے چلے تاکہ نزدیک قوم
کہا مالکؓ اشتر نے ای قوم لو
ابھی بھیجدو اک گروہ کر جدا
یہان تک کہ پہونچے وہ پل پر دلیر
تھے اُسکے در و نہین نگہبان پہ جست
اور آتے تھے وہ اُن در و نسے چلے

کہ پیکر مین اُسکو رہون شادکام
لکھون بہنسا کی مین فتح مبین
رکھا فرق پر خود زرین نگار
فلک کے اس ابلق پہ باصد وقار
وزہرائے قابیل نکبت لزوم
نشان جب نکالا سحر گاہ نے
ہوے جلد اسوار گھوڑون پہ سب
گئے شہر مین بھاگ کر یہ لعین
نشان و صلیب و سرادق خیام
ملی زید کے بیٹے سے بس جنھین
دعا کی یہ غانم نے تب مستجاب
فنا کر نہ کر دیر اک ایک کو
مسلمان کہتے تھے آمین سب
لگے لینے ہاتھون مین تیغ و سپر
کہ حملہ کرین اپنے ہم بہر رزم
ہدایت مگر پہلے کر ان کو لو
تو اُنسے لڑو اور کرو مضمحل
ہی اترے وہین سبکے سب بہر صید
معاذِ جبل مسلمہ نرّہ شیر
اتر کر گذارین وہ شب کر کے نوم
کہ اعدائے دین نکلے ہین سیر کو
کہ لے لین وہ پل کو بعون خدا
لیے ساتھ شیر ونکو جون نرّہ شیر
کیے اپنی تیغو نکو تیز و درست
کہ تھے اُنمین کثرت سے وہی کھر

لکھون جنگ یارونکی مین آپکے
سحر کو سپہدار شرقی نژاد
کیے خنجر و تیغ زیب کمر
چلا بہنسائی عرب کو وہ جب
چلے بہنسائے غرب مین وہ سب
مسلمانون نے کر وضو با نیاز
کہین دشمنان خدا کا پتا
سب آگے بڑھے بادل بے ہراس
کہا راوی نے ہی یہ پہونچی مجھے
کہین زید خیل انکا ہی یہ بیان
کہ ای رب کر انکو ذلیل اور خوار
نہ اُنمین بچے ایک بھی ای جلیل
غرض بہنسا کے گئے جبکہ پاس
لیے برچھے اور گرز و تیر و کمان
سپہدار غانم نے روکا اُنھین
نہ آوین ہماری طرف کر رجوع
کہا واقدی نے مسلمان گروہ
ہوا اُنکا اس طور سے کاروبار
وہی مالکؓ اشتر و ذوالکلاعؓ
ہوئی صبح جب نکلے اعدائے دین
لڑائی مین اپنی لگا وَ اُنھین
لکھا ہی کہ نکلا وہین مرزبان
ہوا اپنے پتھراوَ دیوار سے
ہوئی اسطرح وان یہ جنگ و جدال
جو شب آتی تو بھاگ جاتے تھے شوم

لڑے بہنسا پر جو دین کے لیے
اٹھا اور وضو کرکے باصد مراد
شجاعی لیا نیزۂ مار سیر
تو خائف ہوئی بھاگی قابیل شب
رہا دشت گردون پہ کوئی جب
جماعت کے ہمراہ پڑھکر نماز
وہان پر جو انکو نہ ہرگز ملا
گئے جب پہونچ بہنسا کے وہ پاس
خبر قیسؓ منہال کے پور سے
کہ پہونچے جو ہم اہل ایمان وہان
اور انپر تو کر ہمکو نصرت شعار
یہ ہون سب کے سب خوار و ذلیل
تو تکبیر کہنے لگے بے ہراس
تھی بر جو نپہ بھی خلق کثرت سے وان
امیرون نے پھر بڑھکے ٹوکا انھین
نہ ہم سے کرین گر یہ آکر خضوع
تلے زرد ٹیلے کے نزدیک کوہ
ولیکن ابوذر غفاری تبار
کہ ہی حمیری فتح ساز قلاع
اُنھین دیکھنے کو بصد خشم و کین
کہ نکلے ہین یہ دیکھے تو انھین
لیے تین سو ساتھ اپنے جوان
دیے پل پہ وہ لوگ جا ہی تھے
کہ گذرے وہان سات دن بے مقال
اور آکر کے پھر اپنا کرتے ہجوم

ہمارے کیے قتل تم نے جوان
جو کچھ چاہتے ہو کرو وہ بیان
زر و مال تم چاہتے ہو اگر
کہ لیکر پلٹ جائین یا دینے زر

تو مین پادشہ سے کرون عرض جا
یہ اور جاے لشکر تمھارا چلا
وہ دو پھیر جو ملک ہمسے لیا
کہ بیشک مری شاہ ہی مانتا

کہو مجھسے اب چاہتے کیا ہو تم
تمھین یون ہی چاہتے ہو جو تم
جریرؓ دلاور نے اُس سے کہا
کہ کہنا تھا جو کچھ تجھے کہ چکا

کہا اُس نے ہان تب تو کہنے لگے
جریرؓ اُس سے مجھسے جواب اپنے لیے
کہا تو نے جو یہ کہ تم تنگ تھے
سو تھے ویسے ہی جیسے تو نے کہے

مگر ہم پہ انعام اللہ کا
ہوا دین اسلام کی راہ کا
یہ نعمت ہی یہ پہلی ہوا پھر یہ امر
لڑو کافرونسے کرو اُسمین صبر

کیا مال کفار ہمپر حلال
کہ جب تک کرین ہمسے جنگ و جدال
ہوا حکم ہمکو یہان تک لڑو
کہ ہاتھون سے تم خوار ہو جزیہ دو

کہا تو نے جو یہ کہ ہم مال دین
سو اُسکی غرض کچھ نہین ہے ہمین
نہین ہمکو دنیا کی خواہش ذرا
مگر لین ابھی ملک تم سے چھڑا

غنیمت تمھارا ہمین ہوگا مال
کہ بانٹین گے آپس مین ہم حال حال
کہا راوی نے جب سنا یہ مقال
وہ بطریق غصہ مین ہو کر کے لال

یہ بولا کہ تم کو کفایت ہین ہم
ابھی تمسے لیلین نشان و علم
پھر اُسنے دیا فوج کو حکم جنگ
کہ بس تم لڑو اُنسے اب بیدرنگ

اُنھون نے نہ پھیرین تھین باگین درست
جریرؓ آ چڑھے اپنے گھوڑے پہ چست
گروہ مسلمان بھی مثل تیر
یکایک وہان تھا قریب جریرؓ

لڑائی وہان ایسی ہونے لگی
اجل خون کے آنسو سے رونے لگی
شپاشپ تھی آواز وان تیر کی
جوانون نے بڑھ بڑھ کے شمشیر کی

بہادر لگے اُسمین للکارنے
لگے بڑھ کے گرزونکو جھنکارنے
برسنے لگے تیر بوچھار سے
لگے برچھے چلنے ہر اک وار سے

لگے سینہ و دل سے جا کر خدنگ
گلے سے لگا خنجر بیدرنگ
ہوئی چپقلش پھر تو آپس مین خوب
لڑے اسطرح اہل دین ڈوب ڈوب

جٹے اور ہٹے اور جٹے ہٹ گئے
کٹے اور کٹے اُدھ کٹے کٹ گئے
بڑھے اور لڑے اور لڑے بڑھ گئے
لڑے اور بڑھے اور بڑھے لڑ گئے

اُٹھا اسطرح کا زمین سے غبار
نہ دیکھا کبھی ابر یون تیرہ تار
چمکتی جو تھین اُسمین تیغ و سنان
تو بجلی کا ہوتا تھا اُنپر گمان

جوانونکے رجز اور کڑک کی صدا
کہ جون رعد ہو ابر مین جا بجا
جو تھے تیر اُسمین شپاشپ روان
برستی مسلسل وہ تھین بوندیان

یکایک جو برپا وہ طوفان ہوا
تو دریاے خون سب بیابان ہوا
سپر اور خود اسمین تھے سنگ پشت
دکھاتے تھے گھڑیال کا رنگ زشت

سوارون نے لی ہر طرف سے جو باگ
گئے ہو کے حیران نامرد بھاگ
خدا کو ہی تعریف بے شبہ و شک
مغیرہ بن شعبہ وہان بیدھڑک

و عونؓ بن ساعدہ سخکمان
اور ابن غنمؓ اک عبادہؓ جوان
وہ عباسؓ کا پور فضلؓ دلیر
خدا اُنسے راضی رہے سب تھے شیر

لیے ہاتھ مین تیغ و گرز و تبر
کبھی تھے اِدھر اور کبھی تھے اُدھر
جدھر جھک پڑے گر گئی صف کی صف
ہوئی اُنسے ویران طرفکی طرف

مقابل جوان سے ہوا اُسکے وان
نہ تن پر رہا سر نہ قالب مین جان
بہت کافرونسے مقابل ہوے
و لیکن یہی اُنکے قاتل ہوے

نکلتے ہی سورج کے یہ تا غروب
لڑے دونون لشکر بہت ڈوب ڈوب
پھر اُسمین وہ عبداللہ جعفرؓ طیار
بڑھے جا کے قابیل پر ایکبار

کیا بچکے وہ دشمن کردگار
وہین کر گیا اُس جگہ سے فرار
سوار اُسکے ہمراہ ہوے تین سو
بھگایا وہین کرکے گھوڑونکو دو

ولے فوج لڑتی رہی تا بشام
کیا ساتھ سورج نے بھی انہزام
جو ہونے لگی جنگ وان تیز تیز
چھپا مُنھ کو سورج نے بھی کی گریز

زد و خورد وہ دیکھ گھبرا گیا
اندھیرا سا آنکھون تلے آ گیا
گیا ڈوب دل اُسکا اکبار گی
نصارا نے بھی ہمرہی اُسکی کی

مسلمان پنجہ ہوے وان شہید
ہوے راہ مولا مین قربان عبید
ہوے قتل کفار وان دو ہزار
گئے نار دوزخ مین با حال زار

کہا راوی نے پھر وہ بھاگے ہوے
ہوے جمع جو پاس قابیل کے
وہ بھاگا ہوا پاس بطلوس کے
گیا اور اُس نے جو دیکھا اُدھر سے

جھڑک کر کہا واہ کس منھ سے تو
عرب سے ہی بھاگ آیا اے زشت خو
نہ تو نے کڑی اُنکی ہر گز سہی
ہوئی شہرہ سب مین تری بزدلی

کہا تب یہ قابیل نے اے ملک
شنیدہ نہین دید سے مشترک
نہین وہ مگر آدمی جان ہین
لڑائی کے لڑنے مین بیجان ہین

کہ جیسے ابوذر غفاری لقب
تھے اور بو ہریرہ بھی دوسی نسب
سوا انکے مالک وہ نخعی گہر
وہی ذوالکلاع تھے جو حمیر کے
کیا حکم پورب کی جانب کو جا
کرو مورچے اپنے تم وہان بنا
سپہدار غانم نے اپنے لیے
لیے جانب بحر کے مورچے
کیے پھر طلیعہ مین ایسے امیر
کہ جون ابن عباس فضل دلیر
تھے مسلم بھی جعفر بھی اور وہ علی
کہ ہین باپ جنکے عقیل ولی
صہیب اور سقران و اکبر جوان
کیے پی یہ پی انکے فوراً روان
ہبار ابن سفیان مرد دلیر
بن عمر و عبد اللہ نرہ شیر
جریر جوان مرد ابن نعیم
جو حمیر کے سادات مین ہی فہیم
معمر ہی سکنی خولید کا پور
مخلد ہی بن عون کندی وہ سور
کیے اور بھی ساتھ انکے گروہ
کہ ہو ایک سے دوسرے کو شکوہ
چلے ناگہان وہی قابیل دون
لیے ساتھ بطریق و ترسا فسون
مقابل ہوے جبکہ دونون گروہ
مغارہ کے نیچے بنزدیک کوہ
پھر اپنے وہ جھنڈے کیے جا کرکے پاس
عرب ایک ترسا بلا کر کے پاس
کہ بطریق سے آکے ہو ہمکلام
یہ سنکر جریر معلے مقام
مجھے حکم دو تو کرون مین کلام
وہ بولے کہ اچھا اگر وہ لیام
مناسب جو وہ سمجھین عمو پھر وہی
نہین تو لڑائی تو ہی ہی سہی

معاذ جبل سلمہ ابن ہاشم اور
کہ ہین اہل مخزوم تو کرلے غور
خدا ان سے راضی ہو اور انکا یار
کیے دو ہزار انکے ہمرہ سوار
اگر وہ لڑین تم سے تم بھی لڑو
بعون خدا قلعہ خالی کرو
امیرونکو اور اہل رایات کو
لیا ساتھ اور اور سادات کو
اور ان کے جو بھائی تھے عبد اللہ نام
یہ ہین دونو عم زاد خیر الانام
اور عبد اللہ جعفری نرہ شیر
زیاد ابن سفیان مرد دلیر
اور انہین تھے سادات و خاص خاص
کہ جیسے نعیم ابن ہاشم بن عاص
اور حسان بن نصر طائی جوان
اور انصاری بن اوس یعنی سنان
وہ سالم بھی یربوعی فرقد نژاد
وہ طائف کا سیف ابن مسلم جواد
خدا ان سے راضی خدا سے یہ خوش
یہ ہون ست کار خدا مین جو خوش
کیا انکو غربی کی جانب تعین
سو یہ عاشقان خدائے برین
مقابل مین ان کے وہان آگیا
وہ جسکا کہ پہلے بیان ہو چکا
وہین اس لعین نے اشارہ کیا
سپہ کو اسی جاے ٹھہرا دیا
کہا اس سے چلا کے انکو پکار
کہ بھیجو کوئی اپنا تم ہوشیار
گئے پاس غانم کے باکروفر
کہا ہی امیر دلاور اگر
کرین صلح اور جنگ سے باز آئین
کہ تا خالد اسجا پہ تشریف لائین
لڑینگے خدا ہی ہمارا کفیل
وہ ہی حسبنا اور نعم الوکیل

تشریف لیجانا حضرت جریر کا پاس قابیل بطریق کے نہونا صلح کا اور حملہ آور ہونا کفار کا اوپر عین گفتگو مین اور غٹ پٹ ہونا دونون لشکر کا اور فتح مند ہونا اہل ایمان کا

یہ کہتا ہی راوی شیرین کلام
گئے پاس اسکے وہ عالی مقام
کہا نہ ولیکن کرون مین کلام
طرف سے امیر سپہ کے تمام
دیا چھوڑ اور آئے اس ملک پ
تھے تم تو عرب مین بہت بے قدر
حجازی تمر پر انار یمن
نہ کافی ہوا تمکو اے کینہ فن
لیا تم نے فرس اور فارس کے شاہ
ہوے ہاتھ سے سب تمہارے تباہ
ہمارے کیے قتل تم نے جوان
ہمارا لیا مال غارت کنان
یہان تک کہ تم ہو گئے ہم پہ شیر
ارادہ کیا شہر کا ہو دلیر
اور آگئے تمہارے بہت بادشاہ
چہ قیصر چہ کسری چہ جر من پناہ
کہ نا چھین لین ملک لیکن وہ شاہ
گئے پھر کے یانسے بحال تباہ

کہا اس سے کہ کیا ہی حاجت تری
کہا کیا ہی آگہی سبھی سروری
کہا اسنے کیون تم نے وہ ملک شام
کہ جسمین بڑی نعمتین ہین تمام
رہے ننگے بھوکھے وہان تم مدام
چکھے تمنے پھر میوۂ ملک شام
یہان تک کہ تم سوے مصر آگئے
دبایا اسے قبط پر چھا گئے
پر اسپر بھی تم نے نہ کی اکتفا
ہماری طرف آکے بلوہ کیا
مگر ہمکو تم سے تغافل رہا
کہ اقبال ہی بس ہمارا بڑا
کہ یہ شہر بس سلطنت کا ہی گھر
ہماری ریاست کا ہی یہ مقر
چہ فرعون چہ قبط و جابر تمام
لڑے ہم سے آکر بصد احتشام
اور اب تم نے ہمپر کیا ہی ہجوم
کہ تا چھین لو ہم سے یہ مرز و بوم

تو گنتی میں آئے وہ اسّی ہزار
جدا اُن سے تھے اہل بازار و زار

کہ کہتے تھے قابیل سارے اُسے
وہ تھا بیٹھنے والوں سے تخت کے

اور اُسکو دیا حکم یون دو بدو
کہ جاکر عرب سے مقابل ہو تو

لڑین شہر سے باہر نکلکر لڑین
جو کچھ رائے دو تم وہی اب کرین

لڑا شہر مین تو جو ہو کر حریف
تو جانین گے دشمن کہ یہ ہین ضعیف

ہم اس شہر کو اپنے پیچھے کرین
اور اُس سے ہو باہر عرب سے لڑین

کسی کام کو شہر مین ہم نہ جائین
مگر ہو جو دشوار تر اُس مین آئین

کہ لیجاؤ تم ڈیرے اور خیمے سب
کہ ہون شہر کے باہر اب وہ نصب

مڑھے تھے سونے چاندی سے مین اُسکی چوب
ہے ایسا ہی اُسکا بنا میخ کوب

بنین جھالرین اس کی مقیش کی
مرصع لآلی سے ہین سب گندھی

بچھا فرش ریشم کا اُسمین تمام
رکھا مسند و تکیہ زرینہ کام

لٹکتے تھے قندیل وان بےحساب
جنھین دیکھ تارون کو آئے حجاب

رکھا عاج کا اُسمین لا ایک تخت
مڑھا تھا وہ سونے سے بس ایک تخت

مربع وہ تھا سات گز کا طویل
عرض مین بھی اُتنا ہی بےقال و قیل

مغرق زر و سیم مین تھا تمام
بچھا فرش بھی اُسپہ زرینہ کام

کرے گر شمار انکا کوئی طلب
تو گنتی مین آتی تھین بےشک وہ سب

یہ کہتا ہے یان راوی نیک ذات
گروہ صحابہ سے پہونچی یہ بات

مقابل مین تھے باب بحر یکے
جو مشہور ہے باب قندوس اب

کیا حکم جو تجھکو خیمہ ملا
اُسے کر کھڑا آب تو اپنا جا

کہ تھا نام اصفاطین اُس شخص کا
کہا اُسکو تو شرق کی سمت جا

حراست گر قلعہ بہنسا وہان
کیے دس ہزار اُسکے ہمراہ جوان

یہ کہتے تھے دونون بصدق و صفا
گئے شام مین ہم لڑے جابجا

جو تھی بہنسا مین اور اُسکے قریب
نہ ایسے قوی دل نہ ایسی صلیب

مڑھے چمڑے ہاتھی کے فولاد سے
کہ دیوار سے تھے لٹکتے ہوے

سو اس سے ہوا خوش بہت دل مین وہ
پھر اُس نے بلا ایک بطریق کو

اُسے دیکے خلعت دیے پھر سوار
کہ ہوتے تھے تعداد مین ستّی ہزار

پھر اُس کے جو تھے مملکت کے خواص
کیا مشورہ اُن سے با اختصاص

لگے کہنے یون اُس سے سب اہل رائے
کہ اے شاہ شاہانِ کشور کشائے

رہے گا اگر شہر کے آس پاس
نہ آوینگے ہم پر عرب بے ہراس

فصیل اور برجون سے با جد و کد
کرینگے ہمارے ہماری مدد

تو اس رائے کو اُسنے جانا نکو
دیا حکم فوراً یہ خدام کو

اور اُسکو بھی کر دو ابھی وان کھڑا
وہ خیمہ کلان جو ہے ستر گزا

وہ ہے ریشمی سرخ و زرد و کبود
سفید و سیہ سبز اُس مین نمود

برون و درون اُسمین شکلین بنین
پرند و چرند و کواکب کی تھین

طنابین تھین ریشم کی رنگین بنین
نگین مینخین بھی سونے چاندی کی تھین

بندھے سونے چاندی کی زنجیر مین
کہ جون کہکشان کی ہون تحریر مین

مڑھے اُسکے پائے زر و سیم سے
وہ رکھا وہان لا کے تعظیم سے

بلندی مین بھی سات گز کا بلند
لگا اُس مین زینہ بہت دل پسند

رکھین کرسیان گرد اُسکے تمام
مغرق زر کی بصد اہتمام

کھڑے گرد اُسکے کیے پھر خیام
بصد زیب و زینت بصد احتشام

جو تھے حاضر فتح دیکھا یہ سب
گئے شہر مین بھاگ ملعون وہ جب

پھر اُسنے بلا ایک بطریق کو
کہ نام اُسکا شمعان تھا اور زشت خو

کہ وہ باب قبلی ہے رہ وہا نہ تو
پھر اُسنے بلا ایک بطریق کو

پلون کے قریب اور سا باط پر
لگا اپنا ڈیرہ اُسی جا اُتر

ہبار ابن سفیان اور سلمہ رض
کہ مخزومی ہاشم کا ہے وہ پسر

نہ دیکھی کہین کثرت اسطرح کی
نہ پائی کہین زینت اسطرح کی

بہت منجنیق اُس کی دیوار پہ
بہت خیمے اُسپر تھے ادھر اُدھر

کماندار چست و مجانیق زن
تھے بیٹھے ہوے اور اور اہل فن

تشریف لانا بہنسا پر حضرت عیاض غنم اشعری رض کا اور سخت سمجھنا اُس قلعہ کو اور مورچے لگانا اور روبرو ہونا قابیل کاشہ سواران اسلام سے اور طلب کرنا ایک امیر کا سپاہ عرب سے

کہا راوی نے یہ ہوا اُنکا حال
کیا جو بیان مین نے بےقیل و قال

جو پہونچے وہین تو ہوا یہ یقین
کہ مضبوط ہے شہر حصن حصین

وسے غانم ابن عیاض جری
کہ تھے قوم سے اپنی وہ اشعری

کیا مشورہ اپنے احباب سے
جناب رسالت کے اصحاب سے

نہ ہونے دو قادر انھیں آپ پر / مین کہتا ہون تم سے سنو کان دھر
تو اپنے امیرونکی جانب پھرا / اور اُنسے کہا تمنے آیا سُنا
کہا پھر تمھاری ہی کیا مصلحت / کہو اس مین دیتے ہو کیا مشورت
لڑین گے ہم اعراب سے ہو کر جمع / نہ کرنے انھین دینگے کچھ اسمین طمع
اگر ہم پہ غالب ہوئے وہ تو ہم / قلعہ سے لڑینگے بساز و حشم
ندیوین گے ہم ملک اپنا انھین / نہ شاہو نہین یہ عار ہم بھی نہین
برابر تھا پہلے کے یہ علم مین / فصاحت مین اور زہد اور حلم مین
لگا اسپہ تھا قفل فولاد کا

سُنا جبکہ بطلوس ملعون نے / کلام قس اُس رشک فرعون نے
تمھارے جو کچھ یہ کہا آپ نے / کہا ہان سُنا ہمنے بھی آپ نے
کہا سب نے ہم تو ترے ساتھ ہین / یہ جانین ہماری ترے ہاتھ مین
کہ جسطرح ہمسے سوا اور مین / اُنھون نے ہی کی طمع اُسدم مین
ذخیرے ہین موجود اتنے شہا / برس بیس تک جو کم ہون ذرا
تو بطلوس اُنسے بہت خوش ہوا / ہوا ایک قس دوسرا پھر کھڑا
نکال اُسنے صندوق سے اک کتاب / کہ تھا آبنوسی وہ بس لاجواب
اُسے کھولکر اُسنے اُنسے کہا

بیان کرنا راہب کا اوصاف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ترقی عرب ہونا بدولت آپ کے اور خفا ہونا بطلوس کا اُس سے اور آمادۂ جنگ عرب ہونا

کہ اے دین نصرانیت کے معین / اور اے مار معمودیہ کے امین
کہ مبعوث ہوا اک نبی کریم / جو آخر زمان مین بخلق عظیم
مرین باپ ماں اُسکے اور عم و جد / کفالت کرین اُسکی با جد و کد
وہ مکہ مین پیدا ہو با احترام / مدینہ ہو ہجرت کا اُسکے مقام
اور اُسکی جگہ پر کرے ایک کام / ابوبکر صدیقؓ ہو اُسکا نام
پر اُسکو رہی تھوڑے دن یان قرار / روانہ ہو جنت کو لے وان قرار
اور اسکا ارادہ ہو ہر اک درست / عمرؓ نام ہو اور بہت تیز و چست
روانہ کرے فوج ہر سمت کو / ہر اک شہر و در لینگے وہ جنگجو
کرے آکے مفتوح اک شہرہ شہر / کہ ہے گندمی رنگ از بس دلیر
جو کہنے کو مانو مرے تم سبھی / تو بس صلح کرلو عرب سے ابھی
ہر اک جا پہ پاتے ہین فتحین عرب / ہے دین اُنکا برحق یہی ہے سبب
خدا اور محمدؐ کی برکت سے یہ / ہین بس متصل عز و نصرت سے یہ
ہوے قتل کے اُسکے درپے تمام / تو مانع ہوا شہ کیا یہ کلام
مجھے خوب معلوم ہے بالیقین / کہ گرمی دلونمین تمہارے نہین
یہی ساگ بھاجی ہے دائم غذا / نہین جانتے گوشت کا کچھ مزا
اگر تو نہوتا یہان کا قدیم / قدیمی سلاطین کا یا انکے ندیم
مین مارونگا تجھکو بری طرح سے / تو چپ ہو گیا سنکے راہب اسے
وہان بیٹھ کر اور بلا کر انھین / جو تھے اُسکے بطریق دین خلقین

سُنو جو لکھا ہے تمہارے لیے / حکیمون نے جو صاحب عقل تھے
محمد بن عبد اللہ ہو اُسکا نام / ہوا اولاد عدنان و شیرین کلام
پھر اُسکو کرے خالق انس و جان / نبی سارے عالم پہ باعز و شان
رہے کچھ دنون یان پہ وہ رہنما / خدا پاس پھر اپنے لیوے بلا
بڑھے اس سے بس عز و شان عرب / وہ بھیجے سپہ شام کو پر غضب
اور اُسکی جگہ بعد اُسکے وہ ہو / بہت گوری رنگت کا اور تند خو
وہ ہے صاحب فتح شہر و دیار / کرا اعدائے دین کو کرے خوار و زار
اور اگلی کتابونمین جو ہین قدیم / لکھا ہے کہ یہ شہر و در مستقیم
شجاع و بہادر قوی و شدید / کہ نام اسکا ہے خالدؓ ابن ولید
کہ اب دولت و فتح و عز و حشم / انھین کے ہین ہمراہ انھین سے ہم
لڑین اہل مشرق و مغرب اگر / نہ پائین کبھی انپہ فتح و ظفر
سُنی جب امیرون نے اُسکی یہ بات / تو غصہ مین بک کرکے کچھ واہیات
کہا اے پادری تو مگر ڈر گیا / کہ یہ گفتگو ہم سے کرنے لگا
کہ تم لوگ کھاتے نہین جز مسور / ہے لیمون بھی اور تیل کھانا ضرور
اسیواسطے ہوتے ہین دل ضعیف / کہ کھاتے ہو کھانا تم اکثر کثیف
تو مین تجھکو اک دم مین کرتا فنا / خبردار اب تونے گر کچھ کہا
یہ کہتے ہی راہب نے وانسے اٹھا / جو تھا قصر شاہی وہ اُسمین گیا
اور اُنکے لیے بس صلیب و لوا / کھڑے کر سپہ کا لیا جا

آغاز داستان بہنسا روانگی افواج دریا امواج اسلامیہ سمت بہنسا بعد فتح طنسا مطلع ہونا بطلوس کا اور مستعد ہونا واسطے رزم اور کھولنا ایک خانۂ دربند کا اور نکلنا اُس مین صفات اصحاب کرام سرور انام کا صلی اللہ علیہ وسلم

جہاندار اعظم جناب عمرؓ
ہوے جب خلیفہ بصد کرّ و فر

لیے مومنان نے ہزارون بلاد
ہوے فضل خالق سے فرحان و شاد

سران سپاہ عرب کو بلا
کہا اے وان ہو سوے بہنسا

مظفر ہوے اور بشوق غزا
چلے بہنسا پر تو یہ ماجرا

تو بس حال اُسکا دگرگون ہوا
سنو مجھسے ای دوستو تم ذرا

تو کھولے خزانے جو تھے مال کے
دیے سب کو وہ دیکھ اور بھال کے

سپہ کو دیا اُس نے کثرت سے مال
اور اُنکے سوا بھی ہوے منتمال

صفات عرب اسمین اور انکے نام
لکھے تھے بتفصیل سب لا کلام

کیا منع رہبان نے اُسکو یہ
نہ مانا کھلا آخرش کو وہ در

کہ جسطرح سے ذکر پہلے ہوا
اسے دیکھ گرجا مین اپنے گیا

لگا اُن سے وہ مشورہ چاہنے
تو اک راہب پیر گمراہ نے

اور اُسپر تھا جبّہ سیہ رنگ کا
رکھے تاج سر پر اسی ڈھنگ کا

اُٹھا چٹ پٹ اور پاس ہیکل کی جا
کہا کچھ نہ سمجھا کوئی پر ذرا

اور ای بار معمودیہ کے گروہ
تمھارے لیے تھا بہت کچھ شکوہ

غرض تم جو نیکی کے کرتے تھے کام
برائی سے ہاتھ اپنا رکھتے تھے تھام

قوی سے ضعیفوں کو ملتا تھا سکھ
فقیروں کو ہرگز نہ ہوتا تھا دُکھ

زنا سے تھا پرہیز تم کو تمام
تھا اقبال اُس سے تمھارا غلام

رہی سلطنت تم مین اور اب تو آہ
نہین تم مین کوئی رہا خیرخواہ

رعیت پہ کرتے ہو تم ظلم و جور
ہر احکام مین غیر حق سبکا طور

رعیت کے اموال پر ہی دراز
تمھارے امیرون کا اب دست آز

ہوے ہاتھ اب اُنکے تم پر بلند
کرین یہ دعا تا ہو تم کو گزند

سو اب شک نہین ساری یہ نعمتین
لین اور کو اور ہمسے چھینین

یہ دیکھو ہوے تم پہ غالب عرب
اسی سے تمھارا گیا ملک سب

تمھارے لیے چھین شہر و دیار
تمھارا نکالا اُنھون نے دمار

تو اسلام کو بس ترقی ہوئی
کہ ہر دن نئی فتح ہونے لگی

سپہدار دین خالدؓ ارجمند
ہوے جبکہ طنسا پہ فیروزمند

کیا غانم اشعری کو امیر
لڑے رہ مین بھی جا بجا وہ دلیر

کہا مخبرون نے جو بطلوس سے
عرب آتے ہین بہنسا پر چلے

یقین جب ہوا اُسکو فوج عرب
روانہ ہوئی بہنسا کو بھی اب

سلاح و زرہ خلعت و مال و زر
دیے سب امیرون کو بھر بھر سپر

جو اک گھر مقفل وہان تھا جدا
کہ ذکر اُسکا ہے واقدی کر چکا

دیا حکم اُسنے کھلے اس کا در
کہ شاید ہو اسمین بھی کچھ مال و زر

نہ پایا وہان جز صفات عرب
کہ لکھے تھے سب اُنکے نام و لقب

اسی مین گیا بیٹھ اورنگ پر
ہوے جمع بطریق ادھر اُدھر

کہ عمر اُسکی تھی ایک سو بیس کی
کمینے نہ اُسکی کبھی ریس کی

لیا ہاتھ مین آبنوسی عصا
کہ سونے سے اور عاج سے تھا جڑا

کہا اُسنے پھر بعد اُسکے وہین
کہ ای دین نصرانیت کے معین

تمھارا تھا اقبال و دولت بلند
تمھاری ہی باتین تھین جسکو پسند

رعیت پہ کرتے تھے تم عدل و داد
کہ مظلوم پاتے تھے اپنی مراد

نہ کرتے تھے تم ہاتھ اپنا دراز
کسیکے کسی مال پر کرکے آز

رعایا کے دل تم پہ مائل تھے سب
تمھاری دعا کرتے تھے روز و شب

نہین کرتے تم امر معروف کا
نہین نہیِ منکر بھی تم مین ذرا

دلاتے نہین اب تو حقِ ضعیف
قوی سے تمھارے امیر و شریف

لگے کرنے عصیان کے سارے عمل
رعایا کے تم سے گئے دل بدل

ہے مظلوم کی بس دعا مستجاب
ہوے جور سے شاہ اکثر خراب

تمھارے گناہون کی کثرت سے اب
ستم کش کی بھی بد دعا کے سبب

تمھارے ہوے قتل اپنے تمام
تمھارا لیا مال بھی دام دام

سو بیدار ہو خواب غفلت سے تم
بچاؤ گھر اور مال غارت سے تم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادا کرکے سجدے کروں میں رقم
اسکی عنایت سے جیتے ہیں سب
شرف ہمکو جسکی بدولت ہوا
اگرچہ ہیں عاصی سیہ کار ہون
اُٹھا قبر سے سرخرو کر مجھے
دیا تونے اُنکو یہ خلق عظیم

ثناے خداوند لطف و کرم
کہ ہر نیک و بد کا ہی اک وہی رب
ہمین خلق سے برگزیدہ کیا
یہ تیرا ہی ای میرے غفار ہون
رکھین پاس اپنے پیمبر مجھے
کہ اُنکی صفت ہی رؤف الرحیم
کہ عشاق اُنکے وہ اصحاب تھے

کہ وہ خلق پر اپنی ہی مہربان
کیا خاک سے گرچہ پیدا ہمین
نہین انتہا تیرے اکرام کی
ہو مقبول یارب یہ تیرا شہید
امام رسل پیشـ[illegible] ـبل
سلام انپہ ا[illegible] ـیۂ
بلل اُنکے شیـ[illegible]

جمیل دو عالم اور آرام جان
دیا فضل سے عشق اپنا ہمین
کہ ہمکو ہر اک نعمت اکرام کی
کہ سچ مچ بنادے تو اپنا شہید
امین خدا مہبط جبرئیل
پیا سپے رہین داور داد[illegible]

سبب تالیف کتاب

پلا دو نبی مجھکو جام طہور
سنو دوستو ایک مدت سے تھی
ہوے سارے عالم یہ وہ فتح مند
کتابوں مین سب اپنی لکھتے ہین حال
جدھر رخ کیا بس مظفر ہوے
اگرچہ عراق و یمین مصر و شام
گئے خمس آلاف سوے خراسان

کہ ہو آپ کا جلوہ گر دل مین نور
تمنا دل ناتواں میں یہی
کیے رایت دین برحق بلند
کہ غالب ہوے وہ بجاہ و جلال
ولایات و کشور کے داور ہوے
گئے اور لڑے وہ بصد احتشام
رہین ظل مولا مین سب شادمان
رکھے دین و دنیا میں باآبرو

فدا آپ پر اور صحابہؓ پہ ہون
کہ اصحاب نے جو برائے خدا
یہ تفصیل اُسے واقدی نے لکھا
رسول خدا کا یہ سب فیض تھا
لکھون نظم مین تا وہ ہو زاد راہ
اگر تہنسا کی مین لکھتا ہون جنگ
یہ امید ہی مجھکو اللہ سے
نہ آئے الم پاس میرے کبھو

مناقب دل و جان سے انکے لکھون
فدا جان کی قتل اعدا کیا
اور اہل سیر اور بھی جابجا
کہ عالم یہ قبضہ اونھون نے کیا
جزا اسکی دے مجھکو حضرت الٰہ
کہ اُس جا پر اصحاب با نام و ننگ
بحق نبی و صحابہ مجھے

951

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

الحمد للہ کہ کتاب صداقت مآب پسندیدہ ہر شیخ و شاب متضمن حالات مغازی اصحاب حاوی مطالب اعلای کلمہ رب الارباب مرقع مساعی ناموران اسلام آئینہ عرقریزی دلاوران فرخی فرجام واگوئیہ جلادت قوی بازوان والا مقام افسانہ شجاعت نبرد آزمایان نیکنام مسمی بہ

وقائع اہل اسلام

مصنفہ …رت مولوی حافظ سید ابوالقاسم صاحب المتخلص بہ شہید مرحوم و نصف …حافظ سید عبد الرزاق صاحب المتخلص بہ کلامی سلمہ اللہ تعالیٰ بریلوی بعد خرید حق تصنیف از مصنف صاحب ممدوح بہزاران آب و تاب النقل کالاصل

در مطبع نامی گرامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ بحسن و خوبی طبع شد

اعلان - حق تصنیف اس کتاب کا از جانب مصنف ممدوح بذریعہ بیع بحق نولکشور پریس منتقل ہوا۔

Qamqām al-Islām

PK
2199
Q343
1900

LIBRARY
UNIVERSITY OF TORONTO
FEB 12 1970

PK
2199
Q343
1900

Qamqam al-Islam

PLEASE DO NOT REMOVE
CARDS OR SLIPS FROM THIS POCKET

UNIVERSITY OF TORONTO LIBRARY